قُلْ لَّهُمْ فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِیْغًا

قول البلیغ

از رشحاتِ قلم

قاضی محمد نذیر سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ

(کتبہ م ایم شریف آرٹسٹ پشاور)

قُلْ لَهُمْ فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا

قولِ بلیغ

از رشحاتِ قلم

★ قاضی محمد نذیر صاحب فاضل
سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ

پرنٹر و پبلشر سید عبد الحی ... مالک دار التجلید ...

ہیں۔ شارع نبی یا مستقل نبی نہیں سمجھتے۔ فرق صرف یہ ہے کہ غیر مبائعین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کو محدثیت تک محدود قرار دیتے ہیں اور ہم آپ کی امتی نبوت کا مقام محدثیت سے بالا یقین کرتے ہیں۔ پس ہم میں اور ان میں محض نزاع لفظی ہے۔ ورنہ اس حقیقت کے دونوں فریق قائل ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور آپ کے فیض روحانی کے واسطہ سے اللہ تعالے کی طرف سے نبی اور رسول کا لقب پایا ہے۔ اور اس نبوت و رسالت سے مراد صرف یہ ہے کہ آپ نے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف پایا ہے جس میں آپکو خدا تعالے کی طرف سے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع دی گئی ہے۔ اور اس امر سے بھی انکا انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ مکالمہ مخاطبہ مشتمل بر امور غیبیہ کثیرہ کی نعمت آپ کو پورے طور پر دی گئی ہے۔ اور مطلقاً یہ نعمت تیرہ سو سال میں امت محمدیہ کے کسی بزرگ کو پورے طور پر نہیں دی گئی۔ تا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی میں رخنہ واقع نہ ہو جائے جس میں حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ قرار دیا گیا ہے۔ پس اس حقیقت پر در اصل دونو فریق متفق ہیں۔ اور جو لفظی نزاع پیدا کی گئی ہے۔ وہ صرف انکار خلافت کے لئے محض ایک حیلہ ہے۔

خادم سلسلہ احمدیہ

محمد نذیر لائلپوری از ربوہ ۱۲/۱۲/۵۷

امیر المومنین میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے نے اس مسئلہ کی تحقیق میں ایک شاندار کتاب "حقیقۃ النبوۃ" تصنیف فرمائی جس کے جواب میں جناب مولوی محمد علی صاحب سابق امیر غیر مبائعین نے ایک کتاب "النبوۃ فی الاسلام" لکھی جو برعکس نہند نام زنگی کافور کا مصداق تھی۔ کیونکہ کتاب کے نام سے ظاہر ہوتا تھا کہ آپ اسلام میں نبوت ثابت کرنے لگے ہیں۔ مگر اس کتاب میں انہوں نے یہ لکھ دیا کہ "امت کے اندر ہو کر بھی نبوت کا دعوے کذاب کا کام ہے"۔ حال ہی میں چوہدری شکر اللہ خان صاحب منصوری نے غیر مبائعین کی تمام بحثوں کو پڑھ کر "قول سدید" کے نام سے ایک ضخیم کتاب تصنیف کر کے شائع کی ہے۔ میں اپنی اس کتاب میں جس کا نام "قول بلیغ" رکھا گیا ہے۔ خدا تعالے کے فضل اور اس کی توفیق سے ان دونوں کتابوں کو مد نظر رکھ کر نبوت مسیح موعود کے خلاف ان کے پیشکردہ اعتراضات کا جواب دے رہا ہوں۔ اور ان ہر دو کے مغالطوں سے پردہ اٹھا رہا ہوں۔ مجھے کامل امید ہے کہ میری کتاب کو سوچ سمجھ کر پڑھنے والے غیر مبائعین پر باہمی اختلاف کی اصل حقیقت انشاء اللہ خوب واضح ہو جائیگی اور وہ ٹھنڈے دل سے غور کرنے پر میری طرح اس نتیجہ پر پہنچیں گے۔ کہ ان ہر دو مصنفین نے محض خلافت ثانیہ کا انکار کرنے کے لئے نبوت مسیح موعود کے عقیدہ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی ایجاد قرار دیا ہے۔ حالانکہ دعوے کی تفصیلی کیفیت کے لحاظ سے خود یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو امتی نبی مانتے ہیں۔ ہم لوگ بھی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صرف امتی نبی یقین کرتے

پیش لفظ

غیر مبایعین (جنہیں جماعت احمدیہ کا لاہوری فریق سمجھا جاتا ہے) جماعت احمدیہ کے اتحاد کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مانتے تھے۔ اور یہ یقین رکھتے تھے کہ "تمام نبوت آپ نے سرور کائنات فخر موجودات سید ولد آدم حضرت محمد مصطفےٰ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیروی اور آپ کی قوت قدسیہ اور آپ کے افاضہ روحانیہ کے واسطہ سے حاصل کیا ہے۔ چنانچہ ان کے سابق امیر جناب مولوی محمد علی صاحب مرحوم جماعت احمدیہ میں خلافت ثانیہ کے قائم ہونے سے قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں (جس کے یہ ایڈیٹر تھے) ہمیشہ نبی کی حیثیت سے دنیا میں پیش کرتے رہے ہیں۔ لیکن خلافت ثانیہ کے قائم ہونے پر بعض اعتراض کے ماتحت جن کی صحیح اللہ تعالےٰ ہی کو ہے مولوی محمد علی صاحب موصوف نے جماعت میں تفرقہ پیدا کر دیا۔ اور لاہور میں جا کر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی بنیاد ڈالی۔ اس وقت سے یہ اور ان کے ہوا خواہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محض ایک محدث اور مجدد قرار دینے لگے۔ اور ان لوگوں نے صاف لفظوں میں آپ کی نبوت کا اقرار کرنا ترک کر دیا۔ اس وقت سے جماعت احمدیہ کے دونوں فریقوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا مسئلہ زیر بحث ہے۔ حضرت

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قولِ بلیغ

قرآن کریم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک انبیاء کی دو قسمیں ثابت ہوتی ہیں۔ ایک قسم کے انبیاء وہ ہیں جو نئی شریعت لائے۔ اور دوسری قسم کے انبیاء وہ ہیں جو پہلی شریعت کے تابع رہے۔ لیکن نبوت کا مقام انہوں نے براہ راست حاصل کیا۔ ان غیر تشریعی انبیاء کے بھیجا جانے کی غرض صرف یہ ہوتی تھی۔ کہ وہ اپنے روشن نشانوں کے ذریعہ لوگوں کے قلوب میں ایک زندہ ایمان اور یقین پیدا کریں اور دین سابق کی تجدید کریں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:

ثُمَّ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ (سورہ انعام ع ۱۹)

کہ پھر ہم نے موسےٰ کو کتاب دی جو (نعمت) کو پورا کرنے والی تھی اس شخص پر جس نے نیکی کی اور ہر ضروری امر کو کھول کر بیان کرنے والی تھی۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ موسےٰ علیہ السلام کو خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک شریعت دی گئی جس میں ان کی قوم کے لئے ہر بات کو جو ان کے لئے ضروری تھی کھول کر بیان کر دیا گیا۔ اس کتاب کا نام تورات ہے۔ تورات کے بعد بنی اسرائیل میں کئی نبی پیدا ہوئے جو تورات کے تابع تھے۔ اور بنی اسرائیل کے لئے بطور حکم مبعوث کئے گئے چنانچہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ
بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا (مائدہ ع۷)

کہ ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور نور ہے۔ اس کے ذریعہ کئی نبی جو خدا کے فرمانبردار تھے۔ یہودیوں کے لئے فیصلے کیا کرتے تھے۔ گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریعی نبی تھے۔ اور یہ سب نبی جو تورات کے بعد ہوئے غیر تشریعی نبی تھے۔ اور بطور رحم مبعوث کئے گئے تھے۔ پس اس آیت سے نبی دو قسم کے ثابت ہوئے!

انبیاء میں امر مشترک یا نبوت مطلقہ

ان دونوں قسم کے نبیوں میں امر مشترک جسے نبوت مطلقہ قرار دیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ سب تشریعی اور غیر تشریعی انبیاء نبی کہلاتے رہے۔ ان کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کثرت سے امور غیبیہ پر اطلاع پانا ہے۔ کیونکہ لفظ نبی نبأ سے نکلا ہے۔ جس کے معنے عظیم الشان خبر کے ہیں۔ پس نبی وہ ہوا جو کثرت سے اہم امور غیبیہ پر اطلاع پائے اخبار غیبیہ کی کثرت کے بغیر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی کا نام نہیں دیا جاتا۔ اور قرآن مجید میں نبی کی خصوصیت یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ اس کا رسول ہونا ضروری ہے۔ یعنے ایسے شخص کا خدا تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کی طرف بھیجا جانا ضروری ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ (جن ع۲)

کہ خدا تعالیٰ اپنے خالص غیب پر کسی کو غلبہ نہیں دیتا بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو۔ پس لغت عربی نبی کے لئے عظیم الشان غیب کی خبریں دیا

ضروری قرار دیتی ہے۔ اور قرآن مجید ایسے شخص کے لئے جو بکثرت ایسی اخبار غیبیہ دیا جائے رسول ہونا شرط قرار دیتا ہے۔

اسی لئے بنی اسرائیل کے انبیاء کو قَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ کی آیت میں (کہ موسیٰ کے بعد ہم نے پے در پے رسول بھیجے) رسل بھی قرار دیا ہے۔ پس از روئے قرآن مجید نبی کے لئے رسول ہونا ضروری قرار دے دیا گیا ہے

حضرت محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

لَيْسَتِ النُّبُوَّةُ بِأَمْرٍ زَائِدٍ عَلَى الْإِخْبَارِ الْإِلٰهِي (فتوحات مکیہ جلد ۲ ص ۲۱۲ بہ سوال ۱۸۸)

کہ نبوت خدا تعالیٰ کی طرف سے غیب کی خبریں ملنے کے سوا کوئی اور امر نہیں۔ اسی مطلقہ نبوت کو نبوت عامہ کا نام بھی دیتے ہیں۔ یہی نبوت مطلقہ ہے جس کے متعلق امام شعرانی لکھتے ہیں۔

اِنَّ مُطْلَقَ النُّبُوَّةِ لَمْ تَرْتَفِعْ اِنَّمَا ارْتَفَعَتْ نُبُوَّةُ التَّشْرِیْعِ (الیواقیت والجواہر جلد ۲ ص ۴۲ و ۲۹ بلحاظ اختلاف ایڈیشن)

کہ نبوت مطلقہ بند نہیں ہوئی۔ صرف تشریعی نبوت بند ہوئی ہے۔ نبوت خاصہ ان کے نزدیک تشریعی نبوت ہے۔

پس لغت عربی اور قرآن مجید سے ظاہر ہے کہ کثرت سے اہم امور غیبیہ پر اطلاع پانا ہی وہ امر مشترک یا نبوت مطلقہ ہے۔ جس کی وجہ سے پہلے تمام انبیاء نبی یا رسول کہلائے۔ شریعت کا لانا اس نبوت مطلقہ پر ایک امر زائد ہے۔ کیونکہ شریعت جدیدہ خاص ضرورت پر نازل ہوتی تھی۔ یعنی ایسے وقت جبکہ پہلی شریعت ضرورت زمانہ کے لئے ناکافی ہوتی تھی یا اس میں تحریف ہو چکی ہوتی تھی۔ لہذا شریعت جدیدہ بعض انبیاء کو دی گئی۔ اور

بعض کو نہ دی گئی۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے غیر تشریعی انبیاء کو پہلی شریعت کے اتباع کا ہی حکم دیا گیا اور انہیں پہلی شریعت کی تجدید کے لئے ہی مبعوث کیا گیا۔ البتہ یہ سب نبی مستقل نبی تھے۔ اور انہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے پہلے آپکی پیروی کے بغیر براہ راست مقام نبوت ملا تھا۔ لیکن سرور کائنات فخر موجودات سید ولد آدم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ جامع جمیع کمالات نبوت تھے۔ اس لئے آپکو خاتم النبیین کا نام دیا گیا۔ اور آپ پر ایک اتم اور اکمل شان رکھنے والی شریعت نازل فرمائی گئی۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ
وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (مائدہ رکوع ۱)

کہ آج میں نے تمہارے لئے شریعت کو کامل کر دیا ہے اور شریعت کے لحاظ سے تم پر نعمت پوری کر دی ہے۔ اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا ہے۔ اس شریعت کے متعلق یہ وعدہ بھی فرمایا کہ یہ محفوظ رہے گی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (حجر ع ۱) کہ یقیناً ہم نے ہی اس ذکر (قرآن مجید) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکی حفاظت کرنے والے ہیں۔

مسیح موعود کے متعلق پیشگوئی

پس چونکہ شریعت محمدیہ اپنی شان میں اتم و اکمل ہے اور قیامت تک محفوظ رہنے والی ہے۔ اس لئے خاتم النبیین کے بعد کسی تشریعی نبی کے بھیجے جانے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن خدا کے نزدیک چونکہ نبی بھیجے جانے کی ضرورت صرف شریعت جدیدہ کا لانا ہی نہیں ہوتی بلکہ قوموں کی اصلاح اور

ان میں پہلی شریعت کی تجدید و ترویج بھی ہے۔ اور خدا کے زندہ اور روشن نشانوں سے خدا کی ہستی پر لوگوں کے دلوں میں زندہ ایمان پیدا کرنا بھی ہے۔ اس لئے آخری زمانہ میں جو حدیثوں میں انتہائی گمراہی کا زمانہ قرار دیا گیا ہے نبی کے بھیجا جانے کی ضرورت تھی۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اللہ تعالےٰ نے یہ خوشخبری دلائی کہ آخری زمانہ میں ایک نبی اللہ ظاہر ہوگا (حدیث صحیح مسلم باب خروج الدجال) آپ نے اسکو حکم عدل اور امامکم منکم (صحیح بخاری باب نزول عیسےٰ) تمہارا امام کہکر اپنا ایک امتی بھی قرار دیا۔ اور اس کے مسیح ابن مریم کے رنگ میں رنگین ہونے کی وجہ سے اسے عیسیٰ یا ابن مریم کا نام بھی دیا۔ اسی وجہ سے یہ امتی نبی امت محمدیہ کا مسیح موعود کہلاتا ہے۔ ان پیشگوئیوں کے باوجود ساری امت کا اس بات پر اجماع رہا ہے کہ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شارع نبی یا مستقل نبی نہیں آسکتا۔ بلکہ نبی جو پیشگوئی میں موعود ہے وہ نبی اللہ ہونے کے ساتھ آپ کا ایک امتی بھی ہے۔ پس خاتم النبیین کے معنوں کا منفی پہلو یہ مانا گیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شارع نبی یا مستقل نبی نہیں آسکتا۔ اور خاتم النبیین کے معنوں کا مثبت پہلو یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی آسکتا ہے۔ جو نبی بھی ہو اور امتی بھی ہو۔ خاتم النبیین کے یہ معنے ایسے ہیں جن پر علمائے اہل سنت کا اجماع ہے اور ان اجماعی عقیدہ کی جماعت احمدیہ بھی قائل ہے۔ حدیث لانبی بعدی کے معنے اہل علم کے نزدیک یہ ہیں کہ کوئی نبی شرع ناسخ نہیں لائیگا۔ (ملاحظہ ہو اقتراب الساعۃ صفحہ ۶۳) بلکہ ہمارے نزدیک یہ معنے بھی ہیں کہ کوئی مستقل نبی بھی نہیں آئے گا۔

مسیح موعود کی پیشگوئی کے سمجھنے میں غلطی

پیشگوئی کے وقوع سے پہلے اس کے سمجھنے میں قوموں کو غلطی لگتی رہی ہے۔ یہود نے حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد پر پیشگوئی کے سمجھنے میں غلطی کھائی اور انکا انکار کر دیا۔ اور یہود اور نصاریٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق موسےٰ اور عیسےٰ علیہما السلام کی پیشگوئیوں کے سمجھنے میں غلطی کھائی اور آپ کی نبوت کا انکار کر دیا۔ اسی طرح مقدر تھا۔ کہ امت محمدیہ کے علماء بھی مسیح موعود کی پیشگوئی کے سمجھنے کے متعلق غلطی کھاتے۔ چنانچہ اکثر علماء[1] نے احادیث میں عیسےٰ اور ابن مریم کے الفاظ پا کر اس غلطی میں پڑ گئے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ اور وہی آخری زمانہ میں آسمان سے نازل ہونگے۔ حالانکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات قرآن و حدیث سے روز روشن کی طرح ثابت تھی۔ مگر ان دلائل کی طرف ان کی توجہ مبذول نہ ہوئی۔ پھر جن حدیثوں میں آنے والے مسیح موعود کو عیسےٰ اور ابن مریم قرار دیا گیا تھا انہی حدیثوں میں اس بات کی بھی وضاحت کر دی گئی تھی۔ کہ یہ موعود تم میں سے تمہارا امام ہوگا۔ یعنے امت محمدیہ کے باہر سے نہیں آئے گا۔

ختم نبوت کے حقیقی اور لازمی معنے

پھر اس بات پر بھی غور نہ کیا گیا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جو مستقل

[1] حیات مسیح کے عقیدہ پر امت کا اجماع نہیں ہوا۔ کیونکہ امام مالک وفات مسیح کے قائل تھے۔ اور بعض صوفیا خصوصاً حضرت محی الدین ابن عربی اور امام ماورزی کے متبعین مسیح کے بروزی طور پر نزول کے قائل رہے ہیں۔ اور اس طرح حیات مسیح کا عقیدہ اور مسیح کے اصالتاً نزول کا عقیدہ اجماعی نہیں تھا۔ البتہ ایک امتی نبی کی آمد پر اہل سنت فرقوں کا اجماع ہے۔

نبی تھے۔ ان کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ظاہر ہونا ختم نبوت کے منافی ہے۔ کیونکہ وہ ختم نبوت کی مہر کو جو ان کی نبوت مستقلہ پر لگی ہوئی ہے توڑنے کے بغیر امت محمدیہ میں آ نہیں سکتے۔ اور ویسے ایک مستقل نبی کا امتی ہو کر آنا بھی ایک امر محال ہے۔ کیونکہ کامل امتی وہ ہوتا ہے جسے ہر ایک کمال اور روحانی درجہ حتیٰ کہ ایمان بھی اپنے نبی متبوع کے طفیل اور اس کی پیروی کے بعد حاصل ہو۔ اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو نبی اللہ ہونے کا مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بعد حاصل نہیں ہوا تھا۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے مستقل نبی ہیں۔ اور نبوت مستقلہ اور امتی نبوت میں اجتماع النقیضین ہے۔ اور نبوت مستقلہ سے ان کا عزل بھی جائز نہیں۔ پس ایک مستقل نبی کا کامل امتی ہونا محال ہے۔ اور خاتم النبیین کا مثبت پہلو اس بات کا تقاضا کرتا ہے۔ کہ امت محمدیہ میں بموجب پیشگوئی جو نبی اللہ ظاہر ہو وہ اس طرح آپ کا طفیلی ہو کہ آپ کی کامل پیروی کے بعد آپ کی مہر نبوت کے افاضہ سے مقام نبوت حاصل کرے۔ کیونکہ خاتم کے لغوی معنے ایسی مہر کے ہیں جو اپنے نقوش دوسروں میں پیدا کرے۔ پس خاتم النبیین[1] کے حقیقی معنے کے لحاظ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کے اثر و فیض سے آپ کا ایک کامل امتی بھی مقام نبوت حاصل کر سکتا ہے۔ آخری شارع اور آخری مستقل نبی اور افضل النبیین خاتم النبیین کے لازمی معانی ہیں ان سب معنوں کا تقاضا ہے کہ موعود نبی آپ کا کامل امتی ہو۔ اور آپ کی پیروی کے بعد خاتم النبیین

[1] خاتم النبیین کے حقیقی معنے اور لازمی معانی کی تحقیق کے متعلق میری کتاب شان خاتم النبیین کا مطالعہ کیا جائے۔

کی مہر نبوت کے فیض سے یہ نام پائے۔ اور خاتم النبیین کی مہر سے نبی بننا علمائے دین کو بھی مسلم ہے۔ چنانچہ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی فرماتے ہیں

"جیسے خاتم بفتح تا کا اثر مختوم علیہ پر ہوتا ہے۔ ایسے ہی موصوف بالذات کا اثر موصوف بالعرض پر ہوگا۔" (تحذیر الناس ص۱۰)

یعنی خاتم النبیین کے اثر سے جو نبی پیدا ہو۔ وہ نبوت کے وصف سے بالذات موصوف نہیں ہوگا۔ بلکہ بالعرض موصوف ہوگا۔ یعنی وہ خاتم النبیین کے واسطے سے نبوت کا مقام پائے گا۔

خاتم النبیین کے اسی فیض و اثر کو ملحوظ رکھتے ہوئے مولانا موصوف فرماتے ہیں:

"بالفرض اگر بعد زمانہ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو۔ تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔"

(تحذیر الناس ص۲۸)

مسیح موعود کے متعلق پیشگوئی کا ظہور

اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہمارے زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی پوری ہوگئی جو امت محمدیہ میں مسیح موعود کی آمد سے تعلق رکھتی تھی۔ چنانچہ ہمارے زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت اور آپ کے افاضہ روحانیہ کے طفیل آپ کا ایک امتی مقام نبوت سے سرفراز ہوا۔ اور خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے ایسے کمال فیضان پر اسکی نبوت گواہ ہے۔ جس فیضان کی قوت قدسیہ پہلے انبیاء میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔ انبیائے سابقین کے واسطہ سے بڑے سے بڑا روحانی مرتبہ جو انسان حاصل کر سکتا تھا وہ محدثیت کا مقام یعنی خدا

سے ہمکلامی کا شرف رکھنے کا مرتبہ تھا جیسے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

قَدْ كَانَ فِيمَنْ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ رِجَالٌ يُكَلَّمُوْنَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُوْنُوْا أَنْبِيَاءَ (بخاری جلد اول ص۵۲۱ مناقب حضرت عمرؓ)

کہ پہلی قوموں میں ایسے آدمی ہوئے ہیں جن سے خدا تعالےٰ کلام کرتا تھا مگر وہ نبی نہ ہوتے تھے۔ انہی کو ایک حدیث میں محدث بھی کہا گیا ہے۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی شان یہ بیان فرماتے ہیں

لَوْ كَانَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى حَيَّيْنِ لَمَا وَسِعَهُمَا إِلَّا اتِّبَاعِيْ

(الیواقیت والجواہر جلد ۲ ص۲۲ و شرح مواہب اللدنیہ جلد ۶ ص۲۷۴)

کہ اگر موسےٰ و عیسیٰ علیہما السلام زندہ ہوتے تو میری پیروی کے سوا انہیں چارہ نہ ہوتا۔

مسیح موعود کے نزدیک خاتم النبیین کے معنے

پس ضروری تھا کہ خاتم النبیین کی مہر کے فیض و اثر سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی امتی مقام نبوت حاصل کرتا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی سچائی پر گواہ ہوتا۔ سو یہ شرف اللہ تعالےٰ نے انبیاء میں سے ہمارے سید و مولےٰ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی عطا فرمایا ہے۔ کہ آپ کی پیروی کی برکت اور آپ کی قوت قدسیہ اور افاضہ روحانیہ کے واسطہ سے آپ کے ایک امتی نے مقام نبوت حاصل کیا ہے۔ اور وہ ایک پہلو سے نبی بھی ہے۔ اور دوسرے پہلو سے امتی بھی ہے اور امت میں مسیح موعود قرار دیا گیا ہے۔ خاتم النبیین کے اس عظمت پہلو کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ شان بیان فرماتے ہیں کہ

"وہ خاتم النبیین ہے مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا۔ بلکہ ان معنوں سے وہ صاحب خاتم ہے بجز اسکی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اسکی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جسکے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۲۸)

پھر آیت خاتم النبیین کے منفی اور مثبت دونوں معنے کا ماحصل یوں بیان فرماتے ہیں

"ماحصل اس آیت کا یہ ہوا کہ نبوت گو بغیر شریعت ہو۔ اس طرح پر تو منقطع ہے۔ کہ کوئی شخص براہ راست مقام نبوت حاصل کرے۔ لیکن اس طرح پر ممتنع نہیں۔ کہ وہ نبوت چراغِ محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو۔ یعنے ایسا صاحب کمال ایک جہت سے امتی ہو اور دوسری جہت سے بوجہ اکتساب انوار محمدیہ نبوت کا کمال بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔" (ریویو بر مباحثہ مولوی محمد حسین بٹالوی و مولوی عبداللہ چکڑالوی ص ۔)

جماعت احمدیہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے بعد آپ کے خلیفہ اول حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک خاتم النبیین کے ان معنوں پر متفق تھی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور فیضان روحانیہ کے واسطہ سے مقام نبوت پر فائز سمجھتی رہی

جماعت احمدیہ میں تفرقہ کا بانی

افسوس ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں خلافت ثانیہ کے قیام کے وقت مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز نے تفرقہ پیدا کر دیا اور

وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا انکار کر کے خاتم النبیین کے معنے محض آخری نبی کرنے لگے۔ حالانکہ یہ معنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی ذاتی فضیلت پر دال نہیں۔ کیونکہ آخری شے کے لئے ذاتی طور پر ضروری نہیں کہ وہ افضل و اعلیٰ بھی ہو۔ اسی لئے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی ان معنوں کو عوام الناس کے معنے قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے" (تحذیر الناس ص۳)

یعنے کسی کا پہلے یا آخر میں ہونا کوئی ذاتی فضیلت نہیں رکھتا۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین آپ کی مدح کے لئے قرار دیا ہے۔ یعنی آپ کی ذاتی خوبی بیان کرنے کے لئے قرار دیا گیا ہے۔ بہرحال مولوی محمد علی صاحب نے خاتم النبیین کے معنے محض آخری نبی قرار دے کر اجماع امت کو رد کیا اور نبوت کو اس طرح بھی منقطع قرار دے دیا۔ کہ کوئی شخص براہ راست مقام نبوت حاصل کرے۔ اور اس طرح بھی ممتنع قرار دے دیا کہ وہ نبوت چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معنوں کو چھوڑ کر آپ کو محض ایک ولی محدث اور مجدد قرار دیدیا۔ اور عیسائیوں کے اس فرقہ سے مماثلت حاصل کرلی۔ جو امت موسویہ کے مسیح موعود حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو نبی نہیں مانتا تھا۔ بلکہ صرف ولی جانتا تھا۔ اور موسوی دین کا ایک مجدد وقت سمجھتا تھا۔ یہ فرقہ عنانیہ کہلاتا تھا داود بن عنان اس کا بانی تھا

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بلحاظ افاضہ امتیازی شان

مولوی محمد علی صاحب نے بھی مطلق الشان ہو کر اس فرق کا تتبع اختیار کیا ہے

بے شک حضرت مسیح موعود علیہ السلام امت محمدیہ کے مجدد بھی ہیں مگر آپ امت
کے ایسے عظیم الشان مجدد ہیں کہ خود سردارِ انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ
کا نام نبی اللہ رکھا ہے اور یہ کہا ہے کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نبی نہیں
آپ نے مقام نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت اور افاضہ
روحانیہ کے واسطہ سے ہی حاصل کیا ہے نہ مستقل طور پر اگر غیر مبایعین کی طرح
یہ تسلیم کیا جائے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور افاضہ روحانیہ
کے واسطہ سے بھی آپ کا امتی محدثیت سے بالا نبوت کا مقام حاصل نہیں
کر سکتا تو پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو انبیائے سابقین کے بالمقابل اپنے
افاضہ روحانیہ میں کوئی خاص امتیاز نہیں رہتا۔ کیونکہ محدث تو پہلے انبیاء کی
پیروی اور افاضہ روحانیہ سے بھی لوگ بنتے رہے ہیں جیسا کہ احادیث نبویہ
سے ثابت ہے۔ خاتم النبیین کے افاضہ روحانیہ کی شان تو اس سے بہت بلند
ہے اسی شان کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا
یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز
نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔
یعنے آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔ اور آپ کی توجہ
روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں
ملی۔ یہی معنے اس حدیث کے ہیں کہ علماء امتی کانبیاء
بنی اسرائیل یعنے میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں
کی طرح ہوں گے۔ اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت سے نبی آئے
مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ وہ نبوتیں براہ راست

خدا کی ایک موہبت تھیں۔ حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ذرا
دخل نہ تھا اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک
پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ بلکہ وہ انبیاء مستقل
نبی کہلائے۔ اور براہِ راست انکو منصب نبوت ملا۔" (حقیقۃ الوحی ص۹۷)

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ خاتم النبیین کے مہر کے افاضہ اور آپ کی
پیروی کی برکت سے آپ کے امتیوں کو کمالات نبوت بھی ملتے ہیں یعنے
محدث کا مقام بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ اور چونکہ آپ کی توجہ
روحانی نبی تراش بھی ہے۔ اس لئے آپ کے افاضہ روحانیہ سے آپ
کی امت میں نبی بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ مجموعی قوت قدسیہ کسی اور
نبی کو حاصل نہیں۔ یہی معنے آپ نے حدیث علماء امتی کانبیاء بنی
اسرائیل کے بیان فرمائے ہیں۔ یعنی کہ اس حدیث سے ثابت ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپکی
توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ گویا کہ یہ حدیث آیت خاتم النبیین کی لطیف
تفسیر ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے
ربانی علماء بنی اسرائیل کے انبیاء سے مشابہ ہیں۔ اس طرح کہ جن ربانی علماء
کی انبیاء بنی اسرائیل سے مشابہت ناقصہ پائی جائیگی وہ تو محدث کہلائینگے
اور جن کی انبیاء بنی اسرائیل سے مشابہت تامہ پائی جائیگی وہ امتی نبی ہونگے۔
یہ سب مقامات ان بزرگوں کو خاتم النبیین کی مہر نبوت سے ملیں گے
امت محمدیہ کے مسیح موعود کو حضرت عیسے علیہ السلام سے مشابہت تامہ
کی بناء پر ہی احادیث نبویہ میں ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی
قرار دیا گیا ہے۔ اور مسیح موعود کا نبی اللہ ہونا خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم

کی توجہ روحانی کے نبی تراش ہونے پر روشن دلیل ہے اور اس بات کا
واضح ثبوت کہ یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو حاصل نہیں۔ کیونکہ انبیائے
سابقین کی پیروی سے کوئی شخص مقام نبوت نہیں پا سکا۔ اس لئے ان میں
سے کوئی بھی خاتم النبیین نہیں بن سکا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی
پیروی اور افاضہ روحانیہ کی برکت سے نبوت کا مقام بھی حاصل ہوا ہے۔
اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی خاتم النبیین ہیں۔

مسیح موعود امتی نبی

چنانچہ زیر بحث حاشیہ کے خاتمہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔
"یہ کس قدر ظلم ہے جو نادان مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی امت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے بے نصیب ہے اور
خود حدیثیں پڑھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی امت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہونگے
اور ایک ایسا ہوگا جو ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی
ہے۔ وہی مسیح موعود کہلائیگا۔" (حقیقۃ الوحی حاشیہ صـ۱۰۱)
اسی کتاب کے صـ۱۵۴ پر حضور تحریر فرماتے ہیں:۔
"خدا کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپکے
فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔"
پھر اسی کتاب کے صـ۱۵۰ پر لکھتے ہیں۔
"میں صرف نبی نہیں بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی
بھی تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان ثابت ہو"

پھر اسی کتاب کے صـ۹۶ پر تحریر فرماتے ہیں۔
"سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت
سے کامل حصہ پایا جو مجھ سے پہلے نبیوں رسولوں اور خدا کے برگزیدوں
کو دی گئی۔ اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سید
و مولیٰ فخر الانبیاء خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے
راہوں کی پیروی نہ کرتا سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا۔"
پھر اسی کتاب کے صـ۲۸ پر فرماتے ہیں۔
"سو خدا نے آپکو ان معنوں میں خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ لہٰذا قیامت تک
یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے آپ کا امتی ہونا ثابت
نہ کرے اور آپکی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے۔ ایسا وجود
قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے اور نہ کامل ملہم ہو سکتا ہے،
کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ مگر ظلی نبوت
جسکے معنے ہیں کہ فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی
تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو۔"

امام علی القاری کے نزدیک خاتم النبیین کے معنے

فقہ حنفیہ کے امام حضرت علی القاری خاتم النبیین کے معنے یہ بتاتے ہیں
اَلْمَعْنٰی اِنَّہٗ لَا یَاْتِیْ نَبِیٌّ بَعْدَہٗ یَنْسَخُ مِلَّتَہٗ وَلَمْ یَکُنْ
مِنْ اُمَّتِہٖ (موضوعات کبیر صـ۵۹)
کہ خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی نہیں
آ سکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے۔ اور آپ کا امتی نہ ہو۔ پس خاتم النبیین
کے انہی معنوں پر تمام امت کا اجماع ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آخری

شارع اور آخری مستقل نبی ہیں۔ اور مسیح موعود چونکہ امتی نبی ہوگا۔ اس لئے اسکی آمد آیت خاتم النبیین کے خلاف نہیں۔

اس اجماع امت کے خلاف غیر مبایعین کا گروہ یہ کہتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں نبی ہونا بھی آیت خاتم النبیین کے منافی ہے۔ لہذا امت محمدیہ کا مسیح موعود نبی اللہ نہیں بلکہ غیر نبی ہے۔

قادیان کے زمانہ میں مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک خاتم النبیین کے معنے

حالانکہ جناب مولوی محمد علی صاحب جو غیر مبایعین کے گروہ کے بانی تھے قادیان کے زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا وہی مقام قرار دیتے تھے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان عبارتوں میں مذکور ہے۔ جو میں نے پیش کی ہیں۔ مگر جماعت احمدیہ میں تفرقہ پیدا کرنے کے بعد انہوں نے اپنے عقائد میں تبدیلی پیدا کر لی۔ چنانچہ قادیان کے زمانہ میں وہ لکھتے ہیں

"سلسلہ احمدیہ سچے معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ خواہ نبی پرانا ہو یا نیا آپ کے بعد ایسا نہیں آ سکتا۔ جسکو نبوت بدوں آپ کے واسطہ کے مل سکتی ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا تعالےٰ نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کے دروازے بند کر دیئے۔ مگر آپ کے متبعین کامل کے لئے جو آپ کے رنگ میں رنگ ہو کر آپ کے اخلاق کاملہ سے نور حاصل کرتے ہیں۔ ان کے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا۔"

(ریویو آف ریلیجنز جلد پنجم ص ۱۸۶)

گویا جناب مولوی محمد علی صاحب موصوف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نبوت کا دروازہ صرف اس طرح بند مانتے تھے کہ وہ نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور واسطہ کے بغیر ہو۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور واسطہ سے نبوت ملنے کا دروازہ وہ بند نہیں مانتے تھے۔ اور خاتم النبیین کے انہی معنوں کو سچے معنے قرار دیتے تھے۔ اور انہیں سلسلہ احمدیہ کا عقیدہ بتاتے تھے۔ اور یہی معنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان تحریرات کے مطابق ہیں جو میں پیش کر چکا ہوں۔

یہی مولوی صاحب موصوف قادیان کے زمانہ میں آیت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ اور آیت مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ کی تفسیر کے تحت زیر نظر فرماتے ہیں۔

"ہمیں بھی یہ وسیع دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اسکی قبولیت بھی یقینی ہے۔ مخالف خواہ کچھ معنے کرے۔ مگر ہم تو اس بات پر قائم ہیں کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے۔ صدیق شہید اور صالح کا مرتبہ عطا کر سکتا ہے۔ مگر چاہیئے مانگنے والا"

(اخبار بدر ۱۲ جولائی ۱۹۰۸ء)

مولوی محمد علی صاحب کے عقیدہ میں تبدیلی کا ثبوت

"مگر افسوس ہے کہ خاتم النبیین کے ان سچے معنوں اور امت میں دعا سے نبی پیدا ہونے کے بارے میں آپ اپنے عقیدہ پر قائم نہ رہے۔

اور لاہور جا کر آپ نے ان عقائد کے خلاف یہ لکھنا شروع کر دیا۔ کہ نبوت
کا دروازہ ہرگز اس امت میں کھلا نہیں۔ (النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۱۵)
اور اپنی تفسیر بیان القرآن میں لکھا کہ:۔
"مقام نبوت کے لئے دعا کرنا ایک بے معنی فقرہ ہے
اور ایسے شخص کے منہ سے نکل سکتا ہے جو اصول دین سے ناواقف
ہو۔" (تفسیر بیان القرآن جلد اول صفحہ ۱۰)
حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انا دعوۃ ابی ابراہیم
یعنی میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہوں اور ابراہیم
علیہ السلام کی یہ دعا قرآن مجید کے ان الفاظ میں موجود ہے۔ رَبَّنَا
وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ (سورہ بقرہ ع ۱۵) کہ اے خدا ان
مکہ کے رہنے والوں میں سے ایک رسول بھیجنا۔ کیا ابراہیم علیہ السلام
اصول دین سے ناواقف تھے پھر کیا مولوی محمد علی صاحب اس وقت اصول
دین سے ناواقف تھے جب انہوں نے دعا سے نبی پیدا ہونا ممکن قرار
دیا تھا۔ پھر کیا مسیح موعود علیہ السلام بھی اصولِ دین سے ناواقف تھے کیونکہ
انہوں نے لکھا ہے۔ آیت اھدنا الصراط المستقیم گواہی دیتی ہے
کہ اس مصفے غیب سے یہ امت محروم نہیں۔ اور مصفے غیب حسب منطوق
آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے۔ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)
یاد رہے کہ دعا نبوت کو کسبی نہیں بناتی۔ کیونکہ دعا کرنے والا یہ دعا نہیں
کرتا کہ میں نبی بن جاؤں۔ اھدنا الصراط المستقیم تو قومی دعا ہے اور
مانگنے والا شرف انعام مانگتا ہے۔ نہ کہ نبوت بس دعا سے نبوت ملنا کسب
نہیں۔ دعا کے بعد بھی امت میں کسی کو نبوت ملنا فضل الٰہی پر موقوف

ہوتا ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو محدثیت کو بھی موہبت قرار دیتے ہیں۔
نہ کسبی مرتبہ حالانکہ وہ پیروی کے بعد ملتی ہے۔
اب لاہور کے زمانہ میں مولوی محمد علی صاحب تین باتیں لکھتے ہیں۔ اول آنحضرت صلعم سے
"نہایت درجہ قرب کی نسبت رکھنے والا نبی نہیں ہو سکتا۔ دوم جو شخص
اس امت میں سے نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب ہے۔ سوم
تشریعی و غیر تشریعی نبی یکساں بند ہیں۔" (النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۱۵)
حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔
"شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا۔ اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا
ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵)
اور اپنے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔
"خدا نے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت کے" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۶)

قادیان میں مولوی محمد علی صاحب کا مسیح موعود کو مدعی نبوت قرار دینا

یہی مولوی محمد علی صاحب قادیان کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کی زندگی میں آپ کو رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں بار بار نبی پیش کرتے رہے۔
چنانچہ ایک بحث کے دوران میں مخالف کے سامنے حضرت بانی سلسلہ
احمدیہ کو مدعی نبوت کی حیثیت میں پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
"چار باتیں خواجہ غلام الثقلین نے آیت اِنَّا لَنَنْصُرُ
رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا کے ان معنوں
کی تردید میں جو میں نے بیان کئے پیش کی ہیں۔ (۱) شیطان نے
خدا کی قسم کھائی۔ کہ وہ رب کو گمراہ کریگا۔۔۔۔ شیطان
اپنے اس خیال میں سچا ہو گیا۔ قوم فرعون ان (بنی اسرائیل)

کے شیر خوار بچوں کو قتل کر دیتی تھی۔ (۳) مسیح مصلوب ہو گئے (۴) خلفاء اربعہ اور سبطین ہیں سے منجملہ چھ کس کے پانچ نفوس دشمنوں کے ہاتھوں سے ہلاک ہوئے۔ بحث تو یہ تھی کہ سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں امتیازی نشان قرآن کریم نے کیا قرار دیا ہے اب خواجہ غلام الثقلین خود ہی بتائیں کہ ان پیشکردہ امور میں سے سوائے تیسرے کے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے باقی مدعی نبوت کون کون ہے۔ کیا شیطان مدعی نبوت ہے۔ کیا بنی اسرائیل کے شیر خوار بچے مدعی نبوت تھے۔ کیا خلفائے اربعہ اور سبطین مدعی نبوت تھے۔ اگر نہیں تو ان باتوں کا امر زیر بحث سے کیا تعلق "!

(ریویو آف ریلیجنز جلد پنجم ۳۲۴)

مولوی محمد علی صاحب کو خلفائے اربعہ کا محدث ہونا مسلم ہے۔ حضرت عمرؓ کا محدث ہونا تو حدیث نبوی میں بھی مذکور ہے۔ لہذا ان کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ وہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو مدعی نبوت کی حیثیت میں ہی پیش کر رہے تھے نہ کہ محض ایک محدث کی صورت میں اسی لئے وہ لکھتے ہیں کہ "خواجہ غلام الثقلین بتائیں۔ کیا خلفائے اربعہ مدعی نبوت تھے"۔ خواجہ غلام الثقلین کے پیشکردہ امور میں سے صرف تیسرے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انہوں نے مدعی نبوت کہا ہے۔ یا پھر حضرت مرزا صاحب کو مدعی نبوت کی حیثیت سے زیر بحث لا کر آپ کی نبوت ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اسلئے باقی سب افراد کے ذکر کو جو خواجہ غلام الثقلین نے پیش کئے، امر زیر بحث سے غیر متعلق قرار دیتے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی مدعی نبوت نہیں تھا۔

مولوی محمد علی صاحب کا عدالتی بیان میں مسیح موعود کو مدعی نبوت قرار دینا

پھر ۱۹۰۴ء میں مولوی کرم الدین ساکن بھیں کے مقدمہ میں یہی مولوی محمد علی صاحب استغاثہ کی طرف سے بطور گواہ پیش ہوئے اور انہوں نے عدالت میں باقرار صالح یہ بیان دیا کہ "مکذب مدعی نبوت کذاب ہوتا ہے مرزا صاحب ملزم مدعی نبوت ہے"

لاہور میں مسیح موعود کے مدعی نبوت ہونے سے انکار

لیکن لاہور میں آ کر یہی مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"میں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا نہ صرف اسلام کی ہتک سمجھتا ہوں بلکہ میرے نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی اس سے بہت بڑی زد پڑتی ہے۔ (اخبار پیغام صلح جلد ۲ نمبر ۱۱۹ مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۱۵ء)

نیز یہ بھی لکھتے ہیں کہ:۔ "امت کے اندر ہو کر بھی نبوت کا دعویٰ کذاب کا کام ہے۔ (النبوت فی الاسلام ص۱۱۵)

یہ تبدیلی تو ان لوگوں کے عقائد میں حضرت مولوی نورالدین خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں شروع ہو گئی تھی۔ مگر زیادہ نمایاں نہ تھی چنانچہ اخبار پیغام لاہور سے تعلق رکھنے والوں کے متعلق جماعت میں یہ چہ میگوئیاں شروع ہوئیں کہ ان میں سے بعض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درجہ کو گھٹاتے ہیں۔ اسوقت ان کے اخبار پیغام صلح نے لکھا:۔

"معلوم ہوا کہ بعض احباب کو کسی نے غلط فہمی میں ڈال دیا ہے کہ اخبار ہذا کے ساتھ تعلق رکھنے والے یا ان میں سے کوئی ایک سیدنا و ہادینا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدارج عالیہ کو اہلیت سے کم

یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے۔ خدا تعالےٰ کو جو دلوں کے بھید وں کو جاننے والا ہے حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی، رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ اور جو درجہ حضرت مسیح موعود نے اپنا بیان فرمایا ہے اس سے کم و بیش کرنا موجب سلبِ ایمان سمجھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ دنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعود پر ایمان لائے

بغیر نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد ہم اس کے خلیفہ برحق سیدنا و مرشدنا و مولانا حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کو بھی سچا پیشوا سمجھتے ہیں۔ اس اعلان کے بعد اگر کوئی ہماری نسبت بدظنی پھیلانے سے باز نہ آئے تو ہم اپنا معاملہ خدا پر چھوڑتے ہیں وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد"

(پیغام صلح ۱۶؍ اکتوبر ۱۹۱۳ء)

اعلان کے متعلق حالیہ عذر لنگ

اب کہا جاتا ہے کہ یہ اعلان کرنے والا پیغام صلح کا ایڈیٹر قادیانی خیالات کا تھا اس لئے۔ اس لئے اس نے ایسا اعلان شائع کر دیا۔ مگر اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ اعلان پیغام صلح ساتھ تعلق رکھنے والوں کے عقیدہ کے خلاف تھا۔ تو انہوں نے اس کی اسی وقت تردید کیوں شائع

نہ کی کہ اس اعلان میں ہمارے خیالات کی ترجمانی نہیں کی گئی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت پیغام صلح سے تعلق رکھنے والے سب لوگ "نبوت مسیح موعود" منکر نہ تھے اور جو منکر ہو چکے تھے وہ نشدد و مدسے انکار کے لئے کسی موقعہ کے منتظر تھے اس لئے انہوں نے اس اعلان پر دانستہ خاموشی مناسب سمجھی۔ لیکن جب ۱۹۱۴ء کا زمانہ آ گیا اور حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ہوئے تو اس وقت سے پیغام صلح سے تعلق رکھنے والے علی الاعلان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرنے لگے مگر ساتھ ہی یہ پراپیگنڈا بھی کرتے ہیں کہ پیغام صلح والوں یا مولوی محمد علی صاحب نے اپنے عقائد میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ میں مولوی محمد علی صاحب کے بیانات احباب کے سامنے رکھ چکا ہوں اور اب اس بات کا فیصلہ انصاف پسند لوگوں پر چھوڑتا ہوں کہ ان لوگوں کے عقائد میں تبدیلی کی یا نہیں۔ فروری ۱۹۱۴ء تک تو یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مانتے رہے ہیں جس پر ذیل کی نظم جو ان کے اخبار پیغام صلح میں شائع ہوئی۔ اس بات پر شاہد ناطق ہے

کیا ختمِ رسالت نے کمال اپنا دکھایا — امت میں ہے دریا نبوت کو بہایا
اس فیض کے ملنے ہوئے خیر امم ہم — کیا حرج ہے امت میں نبی بن کے گر آیا
مومن کیلئے کوئی بشارت ہے تو اس سے — امت میں اگر کوئی کرامت ہے تو اس سے
اس فیض کے وارث ہی تو اللہ کے ولی ہیں — اور ختم رسالت کی صداقت ہی تو اس سے
قرآن کی طاعت کا نتیجہ بھی یہی ہے — ہاں قرب الٰہی کا وسیلہ بھی یہی ہے
اس راز کو ختم نبوت نے ہے کھولا — اسلام کی برکت کا ذریعہ بھی یہی ہے

(پیغام صلح ۱۲؍ فروری ۱۹۱۴ء)

یا استخفاف کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے۔ خدا تعالےٰ کو جو دلوں کے بھیدوں کو جاننے والا ہے حاضر و ناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی، رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ اور جو درجہ حضرت مسیح موعود نے اپنا بیان فرمایا ہے اس سے کم و بیش کرنا موجب سلبِ ایمان سمجھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ دنیا کی نجات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت مسیح موعود پر ایمان لائے

بغیر نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد ہم اس کے خلیفہ برحق سیدنا و مرشدنا و مولانا حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کو بھی سچا پیشوا سمجھتے ہیں۔ اس اعلان کے بعد اگر کوئی ہماری نسبت بدظنی پھیلانے سے باز نہ آئے تو ہم اپنا معاملہ خدا پر چھوڑتے ہیں وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد"

(پیغام صلح ۱۶ر اکتوبر ۱۹۱۳ء)

اعلان کے متعلق حالیہ عذر لنگ

اب کہا جاتا ہے کہ یہ اعلان کرنے والا پیغام صلح کا ایڈیٹر قادیانی خیالات کا تھا اس لئے۔ اس لئے اس نے ایسا اعلان شائع کر دیا۔ مگر اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ اعلان پیغام صلح ساتھ تعلق رکھنے والوں کے عقیدہ کے خلاف تھا۔ تو انہوں نے اس کی اسی وقت تردید کیوں شائع

نہ کی کہ اس اعلان میں ہمارے خیالات کی ترجمانی نہیں کی گئی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت پیغام صلح سے تعلق رکھنے والے سب لوگ "نبوت مسیح موعود" منکر نہ تھے اور جو منکر ہو چکے تھے وہ تشدد و مدسے انکار کے لئے کسی موقعہ کے منتظر تھے اس لئے انہوں نے اس اعلان پر دانستہ خاموشی مناسب سمجھی۔ لیکن جب ۱۹۱۴ء کا زمانہ آگیا اور حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ہوئے تو اس وقت سے پیغام صلح سے تعلق رکھنے والے علی الاعلان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرنے لگے مگر ساتھ ہی یہ پراپیگنڈا بھی کرتے ہیں کہ پیغام صلح والوں یا مولوی محمد علی صاحب نے اپنے عقائد میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ میں مولوی محمد علی صاحب کے بیانات احباب کے سامنے رکھ چکا ہوں اور اب اس بات کا فیصلہ انصاف پسند لوگوں پر چھوڑتا ہوں کہ ان لوگوں کے عقائد میں تبدیلی کی یا نہیں۔ فروری ۱۹۱۴ء تک تو یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی مانتے رہے ہیں جس پر ذیل کی نظم جو ان کے اخبار پیغام صلح میں شائع ہوئی۔ اس بات پر شاہد ناطق ہے

کیا ختمِ رسالت نے کمال اپنا دکھایا — امت میں ہے دریائے نبوت کو بہایا
اس فیض کے ملتے ہوئے خیر امم ہم — کیا حرج ہے امت میں نبی بن کے گر آیا
مومن کیلئے کوئی بشارت ہے تو اس سے — امت میں اگر کوئی کرامت ہے تو اس سے
اس فیض کے وارث ہی تو اللہ کے ولی ہیں — اور ختمِ رسالت کی صداقت ہی تو اس سے
قرآن کی طاعت کا نتیجہ بھی یہی ہے — ہاں قرب الٰہی کا وسیلہ بھی یہی ہے
اس راز کو ختم نبوت نے ہے کھولا — اسلام کی برکت کا ذریعہ بھی یہی ہے

(پیغام صلح ۱۲ر فروری ۱۹۱۴ء)

۱۴ر مارچ ۱۹۱۴ء کو خلافت ثانیہ جماعت احمدیہ میں قائم ہوئی۔ مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں نے خلافت سے انکار کر دیا۔ اس سے ایک ماہ دو دن پہلے کی یہ نظم بتاتی ہے کہ ختم رسالت کے فیض سے امت کے اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نبی بن کے آنا انہیں مسلم تھا اس نظم سے سمجھایا جا رہا تھا کہ جب ولی ختم رسالت کے فیض سے ہی ولی بنتے ہیں تو اگر آپ کا ایک امتی ختم رسالت کے فیض سے نبی بن گیا ہے تو اس میں کیا حرج ہے۔

غیر مبایعین کی انکار نبوت کیلئے حیلہ کی تلاش

بہرحال قیام خلافت کے بعد یہ لوگ خلافت ثانیہ کے انکار کے لئے ایک حیلہ چاہتے تھے سو مسیح موعود کی نبوت کے انکار کو انہوں نے حیلہ بنایا اور کہا کہ جب نبوت نہیں تو خلافت کیسی۔ اور خلیفۃ المسیح کو الزام دیا کہ انہوں نے ایک غیر نبی کو نبی بنا دیا ہے۔ حالانکہ مولوی محمد علی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ریویو آف ریلیجنز کی ایڈیٹری کے زمانہ میں بار بار نبی لکھتے رہے ہیں۔ اور آپ کی وفات کے بعد چھ سال تک یہ سب لوگ حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ المسیح مانتے رہے ہیں بلکہ غیر مبایعین کے اکابرین مولوی محمد علی صاحب و خواجہ کمال الدین صاحب وغیرھم آپ کو جماعت سے خلیفۃ المسیح منوانے میں پیش پیش تھے۔ کیونکہ انہی کے دستخطوں سے آپ کی خلافت کا اعلان شائع ہوا تھا۔ اور جماعت کو بیعت کی ہدایت کی گئی تھی خلیفۃ المسیح الثانی پر غیر نبی کو نبی بنانے کا الزام محض دوسری حیلہ سازی ہے تاکہ آپ کے خلاف پروپیگنڈا کیا

جا سکے ورنہ خود مولوی محمد علی صاحب ریویو آف ریلیجنز کی ایڈیٹری کے زمانہ میں بار بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی کی حیثیت میں پیش کرتے رہے اور کبھی بھی اس کی یہ تاویل نہ کی کہ آپ کی نبوت سے مراد میرے نزدیک محدثیت ہے۔ اب مولوی محمد علی صاحب کو یہ ضرورت پیش آئی کہ انہیں اپنے نئے موقف انکار نبوت کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں سے کوئی سہارا ملے۔ چنانچہ انہیں بدقسمتی سے ایک کمزور سا سہارا بھی مل گیا۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک زمانہ میں خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی کی مروجہ اور معروف تعریف کے ماتحت یہ ضروری سمجھتے تھے کہ نبی کسی دوسرے نبی کا امتی نہیں ہوتا بلکہ بلا استفادہ کسی سابق نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے چونکہ آپ ایک امتی تھے جسے خدا تعالیٰ نبی اور رسول کا نام دے رہا تھا۔ اس لئے اس رسمی تعریف کو درست سمجھتے ہوئے آپ اس وقت اپنے ان الہامات کی جن میں آپ کو نبی اور رسول کہا گیا تھا یہ تاویل کرتے تھے کہ آپ ایک مامور محدث ہیں اور محدث من وجہ نبی ہوتا ہے دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں موجود ہوتی ہیں۔ وہ کامل طور پر امتی ہوتا ہے اور ناقص یا جزئی طور پر نبی بھی۔ اس لئے علمائے مخالفین جب آپ کی طرف نبوت کا دعویٰ منسوب کرتے تھے تو چونکہ رسمی تعریف نبوت کے ماتحت آپ اپنے تئیں نبی نہیں قرار دیتے تھے اور نہ قرار دے سکتے تھے اس لئے آپ ان مخالفین کی تردید فرمایا کرتے تھے۔ کہ آپ کو نبوت کا دعوے نہیں ہے اور ان کے آپ کی طرف نبوت منسوب کرنے کو کذب صریح قرار دیتے تھے۔

اس کے بعد آپ پر ایسا زمانہ آیا کہ آپ پر یہ منکشف ہو گیا کہ آپ کو

خدا تعالیٰ کی طرف سے صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا ہے۔ تو آپ نے اپنی نبوت کی یہ تاویل کہ آپ محض ایک محدث یا جزئی نبی ہیں ترک فرما دی۔ چنانچہ ۱۹۰۱ء سے بعد کی تحریروں میں کسی جگہ یہ تاویل درج نہیں کی اور اس انکشاف کے بعد تعریف نبوت میں یوں تبدیلی فرمائی۔ کہ اس میں سے یہ شرط حذف کر دی کہ نبی کے لئے غیر امتی ہونا ضروری ہے۔ بلکہ یہ قرار دیا کہ ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے میں کوئی محذور لازم نہیں آتا۔

ملاحظہ ہو ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳۸

مسیح موعود اور تبدیلی عقیدہ

تبدیلی عقیدہ کا یہ زمانہ ۱۹۰۱ء کے قریب قریب بجا معلوم ہوتا ہے کیونکہ ۱۹۰۱ء کے بعد جہاں جہاں بھی آپ نے اپنی تحریروں میں اپنی نبوت کو پیش کیا ہے اس کی یہ تاویل ہرگز نہیں کی۔ کہ آپ کی نبوت محدثیت تک محدود ہے یا یہ کہ آپ محض جزئی نبی ہیں بلکہ اس وقت سے ہمیشہ آپ اپنے تئیں ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی قرار دیتے رہے البتہ صاحب شریعت اور مستقل نبی ہونے کا آپ ہمیشہ انکار کرتے رہے جس طرح کہ شروع سے آپ کو اس قسم کی نبوت کے دعوے سے انکار تھا۔

دعویٰ کی تفصیلی کیفیت جو ہمیشہ ایک رہی

اس تبدیلی عقیدہ کے باوجود آپ کے دعوے کی تفصیلی کیفیت اور اس دعوے کے ارکان و اجزاء میں کوئی فرق نہیں آیا۔ وہ ارکان یہ تھے۔

اوّل خدا تعالےٰ نے آپ کو الہامات میں نبی اور رسول کہا ہے

دوم نبی سے مراد یہ ہے کہ آپ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کی ایسی نعمت سے مشرف ہیں جس میں آپ کو بکثرت امور غیبیہ پر اطلاع دی جاتی ہے۔

سوم آپ تبشیر و انذار کے لئے مامور ہیں، البتہ آپ کوئی شریعت جدیدہ نہیں لائے۔ اور ساتھ ہی اسبات کا بھی آپ کو اعتراف رہا ہے کہ یہ مقام آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیض سے حاصل ہُوا ہے۔ اسوقت اس تفصیلی کیفیّت کا نام آپ نبی و رسول یعنی محدّث رکھتے تھے۔

مولوی محمّد علی صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ۱۹۰۱ء سے پہلے زمانہ کی تحریروں سے انکارِ نبوت کے لئے ایک سہارا مل گیا۔ اور انہوں نے تعریف نبوت میں اور عقیدہ نبوت میں تبدیلی کا انکار کرتے ہوئے پہلی تاویل کو کہ آپ کی نبوت سے مراد صرف یہ ہے کہ آپ ایک مامور محدث ہیں قائم رکھا اور حضرت اقدس کو محض ایک غیر نبی، مجدد اور محدث کی حیثیت میں پیش کرنے لگے۔ حالانکہ آپ دیکھ چکے ہیں کہ خود یہی مولوی صاحب جو جماعت احمدیہ میں تفرقہ کے بانی ہیں۔ قادیان کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مدعی نبوت قرار دیتے رہے ہیں اور انہوں نے کسی جگہ بھی اپنے قلم سے آپ کی نبوت کو محدثیت تک محدود قرار نہیں دیا۔ بلکہ عدالت میں بھی آپ کو حلفیہ گواہی کے دوران میں مدعی نبوت ہی قرار دیا ہے۔

بہرحال چونکہ مولوی صاحب کے نزدیک ۱۹۰۱ء سے پہلی معروف تعریف نبوت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اسلئے اس تعریف کو انہوں نے انکار نبوت کا حیلہ بنایا مگر اس تعریف نبوت کے لحاظ سے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہماری جماعت بھی مدعی نبوت تسلیم نہیں کرتی ہے۔ اگر غیر مبایعین بھی اسی تعریف کے لحاظ سے آپ کی نبوت کے منکر ہیں۔ ورنہ آپ کے دعوے کی تفصیلی کیفیت کے لحاظ سے لفظ نبی اور رسول کا اطلاق آپ پر غیر مبایعین بھی درست سمجھتے ہیں لہذا ہم میں اور ان میں صرف ایک لفظی نزاع یا اصطلاحی نزاع

موجود ہے کوئی حقیقی نزاع موجود نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو غیر احمدیوں کے عقیدہ اور اپنے عقیدہ کے درمیان میں بھی صرف لفظی نزاع قرار دی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں۔ یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت اور مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکلٍّ اَن یصطلح۔" (تتمہ حقیقت الوحی ص۶۸)

جماعت احمدیہ اور غیر مبایعین میں لفظی نزاع

غیر مبایعین بھی ان معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی سمجھتے ہیں اور جماعت احمدیہ بھی انہی معنوں میں آپکو نبی یقین کرتی ہے۔ ہم بھی سابقہ تعریف نبوت کے لحاظ سے آپ کو نبی نہیں قرار دیتے۔ بلکہ ایسی نبوت کے دعویٰ کو کفر سمجھتے ہیں۔ غیر مبایعین بھی سابقہ تعریف کے لحاظ سے ہی آپ کو نبی نہیں سمجھتے۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے بھی دراصل اسی تعریف کے اعتبار سے نبوت کا دعوےٰ کذاب کا کام قرار دیا ہے۔ ہم میں اور ان میں اس مسئلہ میں فرق صرف یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ نبوت کی جامع تعریف یہی ہے کہ مدعی کو ایسے مکالمہ مخاطبہ کی نعمت سے مشرف کیا جائے جو بکثرت

امور غیبیہ پر مشتمل ہو اور خدا تعالےٰ اس کا نام نبی رکھے خواہ وہ مدعی امتی ہو یا غیر امتی مگر غیر مبایعین یہ کہتے ہیں کہ نبوت کے لئے یہ شرط قائم ہے کہ ایسا شخص غیر امتی ہو حالانکہ یہ تعریف دراصل نبوت مستقلہ کی تعریف ہے نبوت غیر مستقلہ کو جامع نہیں۔ حالانکہ غیر مستقل یا بالواسطہ نبی بھی آخر نبی ہی ہے۔ اس لئے تعریف جامع ہونی چاہیئے سو ہم میں اور ان میں سارا اختلاف تعریف نبوت کا ہے۔ اور یہ صرف ایک اصطلاحی اور لفظی نزاع ہے۔ کوئی حقیقی نزاع نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی تفصیلی کیفیت کو دونو فریق مانتے ہیں۔ اور دونو فریق آپ پر نبی کا اطلاق جائز سمجھتے ہیں۔ اور آپ کو ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی قرار دیتے ہیں

سابق تعریف نبوت کا بعد کی تعریف سے مقابلہ

میں اس موقعہ پر نبوت کی معروف رسمی تعریف اور اس کے بالمقابل سنہ ۱۹۰۱ء اور اس کے بعد کے زمانہ کی تعریف نبوت پیش کرتا ہوں جس کے تقابل سے یہ صاف پتہ لگ جائیگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بالضرور تعریف نبوت میں تبدیلی فرمائی ہے۔ حضور اگست سنہ ۱۸۹۹ء کے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتے ہیں" (اخبار الحکم ۱۷ اگست سنہ ۱۸۹۹ء)

نئے انکشاف کے بعد آپ نبوت کی ایک جامع مانع تعریف یوں بیان فرماتے ہیں:

"خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک کلام پاکر جو غیب پر مشتمل ہو زبردست پیشگوئیاں ہوں مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رو سے نبی

کہلاتا ہے" (الحکم ۶ مئی ۱۹۰۸ء و تقریر حجۃ اللہ ص۶)

تعریف نبوت میں تبدیلی کا ثبوت

تعریف نبوت میں تبدیلی اس سے ظاہر ہے کہ سابق اسلامی اصطلاح اور حالیہ اسلامی اصطلاح میں یہ ایک نمایاں فرق ہے کہ پہلی تعریف کے لحاظ سے آپ اپنے تئیں نبی قرار نہیں دیتے تھے اور نہ کسی وقت قرار دے سکتے تھے۔ لیکن اس کے بعد کی اسلامی اصطلاح کے مطابق آپ اپنے تئیں نبی قرار دیتے ہیں۔ بہرحال دوسری اسلامی اصطلاح میں نبی کے لئے غیر امتی کی شرط حذف کر دی گئی ہے اور اس کو جامع بنا دیا گیا ہے اور یہ امر اسلامی اصطلاح میں تعریف نبوت میں ایسی تبدیلی کی روشن دلیل ہے کہ اس میں غیر امتی ہونے کی شرط حذف کر دی گئی ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میرے نزدیک نبی صرف اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام قطعی اور یقینی اور بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت کے" (تجلیات الٰہیہ ص۲۶)

"میرے نزدیک نبی صرف اسی کو کہتے ہیں" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حصر یہ الفاظ اسبات پر روشن دلیل ہیں کہ نبوت کی ۱۸۹۹ء کی تعریف میں نبی کے لئے غیر امتی ہونا ضروری قرار دیا گیا تھا۔ اور اس کے لحاظ سے آپ نے اس تعریف کے ماتحت اپنی نبوت سے انکار کیا تھا۔ لیکن حالیہ تعریف میں جو آپ کے نزدیک نبوت کی صرف یہی تعریف ہے آپ نے غیر امتی ہونے کی شرط حذف فرما دی ہے اور اس تعریف کے ماتحت اپنے تئیں نبی قرار دیا ہے مگر بغیر شریعت کے

پھر حضور اپنی کتاب الوصیت میں جو ۱۹۰۱ء سے بعد کی کتاب ہے۔ نبوت کی تعریف یہ لکھتے ہیں:۔

"جب کہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت و کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے" (الوصیت ص۱۲ ۱۹۰۵ء)

اس جگہ اس تعریف نبوت پر سب نبیوں کا اتفاق قرار دیا گیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ تمام انبیاء بلا استثناء احدے علی الاتفاق اس جامع تعریف کے ماتحت نبی تھے نہ کسی اور تعریف کے ماتحت۔ پھر اس تعریف کے مکمل کے بعد اسی تعریف کے مطابق آپ نے امت محمدیہ کے مسیح موعود کو نبی اللہ قرار دیا ہے۔ اس بات کی تائید کہ سابق انبیاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسی تعریف کے ماتحت نبی تھے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" سے بھی ہوتی ہے حضور ۱۹۰۱ء میں اس اشتہار میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے یہ وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائیگی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے۔ پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کی رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔ لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے۔ جیسا کہ آیت لا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول سے ظاہر ہے۔ پس مصفیٰ غیب پانے کیلئے نبی ہونا ضروری ہوا اور آیت انعمت علیھم گواہی دیتی ہے کہ اس مصفیٰ غیب سے یہ امت محروم نہیں اور مصفیٰ غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے اسلئے ماننا پڑتا ہے

کہ اس موہبت کے لئے محض بروز ظلیّت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے" (حاشیہ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ۱۹۰۱ء)

امتی نبی اور مستقل نبی میں صرف ذریعہ حصول کا فرق

تعریف نبوت میں تبدیلی کے متعلق یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی تحریر یا تحریری اعلان ہے۔ اس میں حضور نے سابق انبیاء کو نبی اور رسول صرف ان نبوتوں اور پیشگوئیوں کی وجہ سے قرار دیا ہے۔ جن کے اس امت میں ملنے کا وعدہ دیا گیا۔ یہ نبوتیں اور پیشگوئیاں مصفّیٰ غیب ہیں جن کے لئے از روئے آیت قرآنیہ لا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول نبی ہونا ضروری ہے۔ آیت انعمت علیہم اس مصفّیٰ غیب کے امت محمدیہ کو ملنے کا وعدہ دیتی ہے جس کے لئے نبی ہونا ضروری ہے۔ مگر یہ نبوت اور رسالت جو پہلے انبیاء کو ملتی رہی۔ اب براہ راست نہیں مل سکتی اس لئے اب اس موہبت نبوت کے پانے کے لئے جو پہلے نبیوں کو ملتی رہی محض بروز۔ ظلیّت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا قرار دیا ہے۔ گویا جو نبوت اور رسالت پہلے انبیاء کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر براہ راست ملتی رہی وہی نبوت اور رسالت امت محمدیہ کے کسی فرد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظلیّت کے واسطہ اور فنا فی الرسول کے دروازہ سے مل سکتی ہے لہذا اس نبوت کے نبوت ہونے میں اور پہلے انبیاء کی نبوت کے نبوت ہونے میں نفس نبوت یا شان نبوت میں کوئی فرق نہیں صرف حصول نبوت کے ذریعہ میں فرق ہے۔ پہلے انبیاء کو نبوت کی موہبت براہ راست ملتی رہی یہ دروازہ بند کر دیا گیا۔ اب امت محمدیہ کو یہی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت اور آپ کے افاضۂ روحانیہ کے ذریعہ حاصل ہوگی۔ لہذا امت محمدیہ

کا نبی بھی نبی ہی ہوگا نہ کہ غیر نبی اور صرف محدثین کے زمرہ کا ایک فرد۔ ۱۹۰۱ء کا یہ حوالہ اسبات پر نص صریح ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۹۰۱ء میں تعریف نبوت میں ضرور تبدیلی فرما چکے تھے۔ کیونکہ ۱۸۹۹ء کی تعریف میں موہبت نبوت کیلئے غیر امتی ہونا شرط قرار دی تھی۔ لیکن اب اسی موہبت نبوت کو جو پہلے انبیاء کو براہ راست ملتی رہی صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ظلیت کے واسطہ سے جاری قرار دیا ہے۔ پس ظلی نبی یا امتی نبی شان نبوت کے لحاظ سے اب آپ کے نزدیک انبیائے سابقین کی طرح نبی ہے نہ کہ غیر نبی۔ پس ۱۹۰۱ء سے پہلے جس جس جگہ آپ نے اپنی نبوت سے انکار کیا ہے سابق تعریف کے لحاظ سے انکار کیا ہے۔ موجودہ تعریف کے لحاظ سے معنوی طور پر آپ اس وقت بھی واقعی نبی اور رسول تھے۔ کیونکہ تعریف نبوت میں غیر امتی کی شرط کے حذف کرنے سے آپ کے دعویٰ کی تفصیلی کیفیت، یا دعوے کے ارکان و اجزاء میں کوئی فرق پیدا نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں فرماتے ہیں:

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر (یعنی براہ راست یا غیر امتی۔ ناقل) نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر (یعنی بطور ظلیّت ناقل) اس کے واسطہ سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔ اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کرکے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی

اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا"۔

اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کے حاشیہ کی عبارت سے میں دکھا چکا ہوں کہ جس نبوت کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دعوٰے ہے نفس نبوت کے لحاظ سے وہ وہی موہبت ہے جو پہلے انبیاء کو براہ راست ملتی رہی صرف اس کے حصول کے ذریعہ میں فرق ہے کہ پہلے نبی براہِ راست نبی تھے اور آپ بالواسطہ نبی ہیں۔ جس طرح پہلے نبیوں کی نبوت موہبت تھی آپ کی نبوت بھی وہی موہبت ہے نبوت کی سابق تعریف کے لحاظ سے آپ اسلامی اصطلاح میں نبی قرار نہیں پاتے اور حالیہ تعریف کے ماتحت اسلامی اصطلاح میں بھی نبی قرار پاتے ہیں لہذا دوسری تعریف ہی جامع مانع ہوئی۔ پہلی تعریف جامع نہ تھی۔ اب خواہ وہ اسلامی اصطلاحیں مانیں یا پہلی کو غیر جامع اور دوسری کو جامع قرار دیں۔ بات ایک ہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلامی اصطلاح میں نبی ہیں۔ گو آپ شارع یا مستقل نبی نہیں۔ اور تعریف نبوت میں تبدیلی آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے کی یہ بات بالکل درست ہے کہ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" وہ پہلی تحریر ہے جس میں آپ نے اپنی نبوت کا صراحت سے اعلان فرمایا ہے۔ ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ اپنی نبوت کو محدثیت تک محدود قرار دیتے تھے جس میں شان نبوت ناقص طور پر پائی جاتی ہے۔

لیکن ۱۹۰۱ء کے بعد آپ فرماتے ہیں:۔

"میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اُس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں۔ رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا

اگر میں اپنے سید و مولیٰ فخر الانبیاء خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۲)

پھر حضور اپنی کتاب نزول المسیح میں فرماتے ہیں:۔

آنچہ داد ست ہر نبی را جام ۔۔۔ داد آں جام را مرا بتمام
یک آئینہ ام ز ربّ غنی ۔۔۔ از پئے صورت مہ مدنی

کہ جو پیالہ خدا نے ہر نبی کو دیا ہے وہ مجھے پورے کا پورا دیا ہے۔ لیکن میں خدا تعالٰے کی طرف سے مدنی چاند کی روحانی شکل وصورت کے سامنے ایک آئینہ ہوں۔

اس سے ظاہر ہے کہ اب آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل ظل ہو کر نبوت کا مقام پانے کے مدعی ہیں

تیرہ سو سال میں ایک ہی امتی نبی

پھر حضور حقیقۃ الوحی کے حاشیہ صفحہ ۲۸ میں تحریر فرماتے ہیں

"اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزار ہا اولیاء ہوئے اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی"

پس آپ کو اقرار ہے کہ امتی نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تیرہ سو سال میں صرف ایک ہی ہوا ہے جو آپ کا اپنا وجود ہے۔ لہذا آپ کو محض محدثین کے زمرہ کا ایک فرد قرار نہیں دیا جا سکتا۔ محدثین کے مقام سے آپ کا مقام بالا ماننا پڑتا ہے۔ کیونکہ محدثین کے متعلق تو حضور فرماتے ہیں:۔

"امت محمدیہ میں محدثیت کا منصب اس قدر بکثرت ثابت ہوتا ہے جس سے انکار کرنا بڑے غافل اور بے خبر کا کام ہے"

(براہین احمدیہ حاشیہ صفحہ ۵۴۸)

پس محدثین امت محمدیہ میں کثرت سے ہوئے اور امتی نبی اس وقت تک صرف ایک ہی ہوا جو مسیح موعود کا اپنا وجود ہے کیا اس سے ظاہر نہیں کہ امتی نبی کا منصب محدثیت کے منصب سے بالا ہے۔ اور امتی نبی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان کے واسطہ سے انبیاء کے زمرہ میں داخل ہے کیونکہ محدث کا منصب گو نبوت کے منصب کے بالکل قریب واقع ہوا ہے مگر اس سے بالا منصب صرف نبوت کا ہی ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"تحدیث کا مقام مقام نبوت سے شدید مشابہت رکھتا ہے اور سوائے قوت و فعل کے ان میں کوئی فرق نہیں"

(حمامۃ البشریٰ ص۸۱)

پھر اسی صفحہ پر فرماتے ہیں:۔

"ہاں یہ سچ ہے کہ میں نے یہ کہا ہے کہ محدّث میں تمام اجزائے نبوت پائے جاتے ہیں۔ لیکن بالقوۃ نہ بالفعل۔ پس محدّث بالقوۃ نبی ہے"۔

ازالہ اوہام ص۵۶۹ پر فرماتے ہیں۔

"محدّث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے ہوتا ہے"۔

پھر یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ "غیر نبی بھی مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت سے مشرف ہو جاتا ہے اور ایسا شخص محدّث کے نام سے موسوم ہوتا ہے اور انبیاء کے مرتبہ سے اس کا مرتبہ قریب واقع ہوتا ہے"۔ (حاشیہ براہین احمدیہ نمبر ۴ ص۵۴۵)

مسیح موعود کا مقام محدثیت سے بالا ہونے کا ثبوت

محدّث بالقوۃ نبی ہے۔ محدّث کا مرتبہ انبیاء کے قریب واقع ہے تحدیث کا مقام نبوت سے شدید مشابہت رکھتا ہے۔ تحدیث کا مقام انبیاء اور امتوں کے درمیان بطور برزخ ہے۔ محدثین کا منصب امت میں بکثرت ملا ہے۔ یہ سب کچھ درست ہے۔ لیکن فرماتے ہیں امتی نبی صرف ایک ہی ہوا ہے۔ اب کیا یہ امتی نبی محدثین سے بالا مقام نہیں رکھتا؟ پھر اس سے بڑھ کر واضح الفاظ میں حضور فرماتے ہیں:۔

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء۔ ابدال اور اقطاب اس امت میں گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا۔ تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی۔ کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں۔ وہ بھی اسی قدر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پا لیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے۔ تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا۔ اسلئے خدا تعالےٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روکدیا۔ تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے۔ کہ

ایسا شخص ایک ہی ہوگا وہ پیشگوئی پوری ہو جاتے"۔ (حقیقۃ الوحی ص۳۹۱)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک گذشتہ تیرہ صدیوں میں صلحائے امت محمدیہ میں سے کسی نے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ مشتمل بر امور غیبیہ کی نعمت کا کامل حصہ نہیں پایا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو وہ نبی کہلانے کا مستحق ہو جاتا۔ اور اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں رخنہ پیدا ہو جاتا۔ کیونکہ پیشگوئی میں تھا کہ مسیح موعود اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں۔ پس پیشگوئی تیرہ سو سال میں صرف مسیح موعود کو نبی اللہ قرار دیتی تھی۔ اس لئے مصلحت الٰہی نے دوسرے سب بزرگوں کو جو تیرہ سو سال میں گذرے اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے رد کر دیا اس لئے اس تیرہ سو سال کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی نبی کا نام پانے کے لئے ایک مخصوص فرد ہیں۔ کیونکہ محدثینِ امت کی نبوت اور مسیح موعود کی نبوت میں مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ کے ناقص اور کامل طور پر پانے کا فرق رکھا گیا تا کہ پیشگوئی میں رخنہ واقع نہ ہو۔ لہٰذا مسیح موعود کی نبوت محدثیت سے بالاتر ثابت ہوئی۔ انہیں محض محدثین میں شمار کرنا درست نہیں

اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جدید انکشاف نہیں ہوا تھا تو کیا وجہ ہے کہ پہلے آپ اپنی نبوت کی شان کو ناقص اور محدثیت تک محدود قرار دیتے تھے۔ اور اب امت محمدیہ کے اندر صرف اپنے تئیں کامل طور پر مکالمہ مخاطبہ پانے کی بناء پر نبی کا نام پانے میں مخصوص فرد قرار دیتے ہیں پس گو مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت مستقلہ نہیں جو پہلے انبیاء کو براہ راست ملی۔ مگر آپ خدا کے حکم کے موافق نبی ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے آپ کا نام نبی اور رسول رکھا ہے تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ

قدسیہ اور کمال فیضان ثابت ہو۔

غیر مبایعین کی طرف سے نبی کا نام پانے کی خصوصیت کی توجیہہ کی حقیقت

جناب مولوی محمد علی صاحب اور مصنف قول سدید مسیح موعود کی اس خصوصیت کی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ صرف پیشگوئی میں حضرت مرزا صاحب نبی کا نام پانے کے لئے مخصوص ہیں ورنہ یہ نبوت تو امت محمدیہ کے پہلے محدثین کو بھی ملی ہے۔ ہم کب کہتے ہیں کہ پہلے محدثین کو اس نبوت غیر مستقلہ سے حصہ نہیں ملا۔ مگر حضرت مسیح موعود پیشگوئی میں مخصوص ہونے کے علاوہ اس کی وجہ یہ بھی تو قرار دیتے ہیں کہ پہلوں کو مکالمہ مخاطبہ کی نعمت کامل طور پر نہیں ملی۔ ورنہ وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے پس آپ کو محدثین سے بالاتر مقام کا نبی قرار دیا گیا ہے۔ گو یہ نبوت تشریعی اور مستقلہ نہیں بلکہ آپ ایک پہلو سے نبی ہیں تو ایک پہلو سے امتی بھی ہیں۔ ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے امتی واقعی نبی ہوتا ہے۔ کیونکہ پیشگوئی بتاتی ہے کہ مسیح موعود اور آنحضرت صلعم کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ اور اس پیشگوئی کا مفاد یہ ہے کہ آنحضرت صلعم اور مسیح موعود دونو نبی ہیں۔ کیونکہ ایک دوسری حدیث میں خود آنحضرت صلعم نے مسیح موعودؑ کو صاف طور پر بھی نبی اللہ قرار دیا ہے۔

نبی کا صرف نام ہی نہیں مقام و منصب پانے کا دعوٰی

غیر مبایعین کے علماء نے چونکہ تشکیک کی ڈیوٹی اپنے ذمہ لے رکھی ہے اس لئے وہ حیلوں اور بہانوں سے حضرت مسیح موعود کی نبوت کا انکار کرنا چاہتے ہیں ہماری کسی دلیل سے ان کا دماغ قائل بھی ہو جائے تو ان کی زبان

اور دل قائل ہونے میں متامل دکھائی دیتے ہیں اور وہ اپنی اور اپنے عوام ہمخیالوں کی تسلی کے لئے کچھ نہ کچھ سہارا تلاش کرتے رہتے ہیں۔ مگر اس تلاش میں ان کی مثال کوہ کندن و کاہ بر آوردن کی ہوتی ہے۔ چنانچہ مصنف قول سدید اسجگہ لکھتا ہے:-

"بالفرض محال اگر خصوصیت والے حقیقۃ الوحی کے حوالہ کا من و عن وہی مفہوم سمجھا جائے جو قادیانی علماء اس سے مراد لیتے ہیں یعنی یہ کہ امت کے تمام اولیاء ابدال اقطاب میں سے صرف آپ کو ہی یہ نام منجانب اللہ عطا کیا گیا کیونکہ کثرت مکالمہ مخاطبہ اور کثرت امور غیبیہ نعمت جس قدر آپ کو حاصل ہوئی اس قدر یہ نعمت کسی اور کو عطا نہ کی گئی تو پھر اس سے قادیانی عقیدہ مخصوصہ سچا نہیں ٹھہر سکتا۔ یعنی باہتمام و کمال یہ قادیانی مفہوم بھی ان کی طرف سے حضرت مرزا صاحب کی جانب منسوب کردہ دعویٰ نبوت کا ہرگز کوئی ثبوت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس سے جو کچھ ثابت ہوگا زیادہ سے زیادہ یہی ثابت ہوگا کہ نبی کا نام پانے کے لئے مکالمہ مخاطبہ کی اس قدر کثرت کا ہونا ضروری ہے۔ جس قدر کثرت حضرت مرزا صاحب کو حاصل ہوئی۔ اسی وجہ سے وہ تمام لوگ جن کو اس قدر کثرت حاصل نہ ہوئی یہ نام پانے سے محروم رہے۔ لیکن اس میں جو خصوصیت ہے وہ صرف نبی کا نام پانے کی ہے فی الواقعہ نبی ہونے یا مدعی نبوت ہونیکی نہیں اور یہ دونو باتیں ہم معنی یا مترادف المفہوم نہیں بلکہ بڑے فرق پر مشتمل ہیں۔ جیسا خود جناب میاں صاحب مکرم کے اقوال سے ثابت ہے "دعوے تو وہ کہلاتا ہے جس میں انسان کسی درجہ پانے کا مدعی ہوتا ہے۔ نام پانا دعویٰ نہیں کہلاتا" (حقیقۃ النبوۃ ص ۲۱۹) (قول سدید صفحہ ۳۶۵ و ۳۶۶)

دیکھا آپ نے مصنف قول سدید کیا دور کی کوڑی لائے ہیں اور بزعم خود انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کا قول بھی اپنی تائید میں پیش کر دیا ہے۔ حالانکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے کے قول کا مفاد صرف اتنا ہے کہ محض نام پانا دعویٰ نہیں ہوتا درجہ کا پانا دعویٰ ہوتا ہے۔ مصنف قول سدید اس قول سے یہ ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتا ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہا تیرہ سو سال میں نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی ایک مخصوص فرد ہوں۔ تو چونکہ نام پانا میاں صاحب کے نزدیک درجہ پانا نہیں لہذا ثابت ہوگیا کہ آپ نے درجہ نبوت نہیں پایا۔ حالانکہ حقیقۃ النبوۃ میں جہاں سے یہ حوالہ مصنف قول سدید نے لیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے نے مسیح موعود کے درجہ نبوت پانے کے کئی ثبوت بھی پیش کئے ہیں۔ مگر ان کی طرف سے مصنف قول سدید نے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ اور ادھورا حوالہ پیش کر کے اپنی کتاب پڑھنے والوں کو مغالطہ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ کیا اسی کا نام انصاف پسندی اور قول سدید ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ نام انسان دو طرح سے پاتا ہے۔ ایک نام تو برائے نام ہوتا ہے اور ایک درجہ پانے پر نام۔ مثلاً کسی کا نام نبی احمد رکھ دیا جائے تو اس نام سے وہ نبی نہیں ہو جاتا۔ مگر جب خدا تعالے کسی کا نام نبی اور رسول رکھتا ہے تو پھر سوچنا پڑتا ہے کہ یہ نام کیوں رکھا گیا۔ کیونکہ نبی اور رسول ایک درجہ اور مرتبہ اور مقام اور منصب کا نام ہے جو بندوں کو خدا تعالے دیتا رہا ہے۔ اب اگر نبی کا نام پانے والا اس درجہ مقام اور منصب کا بھی دعویٰ کرے تو پھر سمجھا جائے گا کہ اس نے محض نبی کا نام برائے نام نہیں پایا۔ بلکہ وہ منصب نبوت کا بھی حامل ہے۔ اس کے نبی کا نام پانے سے مراد منصب

کا پانا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زیر بحث عبارت میں محض برائے نام نبی کا نام پانے کا ذکر نہیں فرمایا۔ بلکہ ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ آپ کو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ مشتمل بر امور غیبیہ کا شرف ایسی کثرت سے حاصل ہوا ہے جو آپ کو اس نام کا مستحق بناتا ہے۔ آپ سے پہلے کے صلحاء کو تیرہ سو سال میں چونکہ اس نعمت سے پورا حصہ نہیں دیا گیا۔ اس لئے آپ ہی تیرہ سو سال میں اس نام کے پانے کا مستحق ہیں۔ وہ اس نام کے مستحق نہیں۔ اگر مستحق ہو جاتے تھے۔ تو پیشگوئی میں رخنہ واقع ہو جاتا۔ پس یہ تو خود اسی عبارت سے ثابت ہو گیا۔ کہ آپ برائے نام نبی نہیں۔ بلکہ آپ نے نبوت کی خصوصیت حاصل کرنے کی وجہ سے نبی کا نام پایا ہے پھر اسی عبارت سے پہلے حضور فرماتے ہیں:-

"اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہو گا۔ جو عیسےٰ اور ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا یعنی اس قدر کثرت سے مکالمہ مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہو گا اور اس قدر کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فلا یظھر علی غیبہ احدًا الا من ارتضی من رسول یعنی خدا تعالیٰ اپنے غیب پر کسی پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو" (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۰ و ۳۹۱)

اس عبارت سے بھی ظاہر ہے کہ آپ نے صرف نبی کا نام نہیں پایا۔ بلکہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ کی جو کثرت آپ کو حاصل ہوئی۔ چونکہ آپ کے نزدیک از روئے آیت قرآنیہ بجز نبی کے کسی کو حاصل نہیں ہوتی۔ اس لئے

آپ نبی ہیں۔ کیونکہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ کی کثرت ایک ایسا مقام ہے اور ایک ایسی شان ہے جو صرف نبی کو حاصل ہوتی ہے۔ اور چونکہ یہ آپ کو حاصل ہوئی اس لئے آپ صرف نام کے نبی نہیں۔ بلکہ درجہ اور مقام پانے کی وجہ سے نبی کہلانے کے مستحق ہیں۔

غیر مبایعین کی عادت ہے کہ مسئلہ نبوت میں وہ استدلال کو نہیں مانا کرتے۔ ان کے لئے صاف الفاظ چاہئیں۔ تب ان کی زبان بند ہو سکتی ہے سو یاد رکھئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

(۱) "ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ کا نبی ہے کہ اس کی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے اور عیسےٰ کہلا سکتا ہے" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۴)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسیٰ کا نام ہی نہیں پایا بلکہ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے نبی بھی ہیں۔ بعض جگہ اگر نبی کا نام پانے کا ذکر تھا تو اس جگہ اپنے نبی ہونے کا ذکر بھی موجود ہے۔

(۲) پھر حضور فرماتے ہیں:-

"عذاب کا مستحق ہو جانا اتمام حجت کے لئے نبی کو لاتا ہے اور اس کے قائم ہونے کے لئے ضرورت پیدا کرتا ہے۔ اور سخت عذاب بغیر نبی قائم ہونے کے آتا ہی نہیں چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا۔ پھر کیا بات ہے ایک طرف طاعون ملک کو کھا رہی ہے۔ اور دوسری طرف ہیبت ناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے اے غافلو! تلاش تو کرو شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہے جس کی تم تکذیب کر رہے ہو"۔ (تجلیات الٰہیہ ص ۱۰، ۱۱)

فرماتے ہیں سخت عذاب بغیر نبی قائم ہونے کے نہیں آتا۔ اس لئے غافلوں کو کہتے ہیں کہ تم تلاش کرو شاید تم میں کوئی نبی قائم ہوگیا ہو۔ کیا یہ قائم ہونے والا نبی برائے نام نبی ہے

پھر حضور فرماتے ہیں :۔

"قرآن شریف میں یہ پیشگوئی ہے وَاِنْ مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا یعنی کوئی ایسی بستی نہیں جس کو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں گے یا اس پر شدید عذاب نازل نہ کریں گے۔ یعنی آخری زمانہ میں ایک سخت عذاب نازل ہوگا اور دوسری طرف یہ فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا یعنی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

کیا یہ مبعوث ہونے والا رسول جو مسیح موعود ہے صرف نام کا رسول قرار دیا جا سکتا ہے۔

پھر فرماتے ہیں :۔

"خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

دیکھئے۔ مرتبہ اور نبوت کے مقام تک پہنچنے کا ذکر بھی موجود ہے۔

کیا نبوت کا مقام پانے کے باوجود حضرت مسیح موعودؑ صرف نام کے نبی ہیں اگر یہ بات ہے تو اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال کیا ثابت ہوا جبکہ غیر نبی کے غیر رہے محدث تو پہلے انبیاء کی پیروی سے بھی ان کے امتی بن جایا کرتے تھے۔ پھر حضور تحریر فرماتے ہیں :

"دونو سلسلوں کا تقابل پورا کرنے کے لئے یہ ضروری تھا۔ کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شان نبوت کے ساتھ آوے تا اس نبوت عالیہ کی کسر شان نہ ہو" (نزول المسیح صفحہ ۳)

کیا مسیح محمدی مسیح موسوی کی طرح شان نبوت رکھنے پر بھی صرف نام ہی کا نبی کا ہے۔ کیا اسے صرف نام کا نبی قرار دینے سے دونوں سلسلوں موسوی اور محمدی کا تقابل پورا ہو جاتا ہے۔ اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی کسر شان نہیں ہوتی۔ پھر حضور فرماتے ہیں :۔

"خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے"۔ (ریویو جلد اول ۶ صفحہ ۲۵۷)

کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی تمام شان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت بڑھ کر ہونے پر بھی صرف نام کے نبی ہیں۔ واقعی نبی نہیں غیر نبی کا تو ایک نبی سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہونا بھی محال دکھائی دیتا ہے۔ پیغامی منطق گو اس محال کو بھی ممکن سمجھتی ہو۔ پھر حضور حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۵-۹۶ پر اپنا الہام "يُلْقِي الرُّوْحَ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ كُلُّ بَرَكَةٍ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر نے کتنا بڑا کام کیا" درج کرنے کے بعد اس کا ترجمہ ان الفاظ میں لکھتے ہیں :۔

"جس پر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے اپنی روح ڈالتا ہے یعنی منصب نبوت ان کو بخشتا ہے اور یہ تو تمام برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ پس بہت برکت والا ہے جس نے اس بندہ کو تعلیم دی اور بہت برکتوں والا ہے جس نے تعلیم پائی خدا نے وقت کی ضرورت محسوس کی اور اس کے محسوس کرنے اور نبوت کی مہر نے جس میں بشدت قوت فیضان ہے بڑا کام کیا یعنی تیرے مبعوث ہونے کے دو باعث ہیں (۱) خدا کا ضرورت کو محسوس کرنا اور (۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کا فیضان"

(حقیقۃ الوحی ص ۹۵، ۹۶)

کیا منصب نبوت پانے پر بھی مسیح موعود نبی نہیں بلکہ نام کے نبی ہیں کیا خاتم النبیین کی مہر نبوت کے شدت فیضان سے منصب نبوت پانیوالا بھی نبی نہیں کیا اسی کا نام شدت فیضان ہے کہ مسیح موعود منصب نبوت پا کر بھی غیر مبایعین کے نزدیک نبی نہیں غیر نبی کے غیر نبی ہیں۔

پھر حضور فرماتے ہیں:۔

"ہمارا دعوےٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالےٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ و مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیت وکیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے۔ ایسے دعوےٰ کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں۔ جن پر کوئی کتاب نازل نہیں

ہوئی صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے۔ جن سے موسوی دین کی شوکت اور صداقت کا اظہار ہو۔ پس وہ نبی کہلائے"

(بدر ۵ رمارچ ۱۹۰۸ء)

ان حوالجات سے ظاہر ہے

۱۔ آپ نے اپنا نبی ہونا بھی بیان فرمایا ہے ۲۔ بطور نبی قائم ہونا بھی بیان فرمایا ہے ۳۔ بطور رسول مبعوث ہونا بھی بیان فرمایا ہے ۴۔ اپنا مقام نبوت تک پہنچنے کا مرتبہ بھی بیان فرمایا ہے۔ ۵۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی طرح شان نبوت کا رکھنا بھی بیان فرمایا ہے۔ ۶۔ اپنے تئیں اپنی تمام شان میں حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام سے بہت بڑھ کر بھی قرار دیا ہے۔ ۷۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کے شدید فیضان سے منصب نبوت پانے کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ ۸۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور کثرت امور غیبیہ کی وجہ سے میں مدعی نبوت ہوں البتہ تشریعی نبوت کا مجھے دعوےٰ نہیں بنی اسرائیل کے کئی انبیاء کی طرح جو کوئی کتاب نہیں لائے تھے میں بھی نبی ہوں کیا ان سب باتوں کے باوجود اب بھی پیغامی منطق یہ کہہ سکتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صرف نام کے نبی تھے نہ کہ درجہ، مرتبہ، مقام، شان اور منصب کے لحاظ سے نبی تھے۔

غیر مبایعین سے بحث کا آسان طریق

اب میں غیر مبایعین سے بحث کا ایک آسان طریق بتاتا ہوں۔ جس سے ان کی غلطی ان پر آسانی سے واضح کی جا سکتی ہے۔ غیر مبایعین تعریف نبوت میں کسی تبدیلی کے قائل نہیں۔ وہ کہتے ہیں جس تعریف کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نبوت سے انکار کیا ہے۔ اس تعریف کے ماتحت ہمیشہ آپ نے نبوت سے

انکار کیا ہے۔ لیکن جس تعریف کے ماتحت آپ نے شروع سے اپنے متعلق نبی کا اطلاق جائز لکھا ہے وہ نبوت کی لغوی تعریف ہے۔ اسی کے ماتحت اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں بھی نبی کہتے ہیں۔ چنانچہ اس اشتہار میں لکھتے ہیں:

"نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے۔ یعنی عبرانی میں اس لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا یہ صرف موہبت ہے۔ جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں"

اسی طرح اپنے آخری خط ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء میں جو اخبار عام کے نام آپ نے لکھا تحریر فرماتے ہیں:-

"سو میں اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا۔ اور بغیر کثرت کے یہ معنی متحقق نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ صرف ایک پیسہ سے کوئی مالدار نہیں ہو سکتا"

غیر مبایعین کا اتنا بیان تو درست ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں جہاں نبوت سے انکار کیا ہے۔ اگست ۱۸۹۹ء والی تعریف کے رد سے کیا ہے۔ اور غیر مبایعین کی یہ بات بھی درست ہے کہ آپ نے شروع سے لے کر آخر تک نبوت کے لغوی معنوں میں اپنی نبوت کا اقرار کیا۔ یہ دونو باتیں ہمیں پہلے سے مسلم ہیں۔ پس یہ دونو باتیں متفق علیہ ہوگئیں۔

اب غیر مبایعین سے سوال کریں کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اشتہار ایک غلطی کا ازالہ کی یہ عبارت درست ہے کہ:-

"جن کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہوں گے۔ بالضرور اس پر مطابق آیت لا یظہر علی غیبہ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا۔ اسی طرح جو خدا کی طرف

سے بھیجا جائیگا۔ اسی کو ہم رسول کہیں گے

غیر مبایعین کہیں گے درست ہے۔ پھر ان سے پوچھیں اس آیت قرآنی کے رو سے حضرت مرزا صاحب نبی اور رسول ہیں یا نہیں۔ انہیں اعتراف کرنا پڑیگا کہ اس آیت کی رو سے آپ پر نبی اور رسول کا اطلاق ہوتا ہے۔ پس آپ لغوی نبی بھی ہوئے اور قرآنی آیت کے ماتحت بھی نبی ہوئے۔ پھر ان کے سامنے یہ تعریف نبوت پیش کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تقریر حجۃ اللہ ص ۲ پر مذکور ہے کہ:-

"خدا کی طرف سے ایک کلام پاک جو غیب پر مشتمل ہو زبردست پیشگوئیاں ہوں مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کے رو سے نبی کہلاتا ہے"

یہ تعریف معلوم پیش کر کے پوچھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسکے مصداق ہیں یا نہیں۔ غیر مبایعین کو اعتراف کرنا پڑیگا کہ اس تعریف کے ماتحت بھی آپ نبی ہیں۔ کیونکہ اس تعریف اور لغت کی تعریف میں کوئی فرق نہیں۔ پس اس تعریف کی رو سے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسلامی اصطلاح میں نبی ماننا پڑا۔

پھر بالآخر ان کے سامنے وہ تعریف پیش کریں جو الوصیت میں مذکور ہے:-

"جب وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت و کمیت کے رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر وہ امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے"

یہ تعریف پیش کر کے پوچھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس تعریف کے ماتحت نبی ہیں یا نہیں۔ جو باتفاق انبیاء نبوت ہے۔ تو غیر مبایعین کو اعتراف کرنا پڑیگا کہ آپ اس تعریف کے بھی مصداق ہیں کیونکہ اس تعریف اور لغوی تعریف میں

کوئی فرق نہیں۔

اب اس بحث کا نتیجہ یہ نکلا غیر مبایعین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو از روئے لغت عربی بھی نبی مان لیا۔ از روئے آیت قرآنیہ بھی نبی مان لیا۔ اسلامی اصطلاح میں بھی نبی مان لیا۔ اور باتفاق انبیاء بھی نبی مان لیا۔ اور ہمارے ساتھ وہ بالکل متفق ہو گئے کہ حضور لغوی معنوں میں نبی ہیں۔ از روئے قرآن بھی نبی ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں بھی نبی ہیں اور تمام انبیاء کے اتفاق سے بھی نبی ہیں۔ اگست ۱۸۹۹ء کی تعریف کے مطابق نہ حضرت مرزا صاحب کو شارع اور مستقل نبی ہم مانتے ہیں نہ غیر مبایعین مانتے ہیں اسی تعریف کے ماتحت حضرت مرزا صاحب کا اپنی نبوت سے انکار شروع سے لیکر آخر تک غیر مبایعین بھی مانتے ہیں اور ہم بھی مانتے ہیں۔ پس وہ مسئلہ نبوت میں ہمارے ساتھ بالکل متفق ہیں۔ اب اگر وہ یہ کہیں قرآن کے رو سے آپ کا نبی ہونا اور اسلامی اصطلاح میں آپ کا نبی ہونا اور باتفاق انبیاء آپکا نبی ہونا آپ کو نبی نہیں بناتا غیر نبی کے غیر نبی رہتے ہیں تو خود لوگ انہیں بیوقوف بنائیں گے۔ اگر وہ کہیں قرآنی معنوں میں نبی۔ اسلامی اصطلاح میں نبی اور باتفاق انبیاء نبی ہونے کے باوجود آپ ایک محدث ہیں۔ تو انہیں کہیں ٹھیک ہے آپ ایسے محدث ضرور ہیں جو قرآنی اصطلاح میں نبی ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں نبی ہیں اور نبیوں کی اصطلاح میں نبی ہیں اور ایسا مامور محدث حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتے ہیں نبی ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"اس بات کا کہنا جائز ہے کہ نبی علی وجہ الکمال محدث ہے کیونکہ وہ علی الوجہ الاتم تمام کمالات کا جامع ہوتا ہے" (حمامۃ البشریٰ ص۸۱)

اس سے ظاہر ہے کہ ہر نبی کو تمام کمالات کا جامع ہونے کی وجہ سے محدث کہنا جائز ہے۔ پس اتنا حق ہم بھی انہیں دیتے ہیں کہ قرآنی معنوں میں نبی۔

اسلامی اصطلاح میں نبی باتفاق انبیاء آپ کو نبی مان کر آپ کو محدث بھی کہ لیں لیکن اگر وہ اسبات پر اصرار کریں کہ آپ کی نبوت محدثیت تک محدود ہے تو پھر ان کے سامنے یہ عبارت رکھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ کس قدر ظلم ہے جو نادان مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے بے نصیب ہے اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے اور ایک ایسا ہوگا کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے امتی وہی مسیح موعود کہلائیگا۔ (ضمیمہ حقیقۃ الوحی ص۱۰۱)

اور حقیقۃ الوحی ص۳۹۱ پر فرماتے ہیں:۔

"جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں نہیں پائی جاتی"

یہ حوالہ جات پیش کر کے پوچھیں کہ امتی نبی تیرہ سو سال میں ایک ہی ہوا ہے۔ جو مسیح موعود کا وجود ہے یا بہت سے ہوئے ہیں انہیں اقرار کرنا پڑیگا کہ کثرت مکالمہ مخاطبہ اور کثرت امور غیبیہ کا شرف تیرہ سو سال میں کسی فرد امت کو اتنا حاصل نہیں ہوا کہ وہ نبی کہلانے کا مستحق ہو جاتا۔ صرف مسیح موعود کو اتنا شرف حاصل ہوا ہے کہ آپ نبی کہلانے کے مستحق ہیں۔

جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ خصوصیت مان لیں کہ اولیائے امت میں سے نبی کا نام پانے کے صرف آپ ہی مستحق ہیں۔ دوسرے

تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ اور اس خصوصیت کی یہ وجہ بھی مانیں کہ نبی کا نام پانے کے لئے جس کثرت سے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ کا شرف ضروری تھا اس کثرت سے اس نعمت کا شرف اولیائے امت میں سے کسی نے نہیں پایا۔ تو پھر ان سے پوچھیں کہ اب آپ کا مقام نبوت اولیائے امت اور محدثین کے مقام سے بالا ہوا یا نہیں۔ اگر اب بھی وہ یہ کہیں کہ آپ محض ایک محدث ہیں اپنی نبوت میں محدثین سے بالا مقام نہیں رکھتے تو نہیں بتائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشتہار ایک غلطی کے ازالہ میں محض محدث کہلانے سے انکار کر دیا ہے۔ چنانچہ حضور تحریر فرماتے ہیں :-

"اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔ مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے"۔

پس اب حضرت مسیح موعود کے مرتبہ کا نام محض محدث نہیں رکھا جا سکتا بلکہ آپ کو نبی کے نام سے ہی پکارا جانا ضروری ہے۔ تا آپکی اصل شان ظاہر ہو۔ اشتہار ایک غلطی کے ازالہ سے پہلے اپنے تئیں لغوی نبی بمعنی محدث کہا کرتے تھے۔ لیکن لغوی نبی تو اپنے تئیں اب بھی قرار دیتے ہیں۔ لیکن لغوی نبی بمعنی محدث کہنا جائز نہیں قرار دیتے۔ لہٰذا اب آپ کی نبوت کو محدثیت تک محدود قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پس اشتہار ایک غلطی کا ازالہ سے لغوی نبی کا مقام محدث سے بالا ثابت ہوا۔ کیونکہ لغوی نبی کا نام محض محدث نہیں رکھا جا سکتا۔ کیونکہ محدث سے مراد لغت میں صرف مکلم ہے۔ یعنی ایسا

شخص جس سے خدا کلام کرے اس میں امور غیبیہ پر کثرت سے اطلاع پانا شرط نہیں اور محدث کے لغوی معنوں اور شرعی اصطلاح میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ محدث کی اصطلاح شرعی بھی محدث کے لئے امور غیبیہ پر کثرت سے اطلاع پانا شرط نہیں قرار دیتی۔ اس میں صرف خدا سے ہمکلامی کی کثرت شرط ہے خواہ وہ امور غیبیہ پر مشتمل نہ ہو۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محدثین کی شان میں صرف یُکَلَّمُوْنَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّکُوْنُوْا اَنْبِیَاءَ (صحیح بخاری مناقب عمرؓ) کے الفاظ بیان فرمائے ہیں کہ وہ صرف مکلم ہوتے ہیں نبی نہیں ہوتے۔ لیکن مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ قرار دیا ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے :-

"اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پا لیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے تو اس صورت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں رخنہ واقع ہو جاتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہو گا۔ وہ پیشگوئی پوری ہو جائے"۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ امت محمدیہ کے پہلے صلحاء جو تیرہ سو سال میں گذرے ہیں مصلحت الٰہی نے انہیں مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ کی نعمت پورے طور پر پانے سے روک دیا تھا۔ اور مسیح موعود کو یہ نعمت پورے طور پر عطا کی گئی تا کہ احادیث نبویہ کی پیشگوئی میں جو تیرہ سو سال میں صرف مسیح موعود کو نبی اللہ قرار دیتی ہے اور یہ بتاتی ہے کہ آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود کے درمیان کوئی نبی نہیں رخنہ واقع نہ ہو جائے پس ثابت ہوا مسیح موعود کا مقام نبوت محدث سے بالا مقام ہے کیونکہ یہ مقام پچھلے تیرہ سو سال میں کسی فرد امت کو حاصل نہیں ہوا۔

ان عبارتوں کو معلوم کر لینے کے بعد بھی اگر غیر مبایعین اس بات پر مصر ہوں کہ حضرت مسیح موعود محض ایک محدّث ہیں یا آپ کی نبوت سے مراد محض محدّثیت ہے اور آپ کا مقام محدثین امت سے بالا نہیں۔ تو ایسے لوگوں کو قائل کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔ اس وقت ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دیں تا انہیں تخلیہ میں خدا کے خوف کو دل میں جگہ دے کر ٹھنڈے دل سے سوچنے کا موقعہ ملے۔ جب یہ لوگ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے بغض و حسد چھوڑ کر غور کریں گے۔ تو پھر انہیں خود بخود سمجھ آجائیگی کہ در اصل دونو فریقوں میں کوئی حقیقی اختلاف موجود نہیں۔ صرف نزاع لفظی ہے۔ کیونکہ نبوت کی جو حقیقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بتاتے ہیں وہ ایسا مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہے جو اہم امور غیبیہ پر مشتمل ہو۔ اور یہ امر خود غیر مبایعین بھی مانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کو اس طرح کے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کی نعمت سے مشرف کیا گیا۔

پس در حقیقت دونوں فریق ایک ایسی حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں جس کا نام ایک فریق محدثیت یا جزئی نبوت رکھتا ہے۔ اور دوسرا فریق امتی نبوت اسی کو نزاع لفظی کہتے ہیں کہ ایک حقیقت کو دونو فریق تسلیم کریں مگر نام اس کا الگ الگ رکھیں۔ مولوی محمد علی صاحب نے یہ لفظی نزاع صرف اس لئے پیدا کر دی تھی کہ وہ خلافت ثانیہ کا انکار کر کے ایک نئے فرقہ کی بنیاد رکھ سکیں۔

اصل بحث کی طرف رجوع

اس فیصلہ کن بحث کے طریق سے پہلے یہ امر زیر بحث تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عقیدہ نبوت و تعریف نبوت میں تبدیلی فرما لی ہے۔ اور میں نے نبوت کی ۱۸۹۹ء کی تعریف اور ۱۹۰۱ء کے زمانہ اور اس کے بعد کی تعریفوں کے تقابل سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ دونوں زمانوں کی تعریفیں اصطلاح اسلام میں نبوت کی تعریفیں ہیں ۱۸۹۹ء کی اصطلاح کی رو سے آپ نبی قرار نہیں دئے جا سکتے اور ۱۹۰۱ء کے زمانہ کی اور اس کے بعد کی تعریف نبوت کی رو سے آپ اسلامی اصطلاح اور نبیوں کی متفق علیہ تعریف کی رو سے نبی قرار پاتے ہیں۔ گو آپ شارع نبی اور مستقل نبی نہیں۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور آپ کے روحانی فیضان کے واسطہ ضرور نبی ہیں۔ اور اس قسم کا نبی خاتم النبیینؐ کے ظہور سے پہلے کوئی نہیں ہوا۔ یہ ایک الگ قسم کی نبوت ہے۔ جس کا کامل مصداق محدثین امت سے بلند مرتبہ کا نبی ہوتا ہے۔

مصنف قول سدید لکھتا ہے:۔

"جب تک وہ مصنف اپنی بیان کردہ تشریح اور مفہوم کو غلط قرار نہ دیدے یا کوئی دوسرا مفہوم نہ بتائے۔ ان الفاظ اور اصطلاحات کو اسی پہلے بیان کردہ مفہوم میں سمجھنا ضروری ہے۔" (قول سدید ص۱۶۱)

پہلی اسلامی اصطلاح اور دوسری اسلامی اصطلاح کے تقابل سے صاف ظاہر ہو چکا ہے کہ دونوں کا مفہوم مختلف ہے اور پہلی اسلامی اصطلاح کا مفہوم نبی کے لئے غیر امتی ہونا شرط قرار دیتا ہے۔ دوسری اصطلاح کا مفہوم شرط قرار نہیں دیتا۔ اس لئے پہلی اسلامی اصطلاح کی رو سے آپ نبی نہیں اور دوسری

اسلامی اصطلاح کے رو سے آپ نبی ہیں۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ نبی کے متعلق اسلامی اصطلاح کا دوسرا مفہوم بتانے کے باوجود غیر مبائعین اس سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے۔ اس لئے اس نے

مسیح موعود کا تبدیلیٔ عقیدہ کا اعلان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے قلم مبارک سے نہایت صراحت سے تبدیلیٔ عقیدہ کا اعتراف لکھا دیا ہے اور غیر مبائعین کے لئے اب کسی سہارا اور تاویل کی گنجائش نہیں چھوڑی جس سے وہ اپنے مسلک کو ثابت کر سکیں۔

تفصیل اس کی یوں ہے:۔ کہ حضور نے حقیقۃ الوحی میں ایک سائل کا سوال درج کر کے اس کا جواب دیا ہے جسمیں تبدیلی عقیدہ کا صاف صاف اعتراف موجود ہے لکھتے ہیں:

ایک سوال عقیدہ فضیلت بر مسیح میں تناقض ہے

سوال یہ ہے کہ تریاق القلوب کے صفحہ ۱۵۷ پر (جو میری کتاب ہے) لکھا ہے اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گزرے کہ میں نے اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے۔ کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ پھر ریویو جلد اول نمبر ۶ صفحہ ۲۵۷ میں مذکور ہے "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ پھر ریویو صفحہ ۴۷۸ پر لکھا ہے مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھا سکتا۔ خلاصہ اعتراض یہ کہ

دونوں عبارتوں میں تناقض ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸)

اس سوال کا جواب دو طرح دیا جا سکتا تھا۔ اگر کوئی تبدیلی عقیدہ میں واقع نہ ہوئی ہوتی تو جواب یوں ہونا چاہیئے کہ میری دونوں تحریر دل میں کوئی تناقض نہیں۔ معترض کو صرف غلط فہمی ہوئی ہے کہ میری دونوں عبارتوں میں تطبیق نہیں دے سکا۔ میری ان دونوں عبارتوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔ اور اگر عقیدہ میں تبدیلی واقع ہو چکی تھی۔ تو پھر جواب کا یہ طریق ہونا چاہیئے۔ کہ بے شک میری دونوں عبارتوں میں تناقض ہے اور پھر اس تناقض کی وجہ بیان کرنی چاہیئے۔ کہ کیوں پیدا ہوا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس سوال کے جواب میں دوسرا طریق ہی اختیار فرماتے ہیں جو تبدیلیٔ عقیدہ پر روشن دلیل ہے۔ آپ جواب میں لکھتے ہیں:۔

مسیح موعود کی طرف سے جواب عقیدہ کی تبدیلی

"یہی یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا۔ سو اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو۔ کہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں یہ لکھا۔ کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا۔ اور یہ بھی مجھے فرمایا۔ کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہونگے۔ اس لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا۔ بلکہ اس وحی کی

تادیل کی۔ اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسی طرح اوائل میں میرا یہ عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا۔ تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالےٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور پہلو سے امتی ۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۴۹ تا ص۱۵۰)

عقیدۂ فضیت میں تبدیلی کا باعث صریح طور نبی کا خطاب

اس جواب سے ظاہر ہے کہ "تریاق القلوب" کی اس تحریر کے زمانہ تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت مسیح ابن مریمؑ پر صرف اس جزئی فضیلت کے قائل تھے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آپ اس زمانہ تک نبوت میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے اپنی نسبت نہیں سمجھتے تھے یعنی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو نبی سمجھتے تھے اور اپنے تئیں غیر نبی لیکن جب بارش کی طرح وحی الٰہی سے آپ پر یہ انکشاف ہوا کہ آپ کو صریح پر نبی کا خطاب دیا گیا ہے۔ تو آپ نے مسیح پر جزی فضیلت کے اس عقیدہ کو تبدیل کر لیا اور اپنے تئیں اپنی تمام شان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت بڑھ کر قرار دے دیا۔ فضیلت کے متعلق آپ کو کوئی جدید الہام نہیں ہوا تھا۔ صرف اپنی نبوت کے متعلق صراحت ہوئی۔ اس لئے پہلا الہام ہی جو فضیلت پر مسیحؑ کے متعلق ہو چکا ہوا تھا اب فضیلت کے اس دوسرے عقیدہ کو اختیار کرنے کا باعث ہوا ہے۔ فضیلت

کے دونو عقیدوں میں آپ نے تناقض مانا ہے پس اپنی تمام شان میں مسیح ابن مریمؑ سے بہت بڑھ کر ہونے کا عقیدہ تبھی پہلے عقیدہ کے متناقض ہو سکتا تھا جبکہ فضیلت کا یہ دوسرا عقیدہ ایسی فضیلت کا عقیدہ ہوتا جو صرف ایک نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ پس اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہونے کا عقیدہ یہ معنے رکھتا ہے کہ آپ اپنی مجموعی شان میں حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام سے بہت بڑھ کر تھے۔ یعنی نبوت کی شان میں مسیح ابن مریمؑ سے مساوی اور اپنے کارناموں میں بہت بڑھکر تھے۔ ورنہ غیر نبی ہرگز ایک نبی سے اپنی مجموعی شان میں بڑھ کر ہونے کا دعوےٰ نہیں کر سکتا اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے

"جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اسے نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہیئے کہ آنیوالا مسیح کچھ چیز ہی نہیں۔ نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ حکم جو کچھ ہے پہلا ہے" (حقیقۃ الوحی ص۱۵۵)

پس فضیدت کے عقیدہ میں تبدیلی کا اصل باعث اس جواب میں نبوت کے عقیدہ میں تبدیلی کو قرار دیا گیا ہے اور نبوت کے عقیدہ میں تبدیلی صرف تعریف نبوت میں تبدیلی کی بناء پر ہی ہو سکتی تھی۔

تبدیلی عقیدہ کے خلاف غیر مبایعین کے عذرات

پہلا عذر: غیر مبایعین اس جگہ پہلا عذر یہ کرتے ہیں۔ عقیدہ فضیدت میں تبدیلی ہوئی ہے نہ عقیدہ نبوت میں۔ یہ عذر درست نہیں۔ کیونکہ عقیدہ فضیدت میں تبدیلی کا باعث حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عقیدہ نبوت کی تبدیلی کو قرار دیا ہے۔

حضور فرماتے ہیں کہ جزئی فضیلت پر مسیح کے قائل آپ اس وقت تک رہے

جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نبوت میں اپنی نسبت نہیں سمجھتے تھے لیکن جب آپ کو بارش کی طرح وحی الٰہی کے ذریعہ صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا۔ تو آپ نے اپنا عقیدہ جزئی فضیلت کا تبدیل کر لیا۔ پس مسیح موعود علیہ السلام صریح طور نبی کا خطاب پانے کو مسیح بن مریم علیہ السلام سے اپنی تمام شان میں سب سے بڑھ کر ہونے کا باعث قرار دے رہے ہیں۔ لہٰذا یہ عذر باطل ہے۔

غیر مبایعین دوسرا عذر یہ کرتے ہیں کہ اپنی تمام شان میں مسیح ابن مریم سے بڑھکر ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جو شان آپ کو حاصل ہے اس میں بہت بڑھ کر ہیں۔ چونکہ نبوت کی شان آپ کو حاصل نہ تھی۔ اسلئے اُس میں بڑھ کر نہیں۔

اس کے جواب میں واضح ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جواب سے ظاہر ہے کہ جب تک آپ کو اپنی نبوت کے صریح ہونے کا علم نہیں ہوا اس وقت تک آپ نے فضیلت کے عقیدہ میں تبدیلی نہیں کی۔ پس اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہونے والے الفاظ میں نبوت کی شان بھی داخل ہے

پھر حضرت مسیح موعود نزول المسیح میں فرماتے ہیں:-

"دونو سلسلوں کا تقابل پورا کرنے کے لئے ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل محمدی مسیح بھی شان نبوت کے ساتھ آئے تا اس نبوت عالیہ کی کسرِ شان نہ ہو پس سلسلہ موسوی کے آخری مسیح اور سلسلہ محمدیہ کے آخری مسیح کی شانِ نبوت میں نفس نبوت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ورنہ دونوں سلسلوں موسوی اور محمدی کا تقابل بھی پورا نہ ہوگا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت عالیہ کی بولی کسرِ شان بھی لازم آئے گی کہ جو بھی امت محمدیہ میں آپ کے فیضان سے نبی بنا وہ اپنی شان میں کم ہی رہا۔ پس مسیح ابن مریم کی شانِ نبوت میں اور مسیح محمدی کی شانِ نبوت میں بلحاظ نبوت مطلقہ مساوات ہے اور صرف حصول کے ذریعہ میں فرق ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت براہِ راست ملی تھی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ آنحضرتؐ کی پیروی کی برکت اور آپ کے افاضہ روحانیہ کے طفیل ملی ہے۔

مصنف قولِ سدید کی توجیہہ یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب کی تمام شان نبوت کی نہ تھی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی تھی۔ اور اپنی اس شان میں آپ یقیناً بہت بڑھ کر تھے۔ یہ بات بالکل صاف سیدھی اور آسان ہے۔ خدا جانے قادیانی حضرات مغالطہ میں کیوں پڑتے ہیں۔" (قول سدید صفحہ ۲۰)

افسوس ہے کہ مصنف قول سدید کی یہ موٹی بات جب حضرت مرزا صاحب کی سمجھ میں نہ آئی تو بیچارے قادیانیوں کی سمجھ میں کیا آتی۔ کیونکہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے تریاق القلوب میں امتی کی ساری شان رکھنے کے باوجود یہ تو لکھا۔ کہ آپ اپنی تمام شان میں مسیح ابن مریم سے بہت بڑھ کر ہیں۔ بلکہ اُس وقت اپنی فضیلت کو ایسی جزئی فضیلت ہی قرار دیا۔ جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔ بات دراصل یہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی تمام شان امتی نبی کی تھی نہ صرف امتی کی۔ لیکن جب تک آپ اپنی نبوت کو محدثیت تک محدود قرار دیتے رہے۔ اور اس طرح اپنے وجود میں شان نبوت کے ناقص طور پر پانے کا عقیدہ رکھتے تھے۔ اس وقت تک حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام پر اپنی ایسی جزئی فضیلت کے قائل رہے۔ جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔ اور جب آپ پر یہ منکشف ہو گیا کہ آپ کو صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا ہے۔ تو اس وقت آپ نے حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہونے کا عقیدہ اختیار کر لیا۔

یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری شان امتی ہونے کی تھی اس میں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت بڑھ کر ہیں۔ ایک مضحکہ خیز امر ہے۔ امتی کی ساری شان کا ایک نبی کی شان سے ایسے تقابل کا سوال جس میں وہ نبی سے بہت بڑھ جائے۔ پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔

بہت بڑھکر ہونے کا تقابل صرف اسی صورت میں پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ وہ امتی نبی بھی ہو۔ اور نبوت میں مساوی شان رکھتے ہوئے اپنے کارناموں میں غیر امتی نبی سے بہت بڑھ جائے۔

کُلی فضیلت سے مراد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمام شان میں بڑھ کر ہونے کو اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ میں کلی فضیلت لکھا تو مولوی محمد علی صاحب کلی کے لفظ کو لے اُڑے۔ حالانکہ آپ کی مراد صرف یہ تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی مجموعی شان میں حضرت مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہونے کا عقیدہ پیش کر رہے ہیں اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس عقیدہ میں اور پہلے عقیدہ میں تناقض مانا ہے۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے دوسرے عقیدہ کے لئے کلی فضیلت کا لفظ استعمال کر لیا۔ اگر مولوی صاحب اس لفظ سے ناراض ہیں تو اُن کے ہمنوا کلی کی جگہ مجموعی شان میں بڑھ کر ہونے کے الفاظ لکھ لیں یہ بات تو بہر حال واضح ہے۔ کہ پہلا عقیدہ ایسی جزئی فضیلت کا تھا۔ جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ اور اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہونے کا عقیدہ چونکہ بقول مسیح موعود پہلے عقیدہ سے تناقض رکھتا ہے۔ اس لئے وہ ایسی فضیلت کا عقیدہ ہے۔ جو ایک نبی کو نبی پر ہی ہو سکتی ہے۔ آپ خواہ اس دوسرے عقیدہ والی فضیلت کا نام ایسی جزئی فضیلت ہی رکھ دیا جائے جو صرف نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ یا اس کے لئے ان معنوں میں کلی فضیلت کا لفظ استعمال کیا جائے۔ کہ آپ اپنی مجموعی شان میں مسیح ابن مریم سے بہت بڑھ کر ہیں۔ معناً اس سے کوئی فرق پیدا نہیں ہوتا ہے۔ اور اس سے یہی ملتی ہے کہ یہ ایسی

فضیلت ہے۔ جو صرف ایک نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دونوں فضیلت کے دونوں عقیدوں میں تناقض مانتے ہیں۔ اور تناقض کی اس جگہ یہی صورت بنتی ہے۔ کہ ایک فضیلت ایسی ہو جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے اور دوسری فضیلت ایسی ہو۔ جو صرف نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ کلی فضیلت کے لفظ سے ہماری مراد یہ نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی شان کی ہر ہر جزو میں مسیح ابن مریم سے بڑھکر ہیں۔ بلکہ یہ مراد ہے۔ کہ آپ نبوت مطلقہ یا شان نبوت میں مسیح ابن مریم علیہ السلام سے مساوی ہیں اور اپنے کارناموں میں بہت بڑھ کر ہیں اگر مسیح موعود کو مسیح ابن مریم سے نبوت مطلقہ میں مساوی نہ سمجھا جائے تو اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہونے کا عقیدہ درست قرار نہیں پا سکتا۔ مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں۔ کہ کلی فضیلت مراد ہوتی۔ تو پھر ریویو مئی ۱۹۰۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام جزئی فضیلت کیوں قرار دیتے ہیں۔ مولوی صاحب موصوف اسجگہ ریویو کی یہ عبارت پیش کرتے۔ ایسا ہی مثیل عیسیٰ بھی بہت سی باتوں میں عیسیٰ سے بڑھکر ہے۔ یہ جزئی فضیلت ہے جسکو خدا چاہتا ہے دیتا ہے۔ افسوس ہے۔ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب نے ریویو مئی ۱۹۰۲ء کی عبارت النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ ۱۲۳ پر اس طرح قطع و برید کے ساتھ پیش کیا ہے۔ کہ عبارت کا اصل مطلب واضح نہیں ہو سکتا۔ پوری عبارت یوں ہے "جس طرح مثیل موسیٰ بہت سی باتوں میں موسیٰ سے بڑھ کر ہے۔ ایسا ہی مثیل عیسیٰ بھی بہت سی باتوں میں عیسیٰ سے بڑھ کر ہے۔ یہ جزئی فضیلت ہے۔ جس کو خدا چاہتا ہے۔ دیتا ہے۔" یہ پورا حوالہ صریح طور پر مولوی محمد علی صاحب کے مقصود کے خلاف ہے کیونکہ اس میں جس طرح بہت سی باتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت دیا جانے کا ذکر ہے۔ اسی طرح مثیل عیسیٰ کو بہت سی باتوں میں عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر قرار دیا گیا ہے۔ پس یہ ایک

بنی کی بہت سی باتوں میں دوسرے بنی پر فضیلت کا ذکر ہے۔ یہ ایسی جزئی فضیلت نہیں جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔ کیا مولوی محمد علی صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ پر کلی فضیلت کے قائل نہیں۔ مگر یہاں تو ساری عبارت کے آخر میں "جزئی فضیلت ہے" کے الفاظ ہی لکھے گئے ہیں۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ چونکہ اس عبارت میں دونوں سلسلوں موسویہ اور محمدیہ کا تقابل مدنظر تھا۔ اور ایک سلسلہ کے سارے افراد دوسرے سلسلہ کے تمام افراد سے بہت سی باتوں میں بڑھ کر نہیں تھے۔ کیونکہ سلسلہ موسوی کے تمام خلفاء نبی تھے۔ اور سلسلہ محمدی کے تمام خلفاء نبی نہیں۔ اس لئے دونوں سلسلوں کی پہلی اور آخری جزئیوں کا ذکر اس عبارت میں کر دیا گیا۔ اور اس طرح ایک سلسلہ کی دوسرے سلسلہ پر جزئی فضیلت قرار دی گئی۔

پس اس جگہ دونوں سلسلوں کے تقابل کے پیش نظر جزئی فضیلت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہیں ـــ کشتی نوح میں بھی ایسے تقابل کا ذکر ہے۔ حضور فرماتے ہیں۔

"اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے۔ مگر شان میں ہزارہا درجہ بڑھ کر مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر" (کشتی نوح صلا)

تبدیلی عقیدہ کے خلاف مولوی محمد علی صاحب کا اہم عذر

حقیقۃ الوحی کے زیر بحث کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کا ایک اہم عذر جو در اصل نہایت ہی بودا اور کمزور ہے یہ ہے کہ:۔

"چونکہ زمانہ کی تقسیم کے لحاظ سے سائل کا سوال ہی غلط تھا۔ اس لئے

حضرت مسیح موعود نے زمانہ کی تقسیم کا جو ذکر سوال میں تھا۔ اُس کو بالکل ترک کر دیا۔ اور عام پیرایہ میں جواب دیا۔۔۔۔۔۔۔۔

حضرت صاحب کے یہ لفظ ہیں۔ کہ اُس وقت یعنی اوائل کے زمانہ میں میرا یہ عقیدہ تھا۔ کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ اب آؤ اور خدا کے خوف کو دل میں لے کر یہ فیصلہ کرو کہ وہ کونسا زمانہ تھا جب آپ اپنے آپ کو مسیح ابن مریم سے کوئی نسبت نہ دیتے تھے۔ کیا یہ زمانہ دعوی مسیحیت سے پہلے کا تھا یا دعوی مسیحیت سے بعد کا۔ کیا جب مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ تو اُس وقت اپنی مسیح ابن مریم سے کوئی نسبت نہ سمجھتے تھے۔ کیا ایسی تاویلوں پر خوش ہوتے ہو۔ کہ ہم نے نبوت نہ سہی فضیلت میں بعد دعویٰ کے تبدیلی ثابت کر دی۔"

بلفظہ بقدر الحاجۃ

(النبوۃ فی الاسلام صـ۳۲۰)

تبدیلی عقیدے کے خلاف عذر کا جواب

مولوی محمد علی صاحب کا یہ سارا عذر لنگ بناء فاسد علی الفاسد کا مصداق ہے پہلے انہوں نے ایک بناء فاسد رکھی کہ سائل کا سوال زمانہ کے لحاظ سے غلط ہے، تریاق القلوب اُس کے پاس اکتوبر ۱۹۰۲ء میں پہنچی ہے۔ اور ریویو جون ۱۹۰۲ء میں۔ پھر اس پر یہ عمارت کھڑی کر دی ہے۔ کہ سائل کا سوال چونکہ زمانہ کی تقسیم کے لحاظ سے غلط تھا۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عام پیرایہ میں جواب دیا۔ مگر سائل کو اس بات سے کیا غرض تھی۔ کہ تریاق القلوب اُسے کب ملی اور ریویو کب ملا۔ اُسے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو تحریروں میں تناقض دکھائی دیا۔ اور اُس نے اسی پر سوال کر دیا۔ کہ آپ کی ان دو عبارتوں میں تناقض ہے۔ اب کسی تحریر کو پہلے

کی قرار دینا اور کسی کو پیچھے کی یہ مجیب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کا کام تھا۔ آپ نے جواب کے شروع میں ہی تسلیم کر لیا ہے۔ کہ ان دونوں
عبارتوں میں تناقض موجود ہے۔ اس سوال کا آپ یوں جواب دیتے ہیں کہ
"رہی یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا۔ اور کلام میں یہ تناقض کیوں
پیدا ہو گیا۔ سو اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو۔۔۔۔۔ کہ اوائل میں،
میرا یہی عقیدہ تھا۔ کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے
وہ نبی ہے۔ اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی
امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا۔ تو میں اس کو جزئی فضیلت
قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالےٰ کی وحی بارش کی طرح
میرے پر نازل ہوئی۔ تو اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے
دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح
سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی!"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹ تا صفحہ ۱۵۰)

ہر دانشمند اس عبارت کے پہلے الفاظ "رہی یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا۔ اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا" سے۔ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ کہ سائل کے سوال میں جن دو عبارتوں میں تناقض کا ذکر ہے۔ انہی کے متعلق حضور جواب دینے لگے ہیں۔ اور "اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا" کے فقرہ میں آپ کا "یہ" لفظ کا اشارہ اسی تناقض کی طرف ہے۔ جسے سائل نے تریاق القلوب اور ریویو کی دو تحریروں میں دکھایا ہے۔ مگر مولوی محمد علی صاحب کا کمال ملاحظہ ہو۔ کہ وہ یہ لکھتے ہیں۔ "کہ چونکہ زمانہ کی تقسیم کے لحاظ سے سائل کا سوال ہی غلط تھا۔ اسلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زمانہ کی تقسیم کا جو ذکر سوال میں تھا۔ اسکو

بالکل ترک کر دیا۔ اور عام پیرایہ میں جواب دیا"۔ لیکن غور طلب امر یہ ہے۔ کہ اگر سائل کا سوال غلط تھا۔ تو عام پیرایہ میں جواب کس امر کا دیا گیا۔ اس جواب کی جو تشریح مولوی صاحب نے کی ہے اُس کا تو اصل سوال سے کوئی تعلق ہی نہیں رہتا۔ اور "سلطان القلم" کے جواب کی حیثیت اس تشریح سے "سوال از آسمان جواب از ریسمان" کی مصداق بن جاتی ہے۔ سائل پوچھتا ہے۔ کہ آپ نے تریاق القلوب میں لکھا ہے۔ کہ آپ مسیح سے جزئی فضیلت رکھتے ہیں۔ جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔ اور ریویو میں لکھتے ہیں۔ کہ میں اپنی تمام شان میں مسیح سے بڑھ کر ہوں۔ ان عبارتوں میں تناقض ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اُسے بقول مولوی محمد علی صاحب یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ ہاں تناقض موجود ہے۔ مگر اوائل میں یعنی دعویٰ مسیحیت سے پہلے میں مسیح ابن مریم پر اپنی جزئی فضیلت کا قائل تھا۔ مگر دعویٰ مسیحیت کرنے پر میں نے اپنا یہ عقیدہ بدل لیا تھا۔ کیا مولوی صاحب کی تشریح کے لحاظ سے یہ جواب مضحکہ خیز نہیں بن جاتا۔ کیا مولوی محمد علی صاحب کا کوئی ہوا خواہ یہ بتا سکتا ہے۔ کہ جب ایسی جزئی فضیلت کا عقیدہ جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔ دعویٰ مسیحیت سے پہلے کا عقیدہ تھا جیسا کہ مولوی صاحب بیان کر رہے ہیں۔ تو دعویٰ مسیحیت پر جب یہ عقیدہ تبدیل ہو گیا۔ تو پھر یہی پہلا عقیدہ تریاق القلوب میں کیوں ذکر کیا۔ جو دعویٰ مسیحیت سے بہت بعد کی کتاب ہے۔ کیونکہ تریاق القلوب میں بھی یہی لکھا ہے۔ کہ آپ کو مسیح پر ایسی جزئی فضیلت ہے۔ جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔ یہ عقیدہ زمانہ کی اس تقسیم کے لحاظ سے تو جو مولوی صاحب اپنی تشریح میں بیان کر رہے ہیں۔ تریاق القلوب میں نہیں آنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ یہ دعویٰ مسیحیت سے پہلے کا عقیدہ تھا۔ اور دعویٰ مسیحیت پر تبدیل ہو چکا تھا۔ تریاق القلوب

تو دعویٰ مسیحیت سے بہت بعد کی کتاب ہے۔ مگر اس میں تو پھر پہلا عقیدہ جزئی فضیلت کا ہی مذکور ہے۔ کسی نے سچ کہا ۔

خشت اول چون نہد معمار کج ۔ تا ثریا می رود دیوار کج

مولوی محمد علی صاحب کی تشریح پر ایک اہم سوال تبدیلی عقیدہ والے حوالہ کے متعلق

پس اس جگہ میرے سوال کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ دعویٰ مسیحیت سے پہلے بقول مولوی صاحب جب حضرت اقدس کو مسیح ابن مریم علیہ السلام پر اپنی ایسی جزئی فضیلت کا اقرار تھا۔ جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ اور دعویٰ مسیحیت کے بعد بھی تریاق القلوب کے زمانہ تک ایسی ہی جزئی فضیلت کا اقرار موجود ہے۔ تو پھر عقیدہ فضیلت میں تبدیلی کیا ہوئی۔

پھر یہ بھی یاد رہے۔ کہ تبدیلی اس صورت کی ہونی چاہیئے۔ کہ پہلے عقیدہ اور دوسرے عقیدہ میں تناقض پایا جائے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دونوں عقیدوں میں تناقض تسلیم کر چکے ہیں۔ تناقض تبھی پایا جا سکتا ہے جب پہلی فضیلت ایسی ہو جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ اور تبدیلی عقیدہ سے بعد والی فضیلت ایسی فضیلت ہو۔ جو ایک نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ ورنہ تناقض کی صورت پیدا نہ ہوگی۔ دیکھئے مولوی محمد علی صاحب اپنی تشریح سے حضرت مسیح موعود کی نبوت کا انکار ثابت کرنا چاہتے تھے۔ مگر اس تشریح سے بھی الٹا انہیں نبوت مسیح موعود کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔۔

مصنف قول سدید کی طرف سے غلط جواب

مصنف "قول سدید" نے مولوی محمد علی صاحب کو اس مضحکہ خیز پوزیشن میں پاکر اس سوال کا کہ پھر تبدیلی کیا ہوئی۔ کہ جب پہلے بھی جزئی فضیلت کا عقیدہ تھا اور بعد میں بھی جزئی فضیلت کا عقیدہ رہا۔ بڑی سوچ بچار کے بعد ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

کی ضرب المثل پر عمل کرتے ہوئے یہ جواب دیا ہے۔ کہ

جزئی فضیلت کے بھی کئی درجات ہیں۔ ایک وہ فضیلت ہے جو عام اولیاء امت کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ اور ایک وہ فضیلت ہے جو امت کے بڑے بڑے محدثین اور مجددین کو کسی نبی پر ہوتی ہے۔ اگرچہ دونوں قسموں کی فضیلتوں میں فرق ہے۔ مگر دونوں جزوی ہیں اس طرح ایک فضیلت وہ تھی۔ جو حضرت مرزا صاحب اس وقت سمجھتے تھے۔ جب آپ کا خیال تھا۔ کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت اور ایک وہ فضیلت ہے۔ جو آپ نے اس وقت سمجھی جب آپ کو یہ خبر دی گئی۔ کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے۔"

(قول سدید ص۲۱۰، ص۲۱۱)

اسی صفحہ پر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ

پہلے آپ کا خیال تھا۔ کہ مسیح پر جو آپ کی جزئی فضیلت ہے۔ وہ ایسی ہی ہے جیسے عام اولیاء امت کو ایک نبی پر ہو۔ لیکن بعد میں آپ کو بتلایا گیا کہ مسیح ابن مریم پر آپ کو یہ فضیلت ایک خاص فضیلت ہے۔ جو دوسرے اولیاء اللہ کو حاصل نہیں"

غلط جواب کی تردید

قول سدید کے مصنف نے اس کتاب میں منطقی طریق پر بحث اٹھائی تھی کہ مگر اس جگہ تو اس نے اپنی ساری منطق کی لٹیا ڈبو دی ہے۔ اگر ایسی جزئی فضیلت کے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ درجات قرار دیئے جا سکتے ہیں تو یہ سب درجات تو دراصل ایک ہی قسم کی جزئی فضیلت رہتے ہیں

عقیدوں میں ایسا اختلاف موجود ہو کر وہ دونو اکٹھے ایک وجود میں صادق نہ آسکیں۔ جس طرح حضرت مسیح ابن مریم کا آسمان سے نازل ہونے کا عقیدہ اور خود اپنے مسیح موعود ہونے کا عقیدہ ایک ہی وجود میں جمع نہیں ہو سکتے۔ مگر جزئی فضیلت کے درجات کی جو دو صورتیں مصنف "قول سدید" نے بیان کی ہیں۔ چونکہ یہ دونو ایسی صورت کی ہیں۔ جو ایسی فضیلت کی ذیل میں آتی ہیں۔ جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ اور اُن میں سے ایک عام ہے۔ اور دوسری خاص اس لئے یہ دونو بیک وقت ایک وجود میں جمع ہو سکتی ہیں۔ اور ان میں تناقض موجود نہیں۔ عام اولیاء اللہ والی فضیلت جو بقول مصنف "قول سدید" آپ کو دعویٰ مسیحیت سے پہلے حاصل تھی۔ وہ آپ سے چھین تو نہیں لی گئی۔ کیونکہ جب اُس سے بڑے درجہ کی خاص فضیلت دے دی گئی تو عام درجہ کی فضیلت جو پہلے حاصل تھی۔ بدرجہ اولیٰ حاصل رہی۔ کیونکہ عام اور خاص کے متعلق یہ منطقی اصل ہے۔ کہ خاص کے پائے جانے پر عام کی نفی نہیں ہوا کرتی۔ جیسے نبی اور مومن میں عموم خصوص کی نسبت ہے نبی خاص ہے اور مومن عام مگر ہر نبی ضرور مومن بھی ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ جب انسان نبی بنایا جائے۔ تو وہ مومن نہ ہو۔ پس مومن کی عام صفت نبی کی خاص صفت کے ساتھ ہمیشہ موجود ہوتی ہے۔ اس مثال سے ظاہر ہے۔ کہ خاص کے ساتھ عام کا پایا جانا ضروری ہے پس جب بقول مصنف "قول سدید" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دعویٰ مسیحیت کے بعد جزئی فضیلت کا خاص درجہ مل گیا۔ تو دعویٰ مسیحیت سے پہلے کا عام درجہ فضیلت بھی ساتھ ہی پایا گیا۔ اور دونو درجوں میں تناقض

یعنی ایسی جزئی فضیلت جو غیر نبی کو نبی پر بھی ہو سکتی ہے۔ ان کی دو ایسی قسمیں نہیں بنتیں۔ جن میں تناقض موجود ہو۔ درجات کا اختلاف اور چیز ہے۔ مگر تناقض اور شئے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فضیلت کے جس عقیدہ کو ترک کرکے دوسرے عقیدہ کو اختیار کیا ہے۔ اُن میں خود تناقض تسلیم کیا ہے۔ جیسا کہ حضرت اقدس اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے ص ۱۴۸ و ۱۴۹ پر فرماتے ہیں۔

"رہی یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا۔ اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا۔ سو اس بات کو توجہ کرکے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے۔ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے لکھا تھا۔ کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں ...... اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔ الخ"

اس جواب سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سائل کی طرف سے پیشکردہ دو عبارتوں میں جو تریاق القلوب اور ریویو سے ماخوذ ہیں تناقض تسلیم کرکے اس کے ہی اعتراض کا جواب دے رہے ہیں۔ لیکن اگر جناب مولوی محمد علی صاحب کی غلط تشریح کے مطابق دعویٰ مسیحیت سے پہلے کی مسیح علیہ السلام پر جزئی فضیلت کا عقیدہ تبدیل ہو گیا۔ اور دعویٰ مسیحیت کے بعد فضیلت کا دوسرا عقیدہ اختیار کیا گیا۔ تو دونو زمانوں کے جزئی فضیلت کے عقیدہ میں تناقض تسلیم کرنا پڑے گا اور تناقض اُسی صورت میں تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ جب دونوں

ثابت نہ ہوا۔ تناقض صرف اسی صورت میں پایا جا سکتا ہے۔ کہ فضیلت کی دو ایسی قسمیں بن جائیں۔ کہ ایک فضیلت وہ ہو جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ اور دوسری فضیلت ایسی ہو جو صرف نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ پس پہلا عقیدہ اُس وقت کا ہوگا۔ جب مسیح موعودؑ اپنے تئیں غیر نبی سمجھتے تھے۔ اور دوسرا عقیدہ اُس وقت کا ہوگا۔ جب اپنے تئیں نبی سمجھنے لگے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صریح طور پر نبی کا خطاب ملنے کو فضیلت کے عقیدہ میں تبدیلی کا باعث قرار دیا ہے۔ پس مولوی محمد علی صاحب اور مصنف "قول سدید" دونوں نے "اوائل" اور "مجھے مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے" کے الفاظ کو پیش کرنے میں صحیح راہ اختیار نہیں کی۔ "مجھے مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے۔" کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ وہ نبی ہے۔ اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے" گویا وہ زمانہ مراد نہیں جس میں اپنی مسیح ابن مریم سے کوئی نسبت نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ وہ زمانہ مراد ہے۔ جب آپ نبوت میں مسیح سے نسبت نہیں سمجھتے تھے۔ یعنی انہیں نبی سمجھتے تھے۔ اور اپنے تئیں غیر نبی۔ اور اوائل کا زمانہ تریاق القلوب تک ممتد ہے۔ اسی لئے آپ نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰ پر تحریر فرمایا "جب تک مجھے اس کی طرف سے (خدا تعالیٰ کی طرف سے) علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا۔ جو اوائل میں میں نے کہا۔ اور جب مجھے اس کی طرف سے علم ہوا۔ تو میں نے اُس کے مخالف کہا۔ میں انسان ہوں مجھے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں۔"

گویا اوائل کے زمانہ کا عقیدہ لمبے عرصہ تک رہا ہے۔ جو تریاق القلوب

تک کا زمانہ ہے۔

پس تریاق القلوب کے زمانہ تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبوت میں حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام سے اپنی نسبت نہیں سمجھتے تھے۔ کیونکہ اپنے تئیں غیر نبی سمجھتے تھے۔ اور انہیں نبی۔ اس وقت اگر کوئی امر فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا۔ تو اُسے ایسی جزئی فضیلت قرار دیتے تھے۔ جو غیر نبی کو غیر نبی پر ہو سکتی ہے۔ اور جب بارش کی طرح وحی الٰہی سے آپ پر منکشف ہو گیا کہ آپ نے صریح طور پر نبی کا خطاب پایا ہے۔ تو آپ نے وہ عقیدہ اختیار کر لیا۔ جو ریویو اور دافع البلاء میں مذکور ہے۔ کہ میں اپنی تمام شان میں حضرت مسیح ابن مریم سے بہت بڑھ کر ہوں۔

پس اوائل والا عقیدہ تریاق القلوب تک چلتا رہا۔ جو دراصل ۱۸۹۹ء کی مطبوعہ تحریر ہے۔ جس پر اکتوبر ۱۹۰۲ء میں صرف ٹائیٹل پیج لگا کر شائع کر دیا گیا۔ اور ریویو اور دافع البلاء دونو درحقیقت اس کے بعد کی تحریریں ہیں۔ نبوت کے لئے ملاحظہ ہو حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۲۲ تا ۳۰ مصنفہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تئیس سال کے الہامات کا حوالہ کیوں دیا

اب اس بحث میں ایک بات حل طلب یہ ہے۔ کہ حضرت اقدس نے نبوت کا خطاب ملنے کے لئے حقیقۃ الوحی میں ۲۳ سال پہلے کا حوالہ اس تبدیلی عقیدہ والی تحریر میں کیوں دیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اس لئے ۲۳ سال پہلے کا حوالہ دیا ہے۔ کہ جب بارش کی طرح وحی الٰہی سے آپ کو اپنی نبوت کی نسبت

صراحت ہو گئی۔ تو آپ اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ اس سے پہلے کے جن الہامات
میں مجھے نبی اور رسول کہا گیا ہے۔ وہ بھی قابل تاویل نہ تھے۔ بلکہ
اُن سے بھی یہی مراد تھی۔ کہ آپ فی الواقع امتی نبی ہیں۔ نہ کہ
محض محدث مگر مصلحت الٰہی کے ماتحت آپ پر یہ انکشاف نہ ہوا
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عقیدہ نبوت میں تبدیلی کو ای
جگہ حقیقۃ الوحی میں عقیدہ مسیح موعود کی تبدیلی کی طرح قرار دیا ہے
کہ۔ "براہین احمدیہ" میں آپ کو مسیح موعود قرار دیا گیا تھا۔ مگر
آپ نے اُس وحی کی تاویل کی۔ کیونکہ آپ اس رسمی عقیدہ پر قائم
تھے۔ کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ "اعجاز احمدی" ص۷ پر آپ
فرماتے ہیں۔

"پھر میں قریباً" بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے۔
بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے بڑی شد و مد سے
براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود قرار دیا ہے۔ اور میں حضرت
عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس
گذر گئے۔ تب وہ وقت آگیا۔ کہ میرے پر اصل حقیقت کھول
دی جائے۔ تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع
ہوئے۔ کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گو اپنے تئیں مسیح موعود ۱۲ سال بعد
پیش کیا ہے۔ مگر اس انکشاف پر آپ نے یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ کہ
آپ براہین احمدیہ کے الہامات کے مطابق اسی زمانہ سے مسیح موعود
ہیں۔ جب یہ الہامات ہوئے۔ اسی طرح اوائل میں رسمی تعریف نبوت کو درست

ماننے کی وجہ سے پہلے زمانہ میں ایک وقت تک آپ اپنی نبوت کی تاویل محدثیت کرتے
رہے۔ لیکن سنہ ۱۹۰۱ء کے قریب بارش کی طرح وحی الٰہی سے صریح طور پر نبی کا خطاب پایا جانے
کے انکشاف پر آپ نے اپنی نبوت کی یہ تاویل چھوڑ دی۔ کہ آپ محض محدث ہیں اور ان الہامات
کے زمانہ سے ہی اپنے تئیں نبی قرار دیا چونکہ حقیقۃ الوحی کے زمانہ میں اس پر ۲۳ سال گذر
چکے تھے۔ اس لئے اس جگہ تبدیلی عقیدہ کا ذکر کرکے تیئس سال پہلے کے الہامات کا حوالہ
دیا۔ عقیدہ میں تبدیلی تو آپ سنہ ۱۹۰۱ء کے قریب کر چکے تھے۔ مصنف قول سدید لکھتا ہے

"آپ کے (مسیح موعود) بعض اقوال کو غلط ہی قرار دینا ہے۔ تو پھر
بجائے پہلے تئیس سالہ اقوال کو غلطی پر مبنی کہنے کے پچھلے چھ سالہ اقوال کو غلطی پر مبنی
کیوں نہ قرار دیا جائے۔" قول سدید ص۲۲۳

یہ ہے مصنف قول سدید کی نئی منطق جس پر اسے ناز ہے۔ ہم تو سمجھتے تھے
مدعی کے آخری اقوال حجت ہوتے ہیں۔ جب وہ اپنے عقیدہ میں خود تبدیلی کا
اعتراف کر چکا ہو۔ تو پھر پچھلے اقوال کو غلط قرار دینے کا مشورہ غیر مبائع ذہنیت
کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے۔ اس وقت کو سامنے رکھ کر مصنف قول سدید دعویٰ مسیح موعود
کے متعلق پچھلے اقوال کو کسی وقت رد کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اور
حیات مسیح کا قائل ہو کر مسیح کے اصالتاً "نزول" کا منتظر ہو جائے۔

غیر مبائعین کا ایک اور عذر "وجہ فضیلت کارنامے ہیں"

ایک عذر اس بحث میں یہ کیا جاتا ہے۔ کہ حقیقۃ الوحی ص۱۵۵ میں حضرت مسیح موعود
علیہ السلام نے لکھا ہے۔

"کہ خدا نے اور رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس
کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے۔"

عذر کا جواب

مولوی محمد علی صاحب اس عبارت کی بنا پر کہ اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہونے سے مراد صرف کارناموں میں بڑھ کر ہونا لیتے ہیں۔ ان کی یہ بات تو درست ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے کارناموں کی وجہ سے ہی افضل ہیں۔ مگر یہ کارنامے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہونے کی وجہ مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے ساتھ جمع ہو کر بنتے ہیں۔ نبوت کے بغیر کارناموں کو اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہونے کی وجہ نہیں قرار نہیں جا سکتا۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس عبارت سے آگے فرماتے ہیں۔

"پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔ عزیزو جب میں نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ تو اس صورت میں جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے۔ اس کو نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہیئے۔ کہ آنے والا مسیح کچھ چیز ہی نہیں نہ نبی کہلا سکتا ہے۔ نہ حکم جو کچھ ہے پہلا ہے۔ خدا نے اپنے وعدہ کے موافق مجھے بھیج دیا۔ اب خدا سے لڑو۔ ہاں میں صرف نبی نہیں۔ بلکہ ایک پہلو سے نبی ہوں۔ اور ایک پہلو سے امتی بھی تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان ثابت ہو۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۵۵)

اس عبارت سے ظاہر ہے۔ کہ نبوت کے ساتھ کارنامے جمع ہو کر حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام سے بڑھ کر ہونے کی وجہ ہیں اور ان دونوں کی مجموعی شان آپ کو اپنی تمام شان میں مسیح ابن مریم علیہ السلام سے افضل ٹھہراتی ہے پس اپنی تمام شان سے مراد مجموعی شان ہے نہ کہ محض کارنامے اس ساری عبارت سے مراد یہ ہے کہ گو وہ نبوت مطلقہ رکھتے ہوئے کارناموں میں آپ مسیح ابن مریم ؑ سے اپنی تمام شان میں افضل ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں جو

شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے۔ اس کو نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہیئے کہ مسیح محمدی نہ نبی کہلا سکتا ہے۔ نہ حکم۔ پس مسیح محمدی کی نبوت کا اگر مسیح ابن مریم علیہ السلام سے افضل ہونے میں دخل نہ ہو تو پھر اس عبارت کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کو افضل ماننا پڑیگا۔ پس اپنی تمام شان میں افضل ہونے کا عقیدہ مسیح موعود کی نبوت کو مستلزم ہے۔ اور مسیح موعود کی نبوت کا ایک روشن ثبوت ہے۔ ثبوت

. . . . پس مسیح موعود کی نبوت کے لازم چال ہو کر کارنامے افضل ہونے کی وجہ ہیں۔ نہ کہ نبوت کے بغیر۔ پس مسیح موعود واقعی نبی اللہ ثابت ہوئے نہ کہ غیر نبی

مولوی محمد علی صاحب کا ایک اور عذر لنگ

مولوی محمد علی صاحب یہ دکھانے کے لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب دعویٰ مسیحیت پر اپنی نسبت مسیح موعود سمجھنے لگ گئے تھے۔ اس وقت آپ نے جزئی فضیلت کے عقیدہ میں جو غیر نبی پر ہو سکتی ہے۔ تبدیلی کر لی۔ ذیل کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ ؎

(۱) اینک منم کہ حسب بشارات آمدم ٭ عیسیٰ کجا است تا بنہد پا بمنبرم

(۲) چوں کافراز ستم بپرستد مسیح را ٭ غیوری خدا بہ ستش کرد ہمسرم

(۳) پھر سراج منیر ص ۴ میں ہے۔

"یہ سچ ہے۔ کہ میں خدا کا فضل اپنے پر مسیح سے کم نہیں دیکھتا۔"

پھر سراج منیر ص ۴ پر لکھتے ہیں۔ "اس کو کیا کہو گے۔ جو کہ کیا ھو افضل من بعض الانبیاء"

بے شک اس قسم کی عبارات دعویٰ مسیحیت کے بعد موجود ہیں۔ مگر تریاق القلوب ص [illegible] میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف لکھا ہے

"کہ اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گزرے کہ میں نے اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے۔ کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے۔ جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے"

پس تریاق القلوب کی اس تحریر تک جہاں حضور نے مسیح ابن مریم سے امتی کا ذکر فرمایا ہے۔ وہاں صرف جزئی فضیلت ہی مراد ہے۔ جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے ممبر پر اس لئے قدم نہیں رکھ سکتے تھے کہ بشارت میں مسیح موعود کو امامکم منکم کہہ کر امتی قرار دیا گیا تھا اور مسیح ابن مریمؑ امتی نہ تھے۔ ہمسر ہونے سے مراد یہ تھی۔ کہ مجھے مسیح موعود بنایا گیا ہے۔ اور ھذا افضل من بعض انبیاء سے مراد جزئی فضیلت تھی۔ جو غیر نبی نبی پر ہو سکتی ہے۔ لیکن حقیقۃ الوحی میں آپ نے فرما دیا ہے۔ کہ جزئی فضیلت والا عقیدہ چونکہ آپ نے تبدیل فرما لیا تھا۔ اس لئے آپ نے دافع البلاء اور ریویو جلد اول ص۲۵۷ میں یہ دعویٰ کیا کہ

"خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے"

اس عقیدہ کو جزئی فضیلت کے بالمقابل حقیقۃ الوحی میں نیا عقیدہ قرار دیا ہے اور آپ یہ عقیدہ اختیار نہیں کر سکتے تھے۔ جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نبوت میں اپنی نسبت نہ سمجھ لیتے۔ یعنی اپنے تئیں پورا نبی نہ سمجھ لیتے۔ چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں کہ جزئی فضیلت والا عقیدہ آپ نے اس انکشاف پر اختیار کیا ہے۔ کہ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا ہے۔

ایک فیصلہ کن حوالہ

اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی مسئلہ فضیلت بر مسیح کی حقیقت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"خلاصہ کلام یہ کہ چونکہ میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں۔ جو انسانیت کے تمام

کمالات کا جامع تھا۔ اور اس کی شریعت اتم اور اکمل تھی۔ اور تمام دنیا کی اصلاح کے لئے تھی۔ اس لئے مجھے وہ قوتیں عنایت کی گئیں۔ جو تمام دنیا کی اصلاح کیلئے ضروری تھیں۔ تو پھر اس امر میں کیا شک ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں۔ کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے۔ اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے۔ جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی ہے۔ وھذا تحدیث نعمۃ اللہ ولا فخر۔ جیسا کہ ظاہر ہے۔ کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ آتے تو اس کام کو انجام نہ دے سکتے اور اگر قرآن شریف کی جگہ توریت نازل ہوتی۔ تو اس کام کو ہرگز انجام نہ دے سکتی۔ جو قرآن شریف نے دیا ہے۔ انسانی مراتب پردۂ غیب میں ہیں اس بات میں بگڑنا اور منہ بنانا اچھا نہیں۔ کیا جس قادر مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا۔ وہ ایسا ہی ایک اور انسان یا اس سے بہتر پیدا نہیں کر سکتا۔ اگر قرآن شریف کی کسی آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ تو وہ پیش کرنی چاہئے سخت مردود وہ شخص ہوگا جو قرآنی آیت سے انکار کرے۔ ورنہ میں اس پاک وحی کے مخالف کیونکر خلاف واقعہ کر سکتا ہوں۔ جو قریباً تئیس برس سے مجھ کو تسلی دے رہی ہے۔ اور ہزارہا خدا کی گواہیاں اور فوق العادت نشان اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص۱۵۵)

اس عبارت میں بھی زیر بحث امر اپنی مسیح ابن مریم علیہ السلام سے فضیلت ہے۔ ان لوگوں سے جو پہلے مسیح کو افضل سمجھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سوال کرتے ہیں "کیا جس قادر مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا۔ وہ ایسا ہی ایک اور انسان۔ یا اس سے بہتر پیدا نہیں کر سکتا۔ آپ قرآن شریف کی

وہ آیت طلب فرماتے ہیں۔ جس سے یہ امر ثابت ہوتا ہو۔ اس سوال کی ضرورت اسلئے پیش آئی۔ مسیح موعود علیہ السلام کا یہ دعویٰ تھا۔ کہ آپ اپنی تمام شان میں حضرت مسیح ابن مریمؑ سے بہت بڑھ کر ہیں۔ اور اگر کوئی آیت قرآنیہ سے یہ ثابت کر دے کہ اب خدا تعالیٰ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام جیسا اور ان سے بہتر انسان پیدا نہیں کر سکتا۔ تو آپ پہلے مسیح کو افضل مان لیں گے۔

یہ سوال آپ نے اس وثوق سے پیش کیا ہے۔ کہ قرآن شریف میں آپ کے نزدیک کوئی ایسی آیت موجود نہیں۔ اس لئے آپ کا اپنے اس الہامی دعویٰ پر قائم رہنے کا حق ہے۔ کہ آپ مسیح ابن مریم سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہیں۔

اب اس مطالبہ کے بالمقابل اگر کوئی غیر احمدی آیت خاتم النبیین پیش کر کے یہ کہے کہ اب خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسیح سے بہتر تو کجا مسیح جیسا انسان بھی پیدا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے رو سے آخری نبی ہیں۔ تو غیر مبائعین کے آج کل کے نقطہ نگاہ کے لحاظ سے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مطالبہ پورا ہو جائے گا۔ کیونکہ غیر مبائعین بھی خاتم النبیین کے معنی صرف آخری نبی قرار دیتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے مدعی کو کذاب جانتے ہیں۔ خواہ وہ امت محمدیہ کے اندر سے ہو کر نبوت کا دعویٰ کرے اور یہ بھی اعلان کرے۔ کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ کے افاضہ روحانیہ کے واسطہ سے نبوت حاصل کی ہے۔ پس غیر مبائعین کے نقطہ نگاہ کے لحاظ سے تو حضرت مسیح موعود کو یہ کہنے کا حق نہیں رہتا۔ کہ قادر مطلق خدا اب مسیح جیسا یا اس سے بہتر انسان پیدا کر سکتا ہے۔ اور نیز آپ کو اس آیت کے پیش ہونے پر یہ حق نہیں رہتا کہ اپنے تئیں مسیح ابن مریم علیہ السلام سے افضل قرار دیں۔

صرف ہمارا نقطہ نگاہ ہی ایسا ہے۔ جس کے رو سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ قادر مطلق

خدا اب بھی مسیح جیسا یا اس سے بہتر انسان پیدا کر سکتا ہے کیونکہ ہمارے نزدیک خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی پیروی اور آپ کے افاضہ روحانیہ کے واسطہ کے بغیر کوئی شخص نبوت نہیں پا سکتا یہ صرف آپ کا امتی ہی ہے۔ جو آپ کے واسطے سے نبی بن سکتا ہے۔

پس نبوت کے بغیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت مسیح ابن مریم سے اپنی تمام شان میں افضل تو کجا انکے مساوی ہونے کا دعویٰ بھی نہیں کر سکتے پس افضل ہونے کا دعویٰ نبوت مستلزم ہے۔ نبوت کے بغیر ایسا دعویٰ ایک اور پادر ہوا۔ اور بے ثبوت بات ہے۔

مولوی محمد علی صاحب بھی کسی وقت ہمارے اسی نقطہ نگاہ کے قائل تھے جیسا کہ میں ان کی عبارتوں سے اس سے پہلے دیکھ چکا ہوں۔ کہ وہ خاتم النبیین کے سچے معنی یہ قرار دیتے تھے تاکہ نبوت بدون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ کے مل نہیں سکتی۔ اور امت محمدیہ کے اندر نبی پیدا ہونے اور صدیق شہید صالح کا مرتبہ مل سکنے کے وہ قائل تھے۔ اور اپنے تئیں اس بات پر قائم قرار دیتے تھے مگر افسوس کہ وہ ان عقائد پر قائم نہ رہ سکے۔ بلکہ اپنی لیڈر شپ سے اپنے خیالات کے حامیوں کو اس مصیبت میں ڈال گئے ہیں۔ کہ ان کے موجودہ نقطہ نگاہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حضرت مسیح ابن مریمؑ پر فضیلت کا دعویٰ بے دلیل اور خلاف قرآن کریم قرار دینا پڑتا ہے۔ غیر مبائعین ٹھنڈے دل سے ہمارے نقطہ نگاہ کو سمجھنے کی کوشش کریں تا انہیں معلوم ہو جائے۔ کہ اسی نقطہ نگاہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ دعویٰ سچا ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مسیح جیسا۔ بلکہ اسی سے بہتر انسان پیدا کر سکتا ہے۔ اور یہ دعویٰ بھی سچا ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

سے اپنی تمام شان میں افضل ہیں۔ یہ نقطۂ نگاہ ماننے کے ساتھ ہی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور افاضۂ روحانیہ کی شان بھی یوں
دوبالا دکھائی دینے لگ جاتی ہے۔ کہ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم اس
شان کے نبی ہیں۔ کہ آپ کی پیروی کے واسطے اور روحانی فیضان کے طفیل صرف
نبوت ہی نہیں مل سکتی۔ بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام سے جو براہ راست نبی تھے
بہتر انسان بھی خدا تعالیٰ اُمتِ محمدیہ کے اندر ظاہر کرنے پر قادر ہے۔ اور
قوت قدسیہ اور کسی نبی میں پائی نہیں جاتی اسی قوت قدسیہ کی وجہ سے صرف آپ
کو تمام انبیا میں سے خاتم النبین کا نام دیا گیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ غیر مبائعین کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں نبوت کی
شان حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی شانِ نبوت سے مساوی درجہ کی ماننے
بغیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی تمام شان میں حضرت مسیح ابن مریم
علیہ السلام سے بہت بڑھ کر قرار دینے کا کوئی حق نہیں رہتا۔ اور یہ ذریعہ حصول
نبوت کا فرق کہ حضرت مسیح ابن مریم براہ راست نبی تھے۔ اور مسیح موعود
آنحضرت کی پیروی اور افاضۂ روحانیہ کے طفیل نبی ہیں نفس نبوت میں دونوں
کے درجہ نبوت یا شان نبوت میں مساوی ہونے میں مانع نہیں۔ اور اس
عقیدہ کا یہ لازمی نتیجہ ہے۔ کہ نبوت کی تعریف میں نبی کے لئے غیر امتی ہونے
کی شرط لگانا درست نہیں۔ یہ شرط تعریف نبوت میں صرف انبیائے
سابقین کے تمام افراد کی براہ راست نبوت پر قیاس کر کے لگائی گئی تھی مگر
امت محمدیہ کے اندر مسیح موعود کے ظاہر ہو جانے اور اس پر اپنے صریح
طور پر نبی کا خطاب پانے کے انکشاف ہو جانے کے بعد نبی کا ایک ایسا فرد
پایا گیا۔ جس نے اس استقرائی قیاس کو ناقص ثابت کر دیا۔ اس لئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تعریف نبوت میں سے غیر امتی ہونے
کی شرط حذف کرنا پڑی۔ کیونکہ پہلی تعریف کے رُو سے نہ آپ نبی قرار
دیئے جا سکتے تھے۔ نہ مسیح ابن مریم علیہ السلام سے اپنی تمام شان میں
بہت بڑھ کر ہونے کا عقیدہ رکھ سکتے تھے آپ کی نبوت کو محدثیت تک محدود
قرار دے کر حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام سے اپنی تمام شان میں
بڑھ کر ہونے کا عقیدہ رکھا ہی نہیں جا سکتا۔ کیونکہ محدث میں شانِ
نبوت ناقص طور پر پائی جاتی ہے۔ اور ناقص شان نبوت رکھنے
والے انسان کو ایک کامل شان نبوت رکھنے والے نبی سے اپنی تمام
شان میں بہت بڑھ کر ہونے کا دعویٰ زیب نہیں دیتا۔ مسیح موعود
کے کی پوری شان نبوت نہ رکھنے پر کوئی دانشمند آپ کے اس دعویٰ
کو معقول قرار نہیں دے سکتا۔ غیر مبائعین کو سوچ لینا چاہیئے کہ دنیا میں
صرف اندھے مقلد ہی نہیں بستے بلکہ ایسے دانشمند بھی موجود ہیں جو صرف
معقول بات کو ہی تسلیم کرنے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔

مسیح موعود پر لاعلمی کے الزام کے حقیقت

غیر مبائعین کو اعتراض ہے۔ کہ اگر تعریف نبوت میں تبدیلی مان لی جائے
تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر لاعلمی کا الزام قائم ہوتا ہے۔ کہ
پہلے تو آپ محدث کی تعریف سے واقف تھے۔ نہ نبی کی تعریف سے مصنف
قول سدید نے تبدیلی عقیدہ کو مفروضہ قرار دے کر اس الزام کو اپنی کتاب
میں بار بار پیش کیا ہے۔ حالانکہ تبدیلی عقیدہ واقعاتی امر ہے۔ جو حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے اعتراف سے ثابت ہے۔

نبوت ورسالت کی تعریف میں علماء کا اختلاف

الجواب: نبوت اور رسالت کی تعریفوں کے متعلق تو پہلے سے محققین علماء کے درمیان اختلاف چلا آتا ہے۔ چنانچہ عقائد کی کتابیں نبراس اور شرح مقاصد اس امر پر شاھد ہیں۔ کہ نبی عام ہے۔ اور رسول خاص۔ ایسے لوگوں کے نزدیک رسول کے لیے نئی شریعت لانا ضروری ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ فان بعضهم يشترط في الرسول شرع جديد (نبراس صـ ۲۷۴) کہ بعض کے نزدیک رسول کے لیے شرع جدید کا لانا شرط ہے۔ شرح مقاصد جلد اول صـ ۱۲۸ میں رسول کی تعریف میں لکھا ہے هو من له كتاب او نسخ لبعض احكام الشريعة کہ رسول وہ ہے۔ جس کے پاس کوئی کتاب ہو یا وہ شریعت سابقہ کے بعض احکام کو منسوخ کرے۔

بعض علماء اس خیال کے مؤید رہے ہیں۔ ان الرسول لا يجب ان يكون صاحب شريعة جديدة فان اولاد ابراهيم كانوا على شريعته۔
(تفسیر روح المعانی جلد ۵ صـ ۹۸)

کہ رسول کے لیے صاحب شریعت جدیدہ ہونا ضروری نہیں کیونکہ اولاد ابراہیم اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ہی شریعت پر تھی۔

ان بیانات سے ظاہر ہے۔ کہ نبوت و رسالت کی تعریف اور ان میں باہمی نسبت کا مسئلہ محققین امت میں پہلے بھی مختلف فیہ رہا ہے۔ محدثیت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"وہ بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔ اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے تئیں باآواز بلند ظاہر کرے"
(توضیح مرام صـ ۱۹)

۔۔ نکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حدیث نبوی میں محدث قرار دیئے گئے ہیں۔ لیکن انہوں نے ماموریت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور نہ انبیاء کی طرح بلند آواز سے دنیا کے سامنے اپنے محدث ہونے کا دعویٰ پیش کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام چونکہ اپنے تئیں مامور پاتے تھے۔ اور اپنے آپ کو محدث بھی سمجھتے تھے۔ اس لئے آپ نے اپنی حالت پر قیاس کرتے ہوئے محدث کے لیے انبیاء کی طرح مامور ہونا ضروری قرار دیدیا۔ ورنہ یہ تو غیر مبائعین بھی نہیں مانتے۔ کہ ہر محدث کا مامور ہونا ضروری ہے۔ پس محدث کے لیے ماموریت کی شرط صرف اپنی حالت پر قیاس تھا۔ اور یہی اجتہادی غلطی تھی۔ جو محدث کی تعریف میں ہوئی۔ کیونکہ حضرت عمرؓ محدث تو تھے۔ مگر ماموریت کے مدعی نہ تھے۔ باقی محدث اور نبی میں ذیل کا فرق درست ہے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے۔

محدّث اور نبی میں فرق

اس بات کا کہنا جائز ہے۔ کہ نبی علی وجہ الکمال محدث ہے کیونکہ وہ علی وجہ الاتم تمام کمالات کا جامع ہوتا ہے۔ اور اسی طرح جائز ہے۔ کہ ہم کہیں محدث استعداد باطنی کی وجہ سے نبی ہے۔ کیونکہ محدث بالقوہ نبی ہے۔ اور کمالات نبوت سب محدثیت میں مخفی اور مقیم ہوئے ہیں۔
(حمامۃ البشریٰ صـ ۸۱)

پھر فرماتے ہیں۔

"محدث کے نفس میں کمالات نبوت جمع ہوتے ہیں۔ اور سوائے فرق ظاہر اور باطن اور قوت وفعل کے اور کوئی فرق نہیں ــــ محدثیت اور نبوت میں فرق کرنا بڑا مشکل ہے۔ حق بات یہ ہے۔ کہ ان کے درمیان قوت وفعل کا فرق ہے۔"
(حمامۃ البشریٰ صـ ۸۲)

چونکہ محدث جو نبی ہوتا ہے۔ بنی بالفعل سے آپ کے نزدیک
شدید مشابہت رکھتا ہے۔ اس لئے ان دونوں میں فرق مشکل ہے۔
سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان ۱۹۰۱ء سے پہلے نبی اور رسول کے الہامات
یہ توجیہ فرمالیا کرتے تھے کہ آپ محدث ہیں بالقوہ نبی ہیں۔ نہ کہ بالفعل
نبی لیکن سنہ ۱۹۰۱ء میں جب آپ کو اپنی نبوت کے متعلق یہ انکشاف ہو گیا
آپ کو صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰)
تو یہ آپ نے نبی اور رسول کے الہامات کی یہ تاویل ترک فرما دی۔ کیونکہ صراحت
تاویل کی ضد ہے۔ اور صاف طور پر حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ پر لکھا۔
مجھ سے پہلے جس قدر اولیاء ابدال اور اقطاب اس امت میں گذر
چکے ہیں۔ ان میں سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں
دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت اور
امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔
نیز فرماتے ہیں۔
اس امت میں ہزارہا اولیاء ہوئے۔ اور ایک وہ بھی ہوا۔ جو امتی
بھی ہے۔ اور نبی بھی۔ دیکھئے کس صراحت سے نبی کا لفظ استعمال کرنا شروع کر
دیا ہے۔ اور تمام اولیائے امت کے نبی ہونے سے انکار کر دیا ہے۔
سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ محدث کے لئے نبی کے لفظ کا اطلاق اس کی استعدادت
باطنیہ کے لحاظ سے جائز سمجھتے ہیں۔ اور اپنے تئیں محدث کہتے ہیں۔ مگر سنہ ۱۹۰۱ء
کے بعد اس نام کا مستحق تیرہ سو سال میں صرف اپنے تئیں ہی قرار دیتے ہیں۔ کیا
ان حوالہ جات سے ظاہر نہیں کہ آپ اس وقت اپنا مقام محدث یعنی نبی
بالقوہ سے بالا سمجھ رہے ہیں۔ اور اس جگہ آپ کی مراد صرف یہ ہے۔ کہ

آپ پر صرف استعدادات باطنی کے لحاظ سے محدثین کی طرح نبی کا اطلاق
جائز نہیں۔ بلکہ بالقوہ نبی ہونے کے ساتھ آپ بالفعل نبی بھی ہیں۔ کیونکہ
نبی کے نام کا مستحق ہونے کے لئے کثرت امور غیبیہ کی جس حد تک ضروری ہے
اتنی نعمت تیرہ سو سال میں کسی کو نہیں ملی۔ پس آپ کو مکالمہ مخاطبہ کی اس
کثرت کی وجہ سے اب بالفعل نبی کہلانے کا استحقاق حاصل تھا۔ کسی
دوسرے کو حاصل نہیں۔ محدثین صرف بالقوہ نبی کہلا سکتے ہیں۔ بالفعل
نہیں کہلا سکتے۔ اسی وجہ سے ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی کا نام نہیں دیا
گیا۔ اگر حضور اپنے تئیں بالفعل نبی کہلانے کا مستحق نہ سمجھ چکے ہوتے تو
پھر اسوقت یہ کیوں اعلان فرماتے کہ
"خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا۔ جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام
شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ (ریویو جلد اول ص ۲۵۷)
ایک محدث یعنی بالقوہ نبی ایک بالفعل نبی کے مقابلہ میں کس طرح اپنی تمام
شان میں بہت بڑھ کر ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔
پس جب تک نبوت بالفعل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت
مسیح ابن مریم علیہ السلام سے اپنی مساوات نہ سمجھتے اور اپنے تئیں واقعی نبی یقین نہ کر لیتے
آپ اپنی تمام شان میں حضرت مسیح ابن مریم سے بہت بڑھ کر ہونے کا دعویٰ
نہیں کر سکتے تھے۔

پھر حضور فرماتے ہیں۔
کیا شک ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے
دی گئیں۔ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے۔ اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی فطرت
کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے۔ جو خدا کی عنایت سے مجھے انجام دینے کی

قوت دی ہے۔ وھذا التحدیث لنعمۃ اللہ ولا فخر

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فطری قوتوں اور نبوت بالقوہ کا جب قوہ سے فعل کی طرف ان کاموں کی وجہ سے خروج ہو گیا۔ اور آپ اپنے نشانات اور کارناموں میں مسیح ابن مریم علیہ السلام سے بہت بڑھ گئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی آپ پر صریح طور پر نبی کا خطاب دیا جانے کا انکشاف ہو گیا۔ اور آپ نے اپنی نبوت کی یہ تاویل چھوڑ دی۔ کہ آپ محض ایک محدث ہیں۔ اور تعریف نبوت میں سے بھی یہ شرط حذف کر دی کہ اس کے لئے غیر امتی یا مستقل ہونا ضروری ہے۔ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تعریف نبوت صرف استقرائی تھی۔ کیونکہ یہ انبیائے سابقین کے افراد کو مدنظر رکھ کر قیاس کی گئی تھی۔ اور استقراء تام بھی ہوتا ہے۔ اور ناقص بھی۔ لیکن کسی منطقی سے پوچھ دیکھو وہ آپ کو بتائیگا۔ استقراء کے ساتھ ناقص ہونے کا احتمال ہمیشہ لگا رہتا ہے۔ اسلئے محققین استقراء کو مفید ظن تصور کرتے ہیں۔ نہ مفید یقین۔ لیکن چونکہ دنیا میں جو ترقیات ہوتی ہیں۔ ان کی بنیاد بھی ہمیشہ استقرائی مسائل رہے ہیں۔ اس لئے استقراء کی اہمیت کوئی عالم نظر انداز بھی نہیں کر سکتا۔ گو بڑے سے بڑے عالموں کے استقراء میں بھی ناقص ہونے کا احتمال لگا رہتا ہے۔ لہذا پہلی تعریف نبوت جو ناقص استقراء پر مبنی تھی۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس بات کے انکشاف پر کہ ایک امتی کو اسکی طرف سے صریح طور پر نبی کا خطاب مل سکتا ہے۔ درست نہ رہی۔ خدا تعالیٰ نے اس استقراء کو ناقص ثابت کر دیا۔ اس لئے اب اس استقرائی تعریف سے یہ شرط کہ اس کا غیر امتی ہونا ضروری ہے۔ حذف کرنا پڑی۔ پس اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر لاعلمی کا ہرگز کوئی الزام عائد نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس زمانہ میں یہ علم کسی کو بھی حاصل نہ تھا۔ کہ نبوت کی ایک قسم ایسی بھی ہے۔ جو امتی

کو حاصل ہوتی ہے۔ اور جس کے حاصل کر لینے پر وہ نفس نبوت میں ایک مستقل نبی کے برابر ہو جاتا ہے۔ پس تعریف نبوت کے بارہ میں جس قدر علم آپ کو پہلے حاصل تھا۔ آپکے زمانہ کے علماء کا علم اس سے زیادہ نہ تھا۔ ہاں جب آپ پر پہلے سے زیادہ علم کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے انکشاف ہو گیا۔ تو آپ نے اس کا اظہار فرما دیا۔ اس اظہار میں پہلی ناواقفی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان کو کوئی دھبہ نہیں لگاتی۔ کیونکہ مامورین بلائے نہیں بولتے۔ اور بن سکھائے کسی بلند شان کے اظہار کی جرأت نہیں کرتے۔

حضرت مسیح موعود کے علم میں اضافہ غیر مبائعین بھی مسئلہ فضیلت میں تو بہر حال مانتے ہیں۔ کیونکہ فضیلت کے عقیدہ میں تبدیلی کے وہ قائل ہیں۔ گو اس کی کچھ توجیہہ کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارہ میں صاف فرماتے ہیں

"جب تک مجھے اس کی طرف سے علم نہ ہوا میں نے یہی کہا جو اوائل میں میں نے کہا اور جب مجھے اس کی طرف سے علم ہوا۔ تو میں نے اس کے مخالف کہا"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۵)

اسی طرح حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود کے دعویٰ کے متعلق بھی غیر مبائعین کو مسلم ہے۔ کہ بارہ سال تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہلے الہام سے جو آپ کو مسیح موعود قرار دیتا تھا۔ یہ بات نہ سمجھ سکے کہ آپ ہی مسیح موعود ہیں۔ بلکہ آپ اس وقت مسیح کی آمد ثانی کے قائل رہے۔ اور اپنے تئیں صرف مثیل مسیح قرار دیا۔ لیکن بارہ سال کے بعد متواتر وحی سے جب آپ پر انکشاف ہو گیا۔ کہ آپ ہی مسیح موعود ہیں۔ اور الہام نے بتایا کہ پہلا مسیح فوت ہو گیا ہے۔ تو آپ نے اسوقت پہلا عقیدہ تبدیل کر لیا۔ اور اپنے مسیح موعود ہونے کا صاف الفاظ میں اعلان فرمایا۔ اگر یہ اجتہادی غلطی غیر مبائعین کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی علمی شان پر کوئی دھبہ نہیں لگاتی۔ تو مصنف قول سدید کا بار بار عقیدہ نبوت میں تبدیلی پر لاعلمی کا سوال اٹھانا کس طرح درست ہے

دونوں عقیدوں کو ایک ہی منطق کے ترازو سے تولنا چاہیئے۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسیح کی آمد ثانی کے عقیدہ کو اب تکذیب قرآن مجید قرار دیتے ہیں۔ (تحفہ گولڑویہ ۳۹) لیکن ایک وقت خود بھی مسیح کی آمد ثانی کے قائل تھے۔ کیا اس وقت مکذب قرآن مجید تھے۔ بے علم تھے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ رسمی عقیدہ کی وجہ سے ایسا خیال کرنے میں معذور تھے پس آپ پر لاعلمی کا اعتراض محض نادانی ہے۔ کیا مسیح موعود کے اپنے الہام کو بارہ سال تک نہ سمجھنے اور مخالف علماء کے سمجھ جانے سے قول سدید کا مصنف یہ کہنے کے لئے تیار ہے۔ کہ

"آپ کے مخالفین یعنی مکفر علماء کا فہم و فراست خدا کی وحی اور الہامات کا مفہوم سمجھنے میں آپ کے فہم و فراست سے بہتر ثابت ہوا"

(قول سدید صـ ۳۹)

مصنف قول سدید کو ہماری تحقیق پر زبان طعن دراز کرنے کے لئے ذرا سوچنا چاہیئے تھا کہ اس کا یہی اعتراض خود اس کے اپنے مسلمات پر تو نہیں پڑتا ہے۔ مگر بغض بھی انسان کو روحانی بصیرت سے محروم کر دیتا ہے۔ فانھا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور۔ اللہ تعالیٰ مصنف قول سدید کو ہدایت دے۔ اور اس کی آنکھیں کھولے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پر مکفرین کے قول کی نقل کا الزام اور اس کی تردید

ایک اعتراض غیر مبائعین کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے مسلک پر یہ کیا جاتا ہے کہ اس مسلک کو ماننے سے علمائے مکفرین اور حضرت خلیفۃ المسیح کے اقوال میں تشابہ پایا جاتا ہے۔ علمائے مکفرین نے جب مسیح موعود علیہ السلام پر فتویٰ کفر لگایا۔ تو یہ الزام دیا

کہ آپ مدعی نبوت ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اس الزام کو جھوٹا قرار دیا بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس وقت بھی آپ واقعی نبی تھے۔ جب اپنی نبوت کو محدثیت کے رنگ میں پیش کر رہے ہیں۔

چنانچہ مصنف قول سدید فتویٰ کفر کی یہ عبارت یوں نقل کرتا ہے۔

"اگرچہ قادیانی نے یہ بات کہہ دی ہے۔ کہ جس نبوت کا اس کو دعویٰ ہے اس کا دوسرا نام محدثیت ہے اور اس محدثیت کے معنی سے نبوت کا وہ مدعی ہے۔ مگر ساتھ اس کے محدثیت کے معنی ایسے بیان کئے ہیں۔ اور اس کی حقیقت کی ایسی تشریح کر دی ہے۔ کہ اس سے بجز نبوت اور کچھ مراد نہیں ہو سکتا۔ اس کی عبارت توضیح مرام میں صاف تصریح ہے جو بصفحہ ۱۸ منقول ہے۔ جس سے صاف اور قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ کے نزدیک محدث کے وہی معنی اور حقیقت ہے۔ جو نبی کے معنی اور حقیقت ہے ـــــ اس سے یقینی نتیجہ نکلتا ہے کہ آپ نے صرف لفظی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور اس میں صرف لفظی غلطی کا ارتکاب نہیں کیا۔ بلکہ آپ نبوت کو اپنی ذات شریف میں متحقق سمجھتے ہیں۔ اور حقیقتاً و معناً نبی ہیں علمائے مکفرین کا استدلال یہ ہے۔ گو اپنے دعویٰ کو محدثیت کا دعویٰ کہتے ہیں۔ مگر محدثیت کی تعریف اور حقیقت ایسی بیان کرتے ہیں۔ جس سے برائے نبوت کے کچھ مراد نہیں ہو سکتا۔ اس لئے حقیقتاً و معناً "نبوت کے مدعی ہیں۔"

(قول سدید صـ ۴۷، ۴۸)

"خلاصۃ المقال یہ ہے۔ کہ فتویٰ کفر کے استدلال کو الٹا کر میاں صاحب مکرم بطور عقلمندانہ خیال کے اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ میں پیش کر دیتے ہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ میاں صاحب کا یہ عقلمندانہ خیال من وعن مکفرین کے قول کی نقل ہے۔ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں سوائے اس کے کہ ایک ۱۸۹۱ء میں فتویٰ کفر میں کہا گیا اور دوسرا ۱۹۱۵ء میں حقیقۃ النبوۃ میں پیش کیا گیا۔ ایک گروہ کے نزدیک اس افسانہ کا سبب خوف اہل اسلام ہے۔ اور دوسرے کے نزدیک بے علمی اس کا باعث ہے۔"

(قول سدید صـ ۴۹)

"میاں صاحب ۱۹۱۵ء میں فرماتے ہیں۔
"جس تعریف کو آپ محدثیت کی تعریف خیال کرتے تھے۔ وہ درحقیقت نبوت کی تعریف تھی"
جو کیفیت اپنے دعویٰ کی آپ شروع دعویٰ سے بیان کرتے چلے آئے ہیں۔ وہ کیفیت نبوت ہے نہ کیفیت محدثیت ہے۔۔ اس لیے میاں صاحب کا فرمانا ہے۔ کہ آپ کا دعویٰ دراصل شروع سے نبوت کا تھا۔ مکفر علماء نے ۱۸۹۱ء میں کہا کہ مرزا صاحب نے محدثیت کے معنے ایسے بیان کیے ہیں اور اسی کی حقیقت کی ایسی تشریح کر رہی ہے کہ اس سے بجز نبوت اور کچھ مراد نہیں ہو سکتا۔ آپ کے نزدیک محدث کے وہی معنے اور حقیقت ہے جو نبوت کے معنے اور حقیقت ہے۔" اسلئے انکا کہنا ہے:۔
آپ معنی نبوت کو اپنی ذات شریف میں متحقق سمجھتے ہیں۔ اور حقیقتاً و معنیً نبی ہونے کے مدعی ہیں۔ پھر مرزا صاحب کے اپنے عقیدہ کے متعلق میاں صاحب ۱۹۱۵ء میں یہی فرماتے ہیں۔ جو مکفر علما نے فتویٰ کفر میں کہا ملاحظہ ہو۔ میاں صاحب کا قول۔
"آپ ان شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے تھے۔ بلکہ محدث کی شرائط سمجھتے تھے۔ اس لئے اپنے آپ کو محدث کہتے رہے"

مکفرین کا قول

قادیانی نے یہ بات کہہ دی ہے۔ کہ جس نبوت کا اس کو دعویٰ ہے اس کا دوسرا نام محدثیت ہے۔ اور اس محدثیت کے معنی سے وہ نبوت کا وہ مدعی ہے۔ (قول سدید ص۵۵ تا ۵۷) بالآخر لکھا ہے۔ قادیانی احمدی اس کو عقلمندانہ خیال کہتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں۔ فقد ابہتان عظیم ص۵۸

اعتراض کا جواب:۔ یہ مصنف قول سدید کے اعتراض کو مزوری تفصیل سے پیش کر دیا ہے (قول سدید ص۵۸)

اب اس کا جواب ملاحظہ ہو۔
فتویٰ الکفر کی جو عبارت مصنف قول سدید نے پیش کی ہے۔ اس میں مکفر علماء حضرت مرزا صاحب کو حقیقتاً و معناً نبی توضیح مرام کی عبارت ذیل کی بنا پر قرار دیا ہے
"اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لیے محدث ہو کر آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لیے نبوت تامہ نہیں۔ مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ اور امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔

اور رسولوں اور نبیوں کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور شریعت کا مغز اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس کا انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔ اور نبوت کے بجز اس کے اور کچھ معنی نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں" (توضیح مرام ص۱۹)
اس عبارت کو پڑھ کر کیا غیر مبائعین اس بات سے انکار کر سکتے ہیں کہ حضرت اقدس نے جن امور کو محدثیت قرار دیا ہے انہی کے متعلق آگے خود لکھ دیا ہے کہ نبوت کے بجز اس کے کچھ معنی نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔ ہمیں تو اس عبارت سے صاف یہی دکھائی دیتا ہے کہ اس وقت محدث کے لئے جو امور آپ نے بیان فرمائے ہیں انہی کو اس جگہ نبوت قرار دے دیا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ نبوت مطلقہ کے یہی اجزا ہیں۔ ہاں مکفرین علماء کا یہ قول درست نہیں کہ آپ حقیقتاً و معناً نبوت کے مدعی ہیں۔ کیونکہ حقیقی نبی کے لئے آپ اس زمانہ میں غیر امتی ہونا شرط سمجھتے تھے جیسا کہ آپ کی اگست ۱۸۹۹ء کی تحریف سے ظاہر ہے جس کا پہلے ذکر آ چکا ہے پھر خود اس عبارت سے پہلے جس کی بنا پر مکفرین علماء نے آپ کو حقیقتاً اور معناً مدعی نبوت قرار دیا ہے۔ لکھا ہے "اس جگہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی ہونا چاہیئے۔ کیونکہ مسیح نبی تھا۔ تو اس سوال کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا" (توضیح مرام ص۱۹)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اس وقت آپ نبی کے لئے غیر امتی ہونا ضروری شرط سمجھتے تھے اسی لئے لکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے لئے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ اسے تمام مسلمانوں کی طرح قرآنی شریعت کا پابند (یعنی امتی نائل) بیان فرمایا ہے۔ آپ یہ تو جانتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود مسیح موعود کو نبی اللہ بھی کہا ہے۔ مگر تعریف نبوت میں غیر امتی ہونے کو ضروری شرط سمجھنے کی وجہ سے مسیح موعودؑ کے لئے حدیث میں نبی اللہ کے الفاظ کو قابل تاویل سمجھتے تھے اور اپنی نبوت کو محدثیت تک محدود قرار دیتے تھے۔ پس اس حالت میں مکفرین علماء کا آپ کو حقیقتاً اور معناً نبوت کا مدعی قرار دینے کا کوئی حق نہ تھا۔ ان کا یہ قول کذب صریح تھا اور دیانت اور تقویٰ کے خلاف تھا کیونکہ ان کا شرط نبوت کو نظر انداز کر کے آپ کو مدعی نبوت قرار دینا محض کھینچ تان تھی "تا آپ پر کفر کا فتویٰ لگا سکیں"۔

خلاصہ کلام یہ کہ محدث میں تمام ارکان یا اجزائے نبوت کے پائے جانے کا اعتراف تو بے شک توضیح مرام کی محولہ عبارت میں موجود ہے۔ مگر مسیح موعودؑ کے نزدیک غیر امتی ہونا چونکہ شرط نبوت تھی۔ اس لئے اس شرط کے عدم تحقق کے باوجود علماء مکفرین کا آپ کی طرف نبوت کا دعویٰ منسوب کرنا صریح ظلم اور صریح کذب تھا۔ اس قسم کی نبوت کا دعویٰ آپ نے شروع سے لے کر آخر تک نہیں کیا جس کے لئے یہ شرط ضروری ہو کہ وہ غیر امتی ہوتا ہے۔ مکفرین علماء کا دیانت دارانہ فرض یہ تھا کہ وہ اس شرط نبوت کے نہ پایا جانے کی وجہ سے اذا فات الشرط فات المشروط کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف حقیقتاً نبوت کا دعویٰ منسوب کرنے کی جرأت نہ کرتے۔ اور فتویٰ دینے میں تقویٰ کی شرط کو ملحوظ رکھتے۔

اجزاء اور ارکان اور شرط کا فرق یوں سمجھئے کہ ہماری نماز کے ارکان قیام رکوع۔ سجدہ و تشہد ہیں۔ یہ سب اسلامی نماز کے اجزاء یا ارکان ہیں۔ مگر نماز وضو یا اس کے خلیفہ تیمم کے بغیر متحقق نہیں ہو سکتی خواہ کوئی نماز کے سارے ارکان و شرائط بجا لائے۔ یہ مسئلہ ان مکفرین علما کو معلوم تھا۔ مگر اس کے باوجود ان کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے اس زمانہ میں حقیقتاً نبی ہونے کا دعویٰ منسوب کرنا کذب صریح تھا۔ کیونکہ گو ارکان نبوت آپ میں پائے جاتے تھے مگر نبوت کے تحقق فی الخارج کے لئے غیر امتی ہونا ضروری شرط سمجھے تھے اور یہ شرط آپ میں پائی نہیں جاتی تھی۔ پس مکفرین علما کا ایسی صورت میں یہ کہنا کہ آپ "حقیقتاً" مدعی نبوت ہیں کھلا جھوٹ ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے کہیں نہیں فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس وقت حقیقتاً نبی ہونے کے مدعی تھے۔ نہ یہ فرمایا ہے کہ آپ اپنے تئیں نبی سمجھتے تھے۔ بلکہ یہ فرمایا ہے۔ بار بار الہامات نے آپ کی توجہ کو حقیقی مفہوم کی طرف پھیرا۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"[1] آپ باوجود سب شرائط نبوت کے موجود ہونے کے اور ان کے پائے جانے کا اقرار کرنے کے اپنے آپ کو نبی نہ سمجھتے تھے مگر بار بار کے الہامات نے آخر آپ کی توجہ کو نبی کے حقیقی مفہوم کی طرف پھیرا اور آپ کے دل پر پورے طور پر امر واقع کا انکشاف ہوا"۔ لیکن علمائے مکفرین آپ کو اس وقت حقیقتاً اور معناً مدعی نبوت قرار دیتے ہیں چنانچہ علمائے مکفرین لکھتے ہیں:۔

"آپ نے صرف لفظی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور اس میں صرف لفظی غلطی کا ارتکاب نہیں فرمایا۔ بلکہ آپ معناً نبوت کو اپنی ذات شریف میں متحقق سمجھتے تھے۔ اور حقیقتاً اور معناً نبی ہونے کے مدعی ہیں"۔ (فتویٰ کفر)

(اے حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۱)

پس مصنف قول سدید یا غیر مبائعین کی علمائے مکفرین اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے اقوال میں مشابہت ثابت کرنے کی کوشش ایک بے سود کوشش ہے۔ جس طرح علمائے مکفرین نے اپنے قول میں کذب صریح سے کام لیا ہے۔ ویسے ہی غیر مبائعین اپنے الزام میں کذب صریح سے کام لے رہے ہیں۔

اب یہ بات کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "جس تعریف کو آپ محدثیت کی تعریف خیال کرتے تھے وہ درحقیقت نبوت کی تعریف تھی اور جو کیفیت اپنے دعویٰ کی شروع دعویٰ سے بیان کرتے آئے ہیں وہ کیفیت نبوت ہے نہ کیفیت محدثیت۔" (حقیقۃ النبوۃ ص۱۲۸–۱۲۹)

آپ کا یہ قول بالکل درست اور واقعات کے مطابق ہے۔ کیونکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام توضیح مرام ص۱۹ میں محدث کی تعریف بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:-

"نبوت کے بجز اس کے کچھ معنی نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں"

لہٰذا اگر علمائے مکفرین نے بھی اس عبارت سے یہ نتیجہ نکالا کہ:-

"اگرچہ قادیانی نے یہ بات کہہ دی ہے کہ جس نبوت کا اس کو دعویٰ ہے اس کا دوسرا نام محدثیت ہے۔ اور اس محدثیت کے معنی سے وہ نبوت کا مدعی ہے مگر ساتھ اس کے محدثیت کے معنی ایسے بیان کئے ہیں اور اس کی حقیقت کی ایسی تشریح کر دی ہے کہ اس سے بجز نبوت اور کچھ مراد نہیں ہو سکتا"

تو اس حد تک ان کی عبارت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توضیح مرام کی تحریر کے مطابق ہے۔ مسیح موعود علیہ السلام خود کہتے ہیں کہ نبوت کے بجز اس کے

کچھ معنی نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔ اس لئے علمائے مکفرین کے اس قول سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قول میں تشابہ پیدا ہونے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہی مضمون خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توضیح مرام کی عبارت میں موجود ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پر نہ علمائے مکفرین کے قول کی نقل کرنے کا سوال پیدا ہوتا ہے نہ فتویٰ کفر کے استدلال کو الٹانے کا۔ بلکہ جو استدلال آپ نے پیش کیا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے الفاظ اس کے متحمل ہیں مخالف کے استدلال کو الٹانے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محدث سے متعلقہ امور بیان کرنے کے بعد خود آخر میں لکھ دیا ہے کہ نبوت کے بجز اس کے کچھ معنی نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔ پس ارکان محدثیت ہی کو آپ نے ارکان نبوت قرار دیدیا ہے۔ ان میں ایک امر ماموریت بھی بیان فرمایا ہے۔ حالانکہ ہر محدث کا مامور ہونا غیر مبائعین کو بھی مسلم نہیں۔ بہرحال اس وقت ان ارکان نبوت کو آپ نے محدثیت قرار دے دیا۔ کیونکہ نبی کے لئے شرط آپ اس وقت یہ قرار دیتے ہیں کہ وہ غیر امتی ہوتا ہے یعنی براہ راست مقام نبوت حاصل کرتا ہے۔ پس علمائے مکفرین کا اس وقت اس شرط کے حضرت مسیح موعودؑ کے وجود میں نہ پایا جانے کے باوجود آپ کو حقیقتاً مدعی نبوت قرار دینا کذب صریح تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی تو صرف یہ فرماتے ہیں کہ بار بار کے الہامات نے آخر آپ کی توجہ کو نبی کے حقیقی مفہوم کی طرف پھیرا۔ پس علمائے مکفرین کا آپ کے اقوال سے کوئی تشابہ موجود نہیں اور نہ آپ کا کوئی قول علمائے مکفرین کی نقل ہے۔

مصنف قول سدید حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے قول اور علمائے مکفرین کے قول کو بالمقابل درج کرتا ہے

خلیفۃ المسیح کا قول

"آپ ان شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے بلکہ محدث کی شرائط سمجھتے تھے اس لئے اپنے آپ کو محدث کہتے رہے"

علمائے مکفرین کا قول:

"قادیانی نے یہ بات کہہ دی ہے کہ جس نبوت کا اس کو دعویٰ ہے اس کا دوسرا نام محدثیت ہے اور اس محدثیت کے معنی سے وہ نبوت کا مدعی ہے"

مصنف قول سدید ان دونوں اقوال کو درج کر کے لکھتا ہے :- "قادیانی احمدی اس کو عقلمندانہ خیال کہتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں ھذا بہتان عظیم میں حیران ہوں کہ مصنف قول سدید اس وقت کس موڈ میں تھے جب آپ نے یہ تقابل پیش کیا۔ کیونکہ جو قول حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا مصنف قول سدید نے نقل کیا ہے یہ قول تو خود اسے بھی مسلم ہے۔ کیا اس کے نزدیک یہ درست نہیں کہ جو شرائط آپ اس وقت محدث کی بیان کر رہے تھے۔ ان شرائط کو نبی کی شرائط خیال نہیں کرتے تھے اس لئے اپنے آپ کو محدث کہتے تھے۔ کیا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے قول کے برعکس غیر مبائعین یہ سمجھتے ہیں کہ آپ جو شرائط اس وقت محدث کی بیان کر رہے تھے ان کو نبی کی شرائط سمجھتے تھے۔ مجھے امید ہے کہ کوئی غیر مبائع اس امر کی تصدیق نہیں کر سکتا کیونکہ یہ بات نہ ہم مانتے ہیں نہ غیر مبائعین پس یہ قول حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا تو خود غیر مبائعین کو مسلم ہے اس پر اعتراض کیسا۔ البتہ علمائے مکفرین کا یہ کہنا کہ محدثیت کے معنی سے وہ نبوت کا مدعی ہے اگر مراد ان کی اس سے

نبوت ناقصہ کا دعویٰ ہوتا تو یہ قول غیر مبائعین کو بھی مسلم ہونا چاہیئے تھا لیکن چونکہ مراد ان کی حقیقتاً نبوت کا دعویٰ ہے لہٰذا یہ قول ان کا اس وقت البتہ بہتان عظیم ہے۔ کیونکہ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی کے لئے غیر امتی ہونا شرط سمجھتے تھے۔ اس لئے محدث میں تمام ارکان نبوت پائے جانے کے اعتراف کے باوجود اس وقت نہ آپ کی مسلّمہ تعریف نبوت کے ماتحت آنحضرت معنی نبوت قرار دیا جا سکتا تھا اور نہ سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد اس تعریف کے ماتحت نبی قرار دیا جا سکتا ہے علمائے مکفرین کی یہ بات اس لحاظ سے آپ پر واقعی افترا ہے اور ایک بہتان عظیم۔ مگر اس بہتان عظیم کے مرتکب کبھی بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نہیں ہوئے۔ بلکہ آپ تو یہ لکھتے ہیں کہ آپ (مسیح موعود) باوجود سب شرائط نبوت موجود ہونے کے اور ان کے پائے جانے کا اقرار کرنے کے اپنے آپ کو نبی نہیں سمجھتے تھے۔ پس علماء کے اس قول سے آپ کا قول مشابہ نہ ہوا۔ اور مصنف قول سدید کی ساری کوشش رائگاں گئی۔

مخالفین علمائے تشابہ فی الکلام کا الزامی جواب

اگر میرے اس تحقیقی جواب کو غیر مبائعین خاطر میں نہ لائیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اعجاز احمدی ص ۹۸ و ۹۹ کی ذیل کی تحریر ملاحظہ کریں۔ حضور تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"غرض براہین احمدیہ میں حضرت عیسیٰ کی دوبارہ آمد کا ذکر ایک نادان کو اس وقت دھوکا دے سکتا تھا جبکہ براہین احمدیہ میں میرے مسیح موعود ہونے کا کچھ ذکر نہ ہوتا۔ مگر وہ ذکر تو ایسا صاف تھا کہ لدھیانہ کے مولویوں محمد اور عبدالعزیز اور عبداللہ نے اس زمانہ میں یہ اعتراض کیا تھا کہ یہ شخص اپنا نام عیسیٰ رکھتا ہے اور عیسیٰ کی نسبت جس قدر پیشگوئیاں ہیں وہ سب اپنی طرف

منسوب کر رہا ہے اور ان کا جواب بھی مولوی محمد حسین نے اپنے ریویو میں یہ دیا تھا کہ یہ اعتراض فضول ہے۔ کیونکہ اسی براہین میں حضرت عیسےٰ کی آمد ثانی کا اقرار بھی تو موجود ہے۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام براہین احمدیہ کے اس الہام سے مسیح موعود قرار دیئے گئے یہ امر غیر مبائعین کو مسلّم ہے اور یہ امر خود حضرت مسیح موعود نے بیان فرما دیا ہے۔ کہ لدھیانہ کے تین مخالف مولویوں نے اسی وقت یہ اعتراض کیا تھا کہ یہ شخص مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور مسیح موعود علیہ السلام کو خود اعتراف ہے کہ براہین احمدیہ میں میرے مسیح موعود ہونے کا ذکر صاف تھا۔ اعجاز احمدی کے صفحہ ۷ پر لکھتے ہیں:۔

"پھر قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے بڑی شد و مد سے مجھے براہین احمدیہ میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسےٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گذر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔ پس جب اس بارہ میں انتہا تک خدا کی وحی پہنچی۔ اور مجھے حکم ہوا فاصدع بما تؤمر کہ تجھے جو حکم ہوتا ہے لوگوں کو کھول کر سنا دے اور بہت سے نشان مجھے دیئے گئے اور میرے دل میں روشن یقین کی طرح بٹھا دیا گیا۔ تب میں نے یہ پیغام لوگوں کو سنا دیا۔"

اب غور فرمائیں جو کچھ مخالف مولوی پہلے سمجھ جاتے ہیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس وقت سمجھ نہ آیا بلکہ لمبے عرصہ تک سمجھ نہ سکے لیکن متواتر وحی نازل ہونے

کے بعد آپ نے وہی کچھ کہا جو مخالف مولویوں نے کہا تھا۔ کیا مصنف قول سدید یہاں بھی اعتراض کی صورت میں کہے گا کہ مسیح موعودؑ کا کلام مخالف مولویوں کے کلام کی نقل ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اب براہین احمدیہ کے زمانہ سے اپنے تئیں مسیح موعودؑ سمجھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس امر کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"یہ خدا کی حکمت عملی تھی اور میری سچائی پر دلیل تھی اور میری سادگی اور عدم بناوٹ پر ایک نشان تھا۔ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور انسانی منصوبہ اس کی جڑ ہوتی۔ تو میں براہین کے وقت سے ہی یہ دعویٰ کرتا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ مگر خدا نے میری نظر کو پھیر دیا اور میں براہین احمدیہ کی اس وحی کو سمجھ نہ سکا کہ وہ مجھے مسیح موعود بناتی ہے۔ یہ میری سادگی اور میری سچائی پر ایک عظیم دلیل تھی۔ ورنہ میرے مخالف مجھے بتلا دیں کہ میں نے باوجودیکہ براہین میں مسیح موعود بنایا گیا تھا بارہ برس تک کیوں یہ دعویٰ نہ کیا اور کیوں براہین احمدیہ میں خدا کی وحی کے مخالف لکھ دیا۔"

نبوت کے عقیدہ میں تبدیلی کو حضرت مسیح موعودؑ نے اس تبدیلی کے خود مشابہ قرار دیا ہے پس نبوت کے عقیدہ میں تبدیلی کے بارہ میں اعتراض کا ہماری طرف سے یہی جواب سمجھ لیں۔ ہم اس عبارت میں جہاں جہاں مسیح موعود کا لفظ لکھا ہے وہاں نبی اور رسول کا لفظ رکھ دیں تو اب غیر مبائعین کو عقیدہ نبوت میں تبدیلی پر کیا اعتراض ہے۔ بالفرض اگر علمائے مکفرین سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریروں سے یہ بھی سمجھ جائیں کہ آپ نبوت کے مدعی ہیں اور [illegible] اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی یہ کہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک عرصہ تک اپنے نبی اور رسول کے الہامات کی تاویل محدث کے الفاظ سے اس رسمی

تعریف نبوت کی وجہ سے کرتے رہے جس میں غیر امتی ہونا نبی کے لئے شرط قرار دیا گیا۔ اور بعد میں متواتر الہامات سے جب آپ پر انکشاف ہوا کہ آپ کو صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا ہے تو آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کر لی اور تعریف نبوت میں نبی کے لئے غیر امتی ہونے کی شرط ضروری قرار نہ دی۔ اور نبی و رسول کے متعلق الہامات کے وقت نزول سے ہی آپ دوسری تعریف کے ماتحت نبی تھے۔ تو آپ کے اس خیال میں کون سی بات مصنف قول سدید یا دوسرے غیر مبایعین کو قابل اعتراض نظر آتی ہے۔ کیا اس موقعہ پر جو اعتراض وہ مسئلہ نبوت کے بارہ میں وارد کرتے ہیں بعینہٖ وہی اعتراض دعویٰ مسیح موعود کے متعلق وارد نہیں ہوتا اور اگر دعویٰ مسیح موعود کے متعلق یہ اعتراض لغو اور فضول ہے تو عقیدہ نبوت اور تعریف نبوت کی تبدیلی کے متعلق ان کا ایسا ہی اعتراض کیوں لغو اور فضول نہیں پس نہ حضرت مرزا صاحب کا اپنے تئیں مسیح موعود کہنا مولویوں کی نقل ہے اور نہ حضرت خلیفۃ المسیح کا آپکو محدث کے دعویٰ کے زمانہ سے نبی سمجھنا علمائے مکفرین کی نقل ہے۔ دونوں عقیدوں میں تبدیلی ایک ہی طریق پر ہوئی ہے علماء مکفرین کا دعویٰ نبوت کرنے کا الزام دینا کذب صریح تھا جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی کے لئے غیر امتی ہونا شرط قرار دیتے تھے۔ اسی طرح علمائے مخالفین کا آپ کی طرف اس وقت دعویٰ مسیح موعود منسوب کرنا جبکہ آپ حضرت عیسےٰ کی آمد ثانی کے عقیدہ کے قائل تھے ایک فضول حرکت تھی۔ چنانچہ مولوی محمد حسین نے ان کے اعتراض کو اس وجہ سے فضول قرار دیا کہ اسی براہین میں حضرت عیسےٰ کی آمد ثانی کا اقرار بھی موجود ہے۔ اب دونوں قسم کے مخالفین کو ایک ہی ترازو میں تولو۔ یہی انصاف ہے جس کی ہم انصاف پسندوں سے توقع رکھتے ہیں۔ جس طرح لدھیانہ کے مخالف مولویوں کا مسیح کی آمد ثانی کے عقیدہ کی

موجودگی میں دعویٰ مسیح موعود کا الزام بددیانتی پر محمول تھا۔ اسی طرح مکفرین علماء کا فتویٰ کفر تجویز کرنے کی خاطر آپ پر حقیقتاً مدعی نبوت ہونے کا الزام جبکہ نبی کے لئے غیر امتی کی شرط مسیح موعود کے نزدیک ضروری تھی۔ مکفرین کی صریح بددیانتی تھی۔ لیکن جس طرح مسیح موعود علیہ السلام کا متواتر وحی کے ماتحت اپنے آپ کو براہین کے زمانہ سے مسیح موعود مان لینا عین دیانت تھی اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا نبوت کے متعلق مسیح موعود کو کامل انکشاف ہو جانے کے بعد نبی رسول کا الہام ہونے کے زمانہ سے آپ کو مدعی نبوت قرار دینا عین دیانت پر مبنی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے اقوال علمائے مکفرین کے اقوال کی نقل قرار دینا ایسی فضول حرکت ہے جیسے کوئی حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود کے دعویٰ کو لدھیانہ کے مولویوں کے قول کی نقل قرار دے

تعریف نبوت میں تبدیلی کا پہلا تحریری اعلان

میں ثابت کر چکا ہوں کہ تعریف نبوت میں تبدیلی کے متعلق پہلا تحریری اعلان اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں موجود ہے۔ اس میں آپ نے لغوی معنوں میں نبوت اور قرآنی اصطلاح میں نبوت صرف کثرت مکالمہ مخاطبہ اور کثرت امور غیبیہ کو ہی قرار دیا ہے۔ اور یہ بھی اعتراف کیا ہے کہ انبیائے سابقین پیشگوئیوں کی رو سے ہی نبی کہلاتے رہے۔ البتہ یہ نبوت اب براہ راست نہیں مل سکتی۔ بلکہ اس موہبت کے حصول کے لئے محض بروز ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے اب اسی دروازہ سے وہی موہبت نبوت مل سکتی ہے جو پہلے نبیوں کو براہ راست ملی۔ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ لکھنے کی وجہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ بتاتے ہیں کہ

"ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعوے اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور

نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے۔ وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض کا ایسا جواب دیتے ہیں جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے۔ اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا۔ کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں۔ بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں۔"

غیر مبایعین کا طریق یہی ہے کہ جب ان سے پوچھا جائے کہ کیا حضرت مرزا صاحب نبی ہیں تو اس کا جواب محض انکار کے الفاظ میں دیتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک ان کا یہ فعل قابل ملامت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس بارہ میں حقیقۃ النبوۃ میں صفحہ ۲۱۹ پر لکھا۔

"حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کے متعلق جب ایک شخص سے سوال ہوا کہ کیا وہ دعویٰ نبوت کرتے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک غلطی کا ازالہ نامی ایک اشتہار شائع کیا اور اس شخص کو ڈانٹا اور اپنی نبوت کا اعلان کیا"

اس پر مصنف قول سدید لکھتا ہے:۔

"اگر میاں صاحب کا یہ کہنا سچ ہے تو مرزا صاحب نے بڑا لطیفہ پیدا کیا پہلے مرید کو ڈانٹ دیدی اور پھر نبوت کا اعلان کر دیا۔ میں پوچھتا ہوں یہ بیعت الٰہی تھی یا دنیا دارانہ پیری مریدی۔ جب مرید نے انکار کیا تھا اس وقت بقول میاں صاحب ابھی مرزا صاحب پر نبوت کا مسئلہ نہیں کھلا تھا اور عقیدہ تبدیل نہیں ہوا تھا اور جب اس عقیدہ کے بدلنے کا پہلا ثبوت اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ہے" اس عقیدہ کے بدلنے کا پہلا ثبوت اشتہار ایک غلطی کا ازالہ سے معلوم ہوتا ہے۔ جو پہلا تحریری ثبوت ہے" (حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۴) تو اس مرید انکار کرنے والے کا قصور کیا تھا"۔ (قول سدید صفحہ ۱۱۳ و ۱۱۴)

اس قسم کی دریدہ دہنی مصنف قول سدید کو زیب نہیں دیتی۔ جو احمدی کہلاتا ہے۔ اگر وہ محولہ عبارت ملاحظہ کرتے کیا اس میں پہلے مرید کو ملامت نہیں کی گئی اور پھر اس کے جواب کو غلط قرار دے کر اپنی نبوت کا اس اشتہار میں اعلان نہیں کیا گیا۔ اگر یہ دونوں باتیں اس جگہ موجود ہیں تو پھر اتنی دریدہ دہنی کیوں اختیار کی جا رہی ہے؟ رہی بات یہ کہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس اشتہار کو تبدیلی عقیدہ کا یہ پہلا تحریری ثبوت لکھا ہے۔ سو اس سے یہ کیسے لازم آ گیا کہ ابھی تک تبدیلی نہیں ہوئی تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نبوت کا مسئلہ نہیں کھلا تھا۔ حضور تو اسی اشتہار میں فرماتے ہیں۔

"پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں۔ بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں۔"

پس پہلے زمانہ کی نسبت مسئلہ نبوت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت تصریح اور توضیح اشتہار ایک غلطی کے ازالہ سے پہلے ہو چکی تھی۔ لیکن مرید نے چونکہ معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنی معلومات کی تکمیل نہیں کی تھی اس لئے اس نے غلط جواب دیا تھا کہ نبی اور رسول کے الفاظ آپ کے متعلق ہوئے

نہیں جا سکتے۔ یہ حق تو اسے پہلی کتابوں کی رو سے بھی نہ تھا کہ وہ یہ جواب دیتا۔ کیونکہ حضور کی پہلی کتابوں میں بھی نبی اور رسول کے الفاظ موجود تھے۔ اسے چاہئے تھا کہ کم از کم لغت کے لحاظ سے ہی ان کا اطلاق پہلی کتابوں کی روشنی میں جائز قرار دیتا۔ مگر اس نے چونکہ حضرت اقدسؑ کی کتابیں بھی بغور نہیں پڑھی تھیں اس لئے اس نے محض انکار کے الفاظ میں جواب دیا۔

پس حق بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اس مسئلہ کے متعلق پہلے کی نسبت زیادہ تصریح اور توضیح اشتہار ایک غلطی کا ازالہ لکھنے سے پہلے اور اس کے قریب قریب زمانہ میں ہو چکی تھی۔ یہ خدا کی حکمت ہے کہ ادھر اعلان کا وقت آچکا تھا ادھر مرید نے محض انکار کے الفاظ میں جواب دے کر اس اعلان کی تقریب پیدا کر دی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اشتہار ایک غلطی کا ازالہ صرف تحریر کے لحاظ سے پہلا اعلان قرار دیا گیا ہے۔ آپ نے یہ نہیں کہا کہ اس اشتہار سے پہلے آپ پر یہ مسئلہ کھل نہیں چکا تھا۔ لہٰذا مصنف قول سدید کا اعتراض بصورت بذلہ سنجی و بذلہ آفرینی درست نہیں۔

دعویٰ کس طرح قریب سے دکھایا جاتا ہے

غیر مبائعین کی طرف سے ایک اعتراض عقیدہ نبوت میں تبدیلی کے بارہ میں یہ کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اعجاز احمدی صفحہ ۲۶ پر لکھا ہے :-

"نبیوں اور رسولوں کو ان کے دعویٰ اور ان کی تعلیموں کے متعلق بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے۔ اور ان میں اس قدر تواتر ہوتا ہے جس میں کچھ شک نہیں رہتا۔ لیکن بعض جزوی امور جو اہم مقاصد میں سے نہیں ہوتے ان کو نظر

کشفی دور سے دیکھتی ہے اور ان میں کچھ تواتر نہیں ہوتا۔ اس لئے کبھی ان کی تشخیص میں دھوکہ بھی کھا لیتی ہے۔"

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اس عبارت کو پیش کر کے کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے عقیدہ نبوت میں تبدیلی ماننا اس اصل کے خلاف ہے۔ اس کے جواب میں واضح ہو کہ اسی اصل کے مطابق ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ متواتر الہامات کے بعد جب آپ پر اپنی نبوت کے متعلق انکشاف ہو گیا اور آپ کا دعویٰ جب تواتر سے آپ کو قریب کر کے دکھایا گیا تو پھر اس کی تشخیص میں آپ سے کوئی غلطی نہیں ہوئی۔

نبوت کا دعویٰ مسیح موعود کے دعویٰ سے مشابہ ہے۔ جس رنگ میں مسیح موعود کا دعویٰ آپ کو قریب سے دکھایا گیا ہے۔ اسی رنگ میں نبوت کا دعویٰ قریب سے دکھایا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود لکھتے ہیں کہ:-

"پہلے حضرت مسیح ابن مریم پر آپ اپنی جزوی فضیلت کے قائل تھے۔ لیکن بعد میں جب بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی تو خدا تعالیٰ نے آپ کو اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔" (ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹ و صفحہ ۱۵۰)

یہ بارش کی طرح وحی الٰہی ہی وہ متواتر وحی ہے۔ جس نے آپ کی نبوت کو صراحت سے آپ کے قریب کر کے دکھایا۔ اس سے قبل جب تک آپ کی نبوت آپ کو قریب سے نہ دکھائی گئی آپ اپنے الہامات میں نبی اور رسول کی تاویل کرتے رہے کہ اس سے مراد محدثیت یا جزئی نبوت ہے۔ نبی اور رسول کے الہامات کے منجانب اللہ ہونے میں تو آپ کو کبھی شک نہیں ہوا اور نہ اپنے مامور من اللہ ہونے کے متعلق کبھی شک ہوا۔ یہی حال دعویٰ مسیح موعود کا ہے۔ حضور اسی اعجاز احمدی کے صفحہ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"پھر قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس بات سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گذر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے۔ جب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔ پس جب اس بارہ میں انتہا تک خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا۔ فاصدع بما تؤمر کہ تجھے جو حکم ہوا ہے وہ کھول کر لوگوں کو سنا دے اور بہت سے نشان مجھے دیئے گئے اور میرے دل میں روشن یقین کی طرح بٹھا دیا گیا تب میں نے یہ پیغام لوگوں کو [illegible]

حقیقۃ الوحی میں آپ فرماتے ہیں۔ کہ اس عرصہ میں آپ نے اپنے الہامات کی جو مسیح موعود ہونے کے متعلق تھے تاویل کی اور انہیں ظاہر پر حمل نہ کیا۔

(حقیقۃ الوحی ص ۱۴۹)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ قریب سے کر کے دکھانے کا جو اصل بیان فرمایا ہے۔ جس طرح اس کا انطباق عقیدہ مسیح موعود پر ہوتا ہے اسی طرح اس کا انطباق عقیدہ نبوت پر ہوتا ہے۔ متواتر وحی سے جب آپ پر منکشف ہو گیا کہ آپ ہی مسیح موعود ہیں تو آپ نے اپنی پہلی تاویل چھوڑ کر اپنی نبوت کو تاویل کے بغیر پیش کر دیا۔ اور یہ تاویل ہمیشہ کے لئے ترک کر دی۔

پس دعویٰ قریب کر کے دکھانے کا یہی مطلب ہے کہ شروع میں کچھ الہامات ہوتے ہیں جن میں کچھ تواتر نہیں ہوتا۔ پھر ایک عرصہ کے بعد متواتر الہامات سے تو دعویٰ کی پوری حقیقت منکشف ہو جاتی ہے۔ البتہ ایک وقت تک دعویٰ کی تفصیلات پر اس کے نام کے انطباق میں تاویل ہو سکتی ہے۔ اگر وہ تاویل درست ہو تو متواتر

وحی سے اسے اٹھا دیا جاتا ہے۔ منجانب اللہ ہونے کا یقین شروع سے دل میں بٹھا دیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کی تفصیلی کیفیت میں نئے انکشاف کے بعد بھی کوئی فرق نہیں پڑا۔ جس طرح آپ کے مسیح موعود کے دعویٰ کی تفصیلی کیفیت یعنی مثیل مسیح ہونے میں نئے انکشاف سے کوئی فرق نہ پڑا۔ آپ کو دونوں دعووں میں تاویل کو بعض موانع یعنی رسمی عقائد کی وجہ سے اختیار کرنا پڑا۔ پس جس مدعی کے دعویٰ کے وقت ایسے موانع موجود ہوں اس کو تاویل کی ضرورت پیش آ سکتی ہے اور جس کے دعویٰ کے وقت ایسے موانع موجود نہ ہوں اس کو تاویل کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اس اصل کے متعلق ہماری اس تشریح کو نظر انداز کر کے غیر مبائعین حضرت اقدس کے دعویٰ مسیح موعود پر اعجاز احمدی ص ۲۶ میں بیان کردہ اصل کو منطبق نہیں کر سکتے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیان کردہ اصل جس طرح دعویٰ مسیح موعود پر منطبق ہوتا ہے اسی طرح آپ کے دعویٰ نبوت پر منطبق ہوتا ہے جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شروع دعویٰ سے مسیح موعود کے متعلق الہامات کو منجانب اللہ یقین کیا ہے۔ اور ان الہامات کے قطعی اور یقینی ہونے میں آپ کو شک نہیں ہوا۔ ویسے ہی اپنی نبوت اور رسالت کے متعلق جو الہامات آپ کو ہوتے ان کے منجانب اللہ ہونے میں آپ کو شروع سے ہی کوئی شک پیدا نہیں ہوا۔ ان کو آپ اللہ تعالیٰ کا قطعی اور یقینی کلام یقین کرتے رہے اگر رسمی عقائد مانع نہ ہوتے تو شروع سے ہی آپ مسیح موعود اور نبی رسول کے متعلق الہامات کا ظاہر پر حمل کرتے اور ان کی تاویل نہ کرتے۔ رسمی عقائد کا یکدم نہ اٹھانا مصلحت الٰہی پر موقوف ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کوئی الزام عاید نہیں ہوتا۔ بلکہ رسمی عقائد کی وجہ سے ان الہامات کی تاویل

تو آپ سادگی اور عدم بناوٹ پر گواہ ہے۔

غیر مبایعین کا عذر اور اس کا جواب

غیر مبایعین اس موقع پر کہا کرتے ہیں کہ مثیل مسیح اور مجدد کا دعوےٰ مسیح موعود کے برابر تھا۔ اس لئے اگر مسیح موعود بارہ سال تک نہ سمجھ سکے کہ میں مسیح موعود ہوں تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ میں اس جواب کو درست سمجھتا ہوں۔ لیکن اتنا فرق تو غیر مبایعین کو ماننا پڑتا ہے کہ جب تک آپ نے مسیح موعود کا دعوےٰ نہیں کیا تھا آپ حیات مسیح کے عقیدہ اور مسیح کی آمد ثانی کے قائل تھے

ہم بھی عقیدہ نبوت کے بارہ میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شروع سے ہی لغوی نبوت کا دعویٰ اور مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ دراصل واقعی نبی ہونے کے مترادف ہے۔ کیونکہ انکشاف کے بعد آپ کے نزدیک نبی کی لغوی تعریف اور قرآنی اصطلاح اور نبیوں کی اصطلاح میں کوئی فرق نہیں پس جس طرح مثیل مسیح اور مجدد کا دعویٰ مسیح موعود کے برابر ہے۔ ویسے ہی لغوی نبی کا دعویٰ واقعی نبی کے دعویٰ کے برابر ہے جس طرح مثیل مسیح اور مجدد کے دعویٰ کے وقت آپ مسیح موعود کے دعویٰ کے متعلق الہام کا ظاہر پر حمل نہیں کرتے تھے بلکہ اس کی تاویل کرتے تھے اور حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے قائل تھے۔ اسی طرح لغوی نبی کا دعویٰ کرنے پر آپ الہامات میں نبی اور رسول کے الفاظ کی تاویل محدث کے لفظ سے کرتے تھے۔ جس طرح بعد میں آپ نے مسیح کی آمد ثانی کا خیال ترک کر دیا اور اپنے تئیں مسیح موعود مان لیا۔ اسی طرح آپ نے اپنے محض محدث ہونے کا خیال ترک کر دیا اور لفظ نبی اور رسول کو اپنے لئے صریح سمجھ لیا اور بلا تاویل اختیار کیا۔

لا نفرق بین احد من رسلہ کی مزید تشریح

مصنف قول سدید لکھتا ہے:۔

"تمام نبی سابقہ نبی کی پیروی سے اور اتباع سے ہی نبی بنتے۔ مگر جب خود وہ نبی ہو جاتے تو ان کی حیثیت مطاع کے برابر ہو جاتی اور ان کی حیثیت امتی ہونے سے بالا تر ہو جاتی۔ اس لئے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لا نفرق بین احد من رسلہ یعنی خدا کے رسولوں نبیوں میں تفریق مت کرو اور کسی کو امتی اور کسی کو غیر امتی مت کہو۔" (قول سدید صفحہ ۲۱۹)

اس اقتباس میں ایک انوکھی بات اور ایک اچھوتا استدلال موجود ہے۔ انوکھی بات تو یہ ہے کہ تمام نبی سابقہ (مراد سابق نازل) نبی کی پیروی اتباع سے نبی بنتے تھے۔ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ آنحضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر ان کی نبوت موسیٰ ؑ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں۔ حضرت موسیٰ ؑ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا۔ اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہ راست ان کو منصب نبوت ملا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۷)

اس سے ظاہر ہے کہ موسیٰ ؑ کے بعد کے انبیاء موسیٰ ؑ کی اتباع سے نبی نہیں بنے بلکہ ان کے نبی بننے میں موسیٰ کی پیروی کا ذرہ کچھ دخل نہ تھا۔ مگر مصنف قول سدید تمام نبیوں کا سابق نبی کی پیروی اور اتباع سے نبی بننا بتاتا ہے

انوکھا استدلال یہ ہے کہ لا نفرق بین احد من رسلہ کی یہ تفسیر رقم فرمائی ہے کہ تفریق نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو امتی اور کسی کو غیر امتی نہ کہو۔ اسی کو کہتے ہیں در کی کوڑی لانا۔ صاحب من یہ مطلب کہاں سے نکلا۔ مراد تو صرف یہ ہے کہ یوں نہ کرو کسی رسول کو مان لیا اور کسی کا انکار کر دیا۔

یا بالفاظ دیگر مراد یہ ہے کہ رسولوں کے درمیان نفس رسالت میں فرق نہ کرو اس کا مفہوم بھی یہی ہے کہ سب پر ایمان لاؤ۔ ورنہ رسولوں کے درمیان فرق تو تشریعی اور غیر تشریعی کا مولوی محمد علی صاحب سابق امیر غیر مبایعین بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

" بعض انبیاء پر شریعت نازل ہوئی بعض پر نہیں "

(النبوۃ فی الاسلام ص۱۸)

پھر یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے تمام رسولوں کے درمیان یہ فرق تو مصنف قول سدید کو بھی تسلیم ہوگا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور دوسرا کوئی نبی خاتم النبیین نہیں۔ پس آیت ہذا سے مراد یہ ہے کہ رسولوں میں نفس رسالت میں فرق نہ کیا جائے یعنی یہ مناسب نہیں کہ غیر امتی نبی کو مان لیا اور امتی نبی کا انکار کر دیا۔ کیونکہ یہ دونوں نفس رسالت میں مساوی ہیں۔ فرق ان کے درمیان صرف ذریعہ حصول نبوت میں ہے۔ پس وہ فرق جو انبیاء میں ایک دوسرے کے بالمقابل خصوصیات کے لحاظ سے کیا جاتا ہے اس سے منع نہیں کیا گیا ایسا فرق کرنے کی اجازت تو خود خدا تعالےٰ نے آیت تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض (پارہ ۳ رکوع اول) کے ذریعہ دے دی ہے۔ کہ بعض رسولوں کو ہم نے بعض پر فضیلت دی ہے۔ مثلاً کسی کو شریعت دیکر فضیلت دی، کسی کو شریعت نہ دی۔ پھر کسی کو حکومت دیکر فضیلت دی اور کسی کو حکومت نہ دی۔ لیکن ان میں جو امر مشترک رہا ہے وہ اظہار علی الغیب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

لا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول

کہ خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ یعنی رسول کے سوا کسی کو امور غیبیہ پر کثرت سے اطلاع

نہیں دیتا۔ اب جو شخص اس مشترک وصف رسالت کو رکھتا ہو۔ یہاں تک کہ خدا نے اسے رسول کہا ہو۔ اس میں اور دوسرے رسولوں میں مومنین کو نفس رسالت کے لحاظ سے فرق کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ خواہ وہ رسول امتی ہو خواہ غیر امتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آیت لا یظہر علیٰ غیبہ احداً کے ماتحت اپنے تئیں رسول قرار دیا ہے (حقیقۃ الوحی ص۳۹۰ و ص۳۹۱) کیا اس آیت میں امتی اور غیر امتی کا فرق موجود ہے کہ غیر امتی پر اظہار امر غیب ہو اور خدا اسے رسول کہے تو وہ رسول ہوگا اور اگر امتی پر اظہار غیب ہو اور خدا تعالےٰ اسے رسول کہے تو وہ رسول نہیں ہوگا۔ جب خدا تعالےٰ اس وصف کی بنا پر کسی کو رسول کہتا ہو تو وہ ضرور رسول ہے کیونکہ خدا تعالےٰ صادق ہے وہ جھوٹ نہیں بولتا اور ایسا رسول لا نفرق بین احد من رسلہ کے لفظ رسل کے زمرہ میں داخل ہوتا ہے۔ خواہ امتی ہو خواہ غیر امتی۔

بالآخر واضح رہے کہ بے شک نبی مطاع ہوتا ہے۔ اور امتی نبی خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کا مطیع ہوتا ہے۔ مگر وہ امت کے لئے بطور حکم و عدل مطاع بھی ہوتا ہے۔ امتی نبی کے امتی ہونے میں بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اعزاز ہے کہ آپ کا ایک روحانی فرزند نبی ہے اور اس کے نبی ہونے میں بھی آپ کا اعزاز ہے۔ کیونکہ وہ آپ کی مہر نبوت سے نبی بنتا ہے۔ غیر امتی نبی گو مطاع ہوتا ہے لیکن خدا کا مطیع تو وہ بھی ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی بالواسطہ خدا کی ہی اطاعت ہے۔ پس امتی نبی کا امتی ہونا نفس نبوت میں کمی پیدا نہیں کرتا۔

نبی وہی ہے جسے خدا نبی کہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے "حقیقۃ النبوۃ" صفحہ ۲۶۲ پر لکھا ہے:-

"ضروری تھا کہ نبی وہی ہو جسے اللہ تعالیٰ نبی قرار دے ورنہ انسانوں کا کام نہیں کہ آپ کسی کو نبی قرار دیں۔ نبوت ایک موہبت الٰہی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی بتا سکتا ہے کہ کسی شخص کو ہم نے امور غیبیہ پر اس قدر اطلاع دی ہے یا نہیں کہ وہ نبی کہلا سکے ہر ایک خبر دینے والے کی اخبار ایسی مہتم بالشان ہیں یا نہیں کہ ان کی وجہ سے اسے نبی کہہ سکیں"۔

کسی نے کیا سچ کہا ہے

ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبے است

یہ بات تو سو فیصدی درست ہے کہ نبی وہی ہے جسے خدا نبی کہے۔ مگر مصنف قول سدید کی نگاہ میں یہ خار کی طرح کھٹک رہی ہے۔ عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ہم کسی کے الہامات کو دیکھ کر اسے نبی قرار نہیں دے سکتے۔ جب تک خدا اسے نبی نہ کہے۔ یہ مضمون قرآن کریم کی آیت لا یظہر علیٰ غیبہٖ احداً الا من ارتضیٰ من رسول کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ اس آیت میں نبی کے لئے رسول ہونا شرط قرار دیا گیا ہے اور رسول اسے کہتے ہیں جو بھیجا جائے۔ اور بھیجا جانے والا بھیجنے والے کو چاہتا ہے۔ بھیجنے والے کا کام من ارتضیٰ کے مطابق اس کا انتخاب کرنا ہے۔ پھر رسول کے لئے ضروری ہے کہ لوگوں کی طرف بھیجا جائے اور انہیں بتائے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے

تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ البتہ کام اس کا یہ ہوگا کہ وہ امور غیبیہ سے اطلاع دے گا۔ یہ بات کہ نبی کا رسول ہونا شرط ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر سے ثابت ہے۔ حضور اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں فرماتے ہیں:-

"نبی کا رسول ہونا شرط ہے۔ کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو پھر مصفّٰی غیب کی خبر اس کو مل نہیں سکتی۔ اور یہ آیت روکتی ہے لا یظہر علیٰ غیبہٖ احداً الا من ارتضیٰ من رسول"

مصنف قول سدید حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی محولہ بالا عبارت کے متعلق لکھتا ہے "کیجئے انسان اس کثرت اور اہمیت کا کوئی فیصلہ کر ہی نہیں سکتے" بلکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی بتا سکتا ہے۔ وہ بتانا اس طرح کہ نبی قرار دے دیتا ہے۔ بس جو بات کسی انسان کے بس کا روگ نہیں اس کا رونا کیوں رو دئے یا اس پر بحث کرنا یا اس کا سوال اٹھانا اس کو کیونکر زیبا ہے"

مصنف قول سدید صرف اس بات سے ناراض ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں کیوں یہ اختیار نہیں دے دیا کہ امور غیبیہ کی اہمیت کا اندازہ لگا کر کسی کو نبی اور کسی کو غیر نبی قرار دیں۔ مگر وہ خواہ روئیں خواہ دھوئیں یہ بات تو سو فیصدی درست ہے کہ نبی وہی ہوگا جسے خدا تعالیٰ نبی کہے۔ کیونکہ نبی سے مراد نبی اللہ ہوتا ہے۔ اور جو عند اللہ نبی ہو اس کا نبی ہونا خدا ہی بتا سکتا ہے۔ اگر انسانوں پر چھوڑتا کہ جسے چاہیں نبی قرار دے لیں تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ دیکھ لیجئے مسیح موعود کو کثرت مکالمہ مخاطبہ اور کثرت امور غیبیہ سے مشرف کیا گیا تو خدا تعالیٰ نے انہیں نبی اور رسول بھی کہا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پیشگوئی میں مسیح موعود

کو نبی اللہ خدا سے علم پا کر ہی کہا۔ اسی طرح ہر نبی کو خدا نے نبی اور رسول کہا۔ تو اس نے لوگوں کو اپنی نبوت اور رسالت کی طرف دعوت دی۔ اس سے پہلے اپنے تئیں نبی اور رسول نہیں منوایا اور نہ لوگوں نے اس سے پہلے اس کو نبی اور رسول قرار دیا۔

مجازی طریق پر نبی کی حقیقت

مصنف قول سدید اپنی کتاب کے صفحہ ۳۴۳ پر لکھتا ہے۔

"جس طرح یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ وحی اور امور غیبیہ میں حصہ کثیر حضرت مرزا صاحب کو عطا ہوا۔ وہ امت میں کسی فرد کو عطا نہ ہوا۔ اسی طرح یہ بات بھی مسلم ہے کہ اس جگہ جو نبی کے نام پانے کا ذکر ہے وہ نام حقیقی طور پر نہیں بلکہ مجازی طور پر ہے۔ جیسا کہ حوالہ منقولہ بالا سے آگے چل کر آپ نے واضح فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کا نام نبی بے شک رکھا گیا ہے مگر محض مجازی طور پر حقیقی طور پر نہیں۔ سُمِّیتُ نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علیٰ وجہِ الحقیقۃِ۔" (استفتاء ۶۴)

حاصل اس قول کا مصنف قول سدید کے نزدیک یہ ہوا کہ حضرت اقدس کو امت محمدیہ میں نبی کا نام پانے کی جو خصوصیت حاصل ہے مسلم الثبوت طور پر وحی اور امور غیبیہ کا حصہ کثیر پانے کی وجہ سے ہے جو کسی فرد امت کو عطا نہیں ہوا۔ اب اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مجازی نبی کہلانے کا مستحق تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام محدثین کو بھی قرار دیتے ہیں اس لئے اگر استفتاء ۶۴ میں اپنے تئیں مجازی نبی انہی معنوں میں قرار دیا ہے

جن معنوں میں محدث کو مجازی نبی قرار دیتے رہے ہیں تو پھر نبی کا نام پانے کی خصوصیت آپ کے لئے کیا رہی۔ مجازی نبی تو پھر محدث کو کہنا بھی جائز ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ کوئی فرق ضرور ہے۔ جس کی وجہ سے آپ نبی کہلانے کے مستحق ہیں اور دوسرے تمام لوگ نبی کہلانے کے مستحق نہیں اس استحقاق کی وجہ خود مصنف قول سدید یہ مان چکا ہے کہ وحی اور امور غیبیہ کی جو کثرت آپ کو حاصل ہوئی وہ کسی فرد امت کو حاصل نہیں ہوئی۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ نبی کہلانے کے مستحق جس لحاظ سے ہیں اس لحاظ سے کوئی محدث امت نبی کہلانے کا مستحق نہیں۔

یہ تو مصنف قول سدید کو مسلم ہو چکا ہے کہ کسی محدث کو خدا کی طرف سے نبی کا نام نہیں دیا گیا۔ جس کے یہ معنی ہوئے کہ خدا تعالیٰ نے امتی کا نام کسی محدث کو مجازی طور پر نہیں دیا۔ لیکن مسیح موعود علیہ السلام کو امت محمدیہ میں سے مخصوص طور پر نبی کا نام بھی دیا گیا ہے۔ پس آپ نبی کا نام خدا تعالیٰ کی طرف سے مجاز کے طریق پر پانے میں مخصوص ہوئے۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے کسی الہام میں مسیح موعود علیہ السلام کو یہ نہیں کہا کہ میں نے تمہیں نبی کا نام مجاز کے طریق پر دیا ہے۔ پس آپ کا یہ کہنا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی کا نام مجاز کے طریق پر دیا گیا ہے صرف یہ معنی رکھتا ہے کہ اس مجاز کے بالمقابل کوئی ایسی حقیقت ہے جس کو مدنظر رکھ کر آپ اپنی نبوت کو خدا کی طرف سے ملی مجاز کے طریق پر ملنے والی قرار دے رہے ہیں۔

اب یہ حقیقت نبوت کہ جس کے بالمقابل اپنی نبوت کو مجاز قرار دے رہے ہیں غیر مبائعین کے نزدیک بھی ہماری طرح صرف معروف اصطلاح والی نبوت ہی ہو سکتی ہے جس کے رو سے پہلے نبی تو نبی کہلا سکتے ہیں۔ لیکن

امتی نبی حقیقی نبی نہیں کہلا سکتا۔ نیز یہ مجاز کا لفظ اس حقیقت کے بالمقابل
ہی ہو سکتا ہے جو عوام الناس کے تصوّر میں نبی کے لئے پائی جاتی ہے ۔
مصنف قول سدید کے نزدیک عوام الناس کے نزدیک نبوت کا کوئی تصور نہ تھا (قول سدید
صفحہ ۱۲۷) ۔ مگر عقل اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتی کہ عوام مسلمانوں کو جو انبیاء
پر ایمان رکھتے تھے کوئی تصور نبی کے متعلق تھا ہی نہیں۔ بہرحال اتنا
تصور تو ہر مسلمان کے دماغ میں نبی کے متعلق موجود ہے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو
شریعت لاتا ہے یا کسی نبی کا امتی نہیں ہوتا۔ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
اپنے تئیں ۱۹۰۱ء کے بعد لغوی اصطلاح میں بھی نبی قرار دے رہے تھے ۔
اسلامی اصطلاح میں بھی نبی قرار دے رہے تھے۔ قرآنی اصطلاح میں بھی نبی
قرار دے رہے تھے اور نبیوں کے اتفاق کے رو سے بھی نبی قرار دے رہے
تھے۔ اس لئے عوام الناس اپنے ذہنی تصور کے لحاظ سے اس خیال میں
مبتلا ہو سکتے تھے کہ آپ شارع نبی یا مستقل نبی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں
یا مخالف علماء انہیں دھوکہ دے سکتے ہیں کہ مرزا صاحب اس نبوت
کا دعویٰ کرتے ہیں جو عوام کے تصور میں ہے اور جو پہلے انبیاء کو حاصل تھی
اس لئے اس حقیقت مزعومہ عوام الناس کے پیش نظر آپ نے اپنی نبوت
کو نبی کے نام سے مخصوص کئے جانے کا اعلان کرنے پر بھی مجاز کے طریق پر پہلے
والی قرار دیا۔ مراد اس سے صرف یہ تھی کہ آپ کو نبوت آنحضرتؐ کی پیروی کی
برکت اور افاضہ روحانیہ کے طریق سے ملی ہے نہ کہ براہ راست ۔ پس
اس جگہ ذریعہ حصول کو مجاز قرار دیا ہے ورنہ نہ تو نبی کی حقیقت لغویہ کے
لحاظ سے اپنے تئیں مجازی نبی کہہ سکتے تھے۔ نہ قرآنی معنوں کے لحاظ سے
اپنے تئیں مجازی نبی کہہ سکتے تھے۔ کیونکہ ان سب اصطلاحات کا آپ اپنے

تئیں مصداق قرار دے چکے تھے صرف ایک تعریف نبوت تھی جو آپ پر صادق
نہیں آتی تھی۔ اور یہ ۱۸۹۹ء کی تعریف نبوت تھی جس میں نبی کے لئے غیر امتی ہونا یعنی
براہ راست طریق سے نبوت پانا شرط قرار دیا گیا تھا۔ یہ تعریف علمائے امت
کو مسلّم تھی اور اسی سے ملتا جلتا تصوّر نبوت کے متعلق عوام مسلمانوں کو بھی تھا۔ اس
لئے ان لوگوں کے نزدیک نبوت کی جو مزعومہ حقیقت تھی اس سے اپنے دعویٰ
نبوت کو التباس سے بچانا از بس ضروری تھا۔ کیونکہ آپ کی نبوت اس قسم کی نہ
تھی جس قسم کی پہلے انبیاء کی تھی۔ اس لئے مزعومہ حقیقت کے پیش نظر آپ نے
سُمِّیْتُ نَبِیًّا مِنَ اللّٰہِ عَلٰی طَرِیْقِ الْمَجَازِ کے الفاظ استعمال فرمائے
اس وقت محدث کے معنوں میں اپنے آپ کو مجازی نبی نہیں کہا۔ کیونکہ آپ
محدثیت سے بالا مقام پانے کا اعلان کر چکے تھے اور اسلامی اصطلاح اور
نبیوں کی اصطلاح میں اپنے آپ کو نبی قرار دے چکے تھے۔ اور اپنے تئیں محض محدث
کے نام سے پکارا جانا جائز نہیں سمجھتے تھے۔

یہ درست ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ نے محدث کو مجازی نبی لکھا ہے اور
اسی عرفی تعریف نبوت کے بالمقابل ہی مجازی نبی کہا ہے۔ مگر اس وقت نبوت
کی شرعی تعریف بھی آپ یہی سمجھتے تھے اور از روئے شرع بھی نبی کے لئے
غیر امتی ہونا ضروری قرار دیتے تھے۔ پس محدث کو عرفی اور شرعی دونوں
اصطلاحوں میں مجازی نبی قرار دیتے تھے۔ اس لئے محدث کو ۱۹۰۱ء کے بعد بھی
ان دونوں اصطلاحوں میں مجازی نبی قرار دیا جا سکتا ہے۔ لیکن تعریف نبوت
کی تبدیلی کے بعد چونکہ لغوی معنوں میں نبوت، اسلامی اصطلاح میں نبوت۔ قرآنی معنوں
میں نبوت اور انبیاء کے اتفاق کی رو سے نبوت کو ایک ہی حقیقت بتایا گیا ہے
اس لئے تعریف نبوت میں تبدیلی کے بعد اپنے تئیں مجازی نبی باعتبار رسول اللہ

دینے۔ کے صرف ایک ہی معنے ہو سکتے ہیں کہ معروف اسلامی اصطلاح کے مطابق آپ کو نبوت براہ راست نہیں ملی بلکہ بالواسطہ ملی ہے۔ لیکن چونکہ آپ لغوی اصطلاح یعنی خاص اسلامی اصطلاح۔ قرآنی اصطلاح میں اپنے آپ کو نبی قرار دے چکے تھے۔ اس لئے جب بھی ان اصطلاحوں کی رو سے آپ اپنے آپ کو نبی قرار دیتے تھے تو اپنی نبوت کے ساتھ حقیقی کا لفظ استعمال کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ سب اہل علم جانتے ہیں کہ جب کوئی خاص اصطلاح استعمال کرتا ہوا انسان اپنے تئیں اس کا مصداق قرار دے تو اس سے اس کا حقیقی مصداق ہونا مراد ہوتا ہے نہ کہ مجازی۔ لہذا مصنف قول سدید کا یہ قول بے علمی کی بات ہے کہ :-

۳۳۸ "حقیقی نبی تھے تو کبھی ایک بار تو آپ نے ایسا لکھا ہوتا " (قول سدید)

دیگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں نبی اور رسول اور مسیح موعود کے سلسلے مجازی لفظ کے استعمال سے مراد صرف یہ ہے کہ یہ مراتب آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضور تحریر فرماتے ہیں۔ " یہ عاجز مجازی اور روحانی طور پر وہی مسیح موعود ہے جس کی قرآن و حدیث میں خبر دی گئی ہے " [illegible] مراد یہ ہے کہ مجازاً عیسیٰ اور ابن مریم کا نام پاکر میں مسیح موعود ہوں نہ یہ کہ میں واقعی مسیح موعود نہیں۔ کیونکہ حضور فرماتے ہیں :- " جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود نہیں مانتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے " (کشتی نوح تعلیم) پس آپ مجازی مسیح موعود بھی ہیں اور فی الواقع مسیح موعود بھی ہیں بالکل اسی طرح مجازی طریق پر نبی کا نام دیا جانے سے مراد یہ ہے کہ مجازاً محمدؐ اور احمدؐ کا نام پاکر نبی اللہ ہوں۔ مگر چونکہ آپ کو نبوت کا مقام مرتبہ اور منصب پانے کا بھی دعویٰ ہے اس لئے آپ واقعی نبی اللہ بھی ہیں۔ مگر چونکہ آپ شارع نبی یا مستقل نبی نہیں بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ہیں۔ اس لئے آپ پہلی تعریف کے مقابل مجازی نبی ہیں۔ حضرت اقدس ضمیمہ براہین احمدیہ ۱۳۸ پر لکھتے ہیں :-

[illegible]

۱۔ مسیح ہندوستان میں آپ نے آپکو حقیقی مسیح موعود لکھتے ہیں۔ مصنف قول سدید ہماری توجیہہ کو مانیں تو دونوں نہیں

" بعض یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ یہ سچ ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم میں لکھا ہے کہ آنیوالا عیسیٰ اسی امت میں سے ہوگا۔ لیکن صحیح مسلم میں صریح لفظوں میں اس کا نام نبی اللہ رکھا گیا ہے۔ پھر کیونکر ہم مان لیویں کہ وہ اسی امت میں سے ہوگا "

نبی کے حقیقی معنے

اس سوال سے ظاہر ہے کہ سائل کے نزدیک نبی کیلئے غیر امتی ہونا ضروری ہے۔ امتی کو وہ نبی اللہ ہونیکا حق دار نہیں سمجھتا۔ حضورؑ اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں :-

" اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تمام بدقسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا اور شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے میں کوئی محذور لازم نہیں آتا بالخصوص اس حالت میں کہ وہ امتی اپنے اسی نبی متبوع سے فیض پانیوالا ہو " (ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۳۸)

اس جگہ نبی کے حقیقی معنے بیان کئے جا رہے ہیں۔ اور ان حقیقی معنوں کے لحاظ سے مسیح موعود کے متعلق حدیث میں نبی اللہ کا اطلاق ثابت کیا جا رہا ہے۔ پس مسیح موعودؑ ان حقیقی معنوں میں نبی ہوا۔

مصنف قول سدید یہ کہتا ہے یہ معنے لغوی ہیں۔ دلیل یہ دیتا ہے کہ اس جگہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے ساتھ کثرت کی شرط مذکور نہیں۔ مگر مصنف قول سدید کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس زمانہ میں تو آپ لغوی معنے اور قرآنی معنے ایک ہی قرار دے رہے ہیں۔ بے شک اس جگہ کثرت کا ذکر نہیں۔ مگر جب دوسری جگہ ذکر موجود ہے تو کثرت کا لفظ مدنظر رکھنا پڑے گا۔ کیونکہ مسیح موعود علیہ السلام حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ پر فرماتے ہیں کہ مسیح موعود کو اس قدر کثرت سے مکالمہ مخاطبہ اور امور غیبیہ سے مشرف کیا گیا ہے کہ وہ نبی اللہ کہلانے کا مستحق ہے۔ اور یہ کثرت تیرہ سو سال میں

چونکہ کسی فرد امت کو حاصل نہیں ہوئی اس لئے پہلے صلحاء میں سے کوئی اس نام کا مستحق نہیں
ہوا تا کہ پیشگوئی میں رخنہ واقع نہ ہو۔ جس تعریف کے ماتحت مسیح موعود کا نبی اللہ ہونا
زیر بحث ہے اس میں مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ کی کثرت بہرحال ملحوظ ہے۔ کیونکہ حضرت
مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تقریر حجۃ اللہ کے ۱۹۰۶ء میں اسلامی اصطلاح میں نبی کے لئے پیشگوئیوں کی کثرت
ضروری قرار دی ہے۔ بلکہ اپنے آخری مکتوب ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء بنام اخبار عام میں لغت عرب کے لحاظ سے
نبی کے معنے بیان کرتے ہوئے بھی اس کے لئے امور غیبیہ کی کثرت ضروری قرار دی ہے۔ پس دونوں اصطلاحوں
میں کثرت شرط ہوئی اور لغوی معنی میں نبی کیلئے بھی فقہی اصولوں کے مطابق امور غیبیہ کی کثرت
بہرحال ملحوظ ہوگی ۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں جو
تعریف نبوت تحریر فرمائی ہے اور جسے نبی کے حقیقی معنے قرار دیا ہے اور ان کا اپنے تئیں مصداق
قرار دیا ہے اور اس جگہ اسلامی اصطلاح میں ہی نبی کے معنے بیان کرنا مد نظر ہیں۔ کیونکہ تعریف ہذا
میں آپ لکھتے ہیں "یہ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں" یہ فقرہ روز روشن کی طرح
دال ہے کہ اس جگہ اسلامی اصطلاح میں ہی نبی کی تعریف بیان ہو رہی ہے۔

مصنف قول سدید اس تعریف کو لغوی نبی یعنی محدث کی تعریف قرار دیتا ہے مگر محض
محدث کے لئے اس فقرہ کا استعمال درست نہیں۔ محض محدث تو ہوتا ہی بغیر شریعت کے ہے
اس کے متعلق یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اس فقرہ کے
تو یہ معنی بن جاتے ہیں کہ محض محدث شریعت لا بھی سکتا ہے اور شریعت کے بغیر بھی یہ محدث
ہو سکتا ہے۔ حالانکہ محض محدث شریعت نہیں لاتا۔ پھر اس کا اگلا فقرہ "نہ یہ ضروری ہے
کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو" بھی محض محدث کے حق میں استعمال نہیں ہو سکتا۔
کیونکہ محض محدث تو بہرحال تابع ہوتا ہے۔ مگر یہ فقرہ بتاتا ہے کہ جس صاحب منصب کی
تعریف بیان کی جا رہی ہے وہ تابع بھی ہو سکتا ہے اور غیر تابع بھی۔ کسی نبی کا بغیر تابع رہ کر مکالمہ
مخاطبہ الٰہیہ کا شرف پانے والا تو مستقل نبی ہوتا ہے۔ پس یہ تعریف اسلامی اصطلاح کی ہوئی۔ البتہ اس میں
اب یہ ترمیم کر دی گئی ہے کہ حضور نے اس کے آخر میں لکھ دیا ہے کہ ایک امتی کو ایسا نبی قرار

دینے میں کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ بالخصوص اس
حالت میں کہ وہ امتی اپنے اسی نبی متبوع سے فیض پانے والا ہو۔ اب دیکھئے اسی مفہوم
کی تعریف جو ۱۸۹۹ء میں بھی بیان کرتے کرتے اس کے آخر میں یہ ترمیم کر دی گئی ہے کہ
ایک امتی بھی ایسا نبی ہو سکتا ہے یعنی جس طرح شریعت لانیوالا غیر امتی نبی بھی ہو سکتا ہے
اسی طرح ایک امتی کو بھی نبی قرار دینے میں کوئی حرج قرار نہیں دیا پس ظاہر ہے کہ یہ
اسلامی اصطلاح میں نبی کے حقیقی معنے ہیں نہ کہ لغوی نبی یعنی محض محدث کی تعریف۔
اور انہی معنوں میں مسیح موعود کو حدیث میں نبی اللہ قرار دیا گیا ہے۔ پس بالواسطہ
نبوت کا پانیوالا بھی اس لحاظ سے واقعی نبی ہوا۔ گو سابق اصطلاح کے مقابل اور
عوام کے ذہنی تصور میں جو نبوت کا مفہوم ہے اس کے بالمقابل امتی نبی کو حقیقی
قرار نہیں دیا جا سکتا صرف مجازی قرار دیا جا سکتا ہے ——— مصنف
قول سدید اس تعریف کو لغوی نبی قرار دینے کے لئے اگلی عبارت بھی پیش کر کے اسے
محدثیت یا جزوی نبوت قرار دیتا ہے کہ حضور فرماتے ہیں :۔ "اس حالت میں لازم
آتا ہے کہ اس امت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک مکالمات الٰہیہ سے
بے نصیب قرار دیا جائے۔ وہ دین دین نہیں اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے
انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الٰہیہ سے مشرف ہو سکے
وہ دین لعنتی ہے اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھلاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں میں
انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے۔" (قول
سدید ص ۲۳۶) ——— کہ مصنف قول سدید کے نزدیک یہ وہ
نبوت ہے جو پہلے دینوں میں ملتی تھی جو محدثیت ہی تھی (قول سدید ص ۲۳۶) مگر اصل
حقیقت یہ ہے۔ اس عبارت میں مکالمات الٰہیہ سے محروم کرنے والے دین کو
مردہ قرار دیا جا رہا ہے۔ کیونکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ اب نبوت کا دروازہ بالکل
بند ہے۔ گویا حضور اس جگہ یہودیوں اور عیسائیوں وغیرہ ادیان کو مردہ
قرار دے رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کو سمجھا رہے ہیں۔ کہ اگر تم مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ

کہ بند مانو تو دین اسلام مردہ قرار پاتا ہے جب یہودیوں اور عیسائیوں کا دین زندہ تھا بے شک ان میں مکالمہ الٰہیہ کا دروازہ کھلا تھا۔ موسوی دین میں نبی بھی پیدا ہوتے تھے (گو ان کی نبوت براہ راست تھی) مگر اب وہ ادیان مردہ ہیں اور صرف اسلام زندہ دین ہے۔ اس میں مکالمہ مخاطبہ کی نعمت کو جاری رکھا گیا ہے جس کی کثرت کی وجہ سے مسیح موعودؑ کو نبی اللہ کا نام دیا گیا ہے۔ چنانچہ یہی مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک اور مقام پر بیان فرماتے ہیں:-

"ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کے دین کو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو ہم بھی قصہ گو ٹھہرتے۔ کس لئے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے۔"

(بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم بحیثیت کامل استاد

رسالہ القول الفصل کے ص۱۵ و ص۱۶ میں پہلے انبیاء کی تعلیم کو ایک مدرسہ کے مشابہ قرار دینے کے بعد لکھا گیا ہے:-

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسا درجہ استادی ملا کہ آپ کے مدرسہ کو کالج تک بڑھا دیا گیا۔ اور آپ کی شاگردی میں انسان نبی بھی ہو سکتا ہے۔"

اس تحریر میں کالج کا ذکر آجانے پر مصنف "قول سدید" کو ایک بہانہ مل گیا۔ اور اس نے اپنا پورا زور قلم اس بات کا مضحکہ اڑانے پر صرف کر دیا ہے۔ مثلاً وہ لکھتا ہے:-

"آپ کا کھولا ہوا کالج اور یونیورسٹی تیرہ سو سال آپ کی استادی میں کام کرتی رہی مگر ایک بھی شاگرد کامیابی کا منہ نہ دیکھ سکا۔ (اعوذ باللہ) حد ہو گئی ہر ایک انسان کی عقل و خرد تعجب سے سوال کرے گی کہ امتحان نبوت کا وہ کالج اور یونیورسٹی کہاں گئی اور اس استاد بلند مقام کے اس علم و عقل اور اعلیٰ درجہ استادی کو کیا ہوا۔" (قول سدید ص۳۹۲)

ہمارا جرم مصنف "قول سدید" کے نزدیک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا استاد کیوں قرار دیا گیا ہے جس کی پیروی اور افاضہ روحانیہ سے فی الواقعہ نبوت بھی مل سکتی ہے۔ کالج اور یونیورسٹی کے الفاظ مصنف قول سدید کو محض استہزاء کے لئے ایک بہانہ مل گئے ہیں۔

مصنف قول سدید کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی امت میں بہت سے نبی گزرے ہیں پس اس حالت میں موسیٰ کا افضل ہونا لازم آتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر نبی گزرے ہیں ان سب کو خدا نے براہ راست چن لیا تھا۔ حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہ تھا لیکن اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔ اس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی۔ اسرائیلی نبیوں کو الگ کر کے باقی تمام لوگ اکثر موسوی امت میں ناقص پائے جاتے رہے ہیں۔" (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۸)

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے

ایک ہی امتی نبی کیوں بنا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نبوت جو ایک عہدہ اور منصب ہے۔ بلا ضرورت زمانہ نہیں ملتی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم دیا گیا تھا۔ کہ اُمت محمدیہ کے مسیح موعود اور آپ کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ اس لئے اس کالج اور یونیورسٹی سے آپ کا ایک امتی اور کامل پیرو نبی بن کر اسی وقت نکلنا چاہیئے تھا جب دنیا میں خدا تعالےٰ کے نزدیک نبی بھیجا جانے کی ضرورت ہوتی۔ بلا ضرورت کسی کو نبی کا منصب دینا ایک لغو کام ہے۔ جو خدا کی شان کے شایاں نہیں بہرحال اس وقت تک ایک امتی کے نبی بن جانے نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی استادی کے کمال کو تو ظاہر کر دیا۔ کیونکہ اس کالج سے اس وقت تک گو ایک ہی امتی نبی بنا۔ مگر دوسرے نبیوں کے مکتب سے تو ایک بھی اُمتی نبی نہ بنا تھا اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام خاتم النبیین صلعم کے متعلق فرماتے ہیں۔

"بجز اس کے کوئی نبی صاحبِ خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے۔ جس کے لئے اُمتی ہونا لازمی ہے"
(حقیقۃ الوحی ص ۲۹)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خود قرآن مجید نے یعلمھم الکتٰب والحکمۃ کہہ کر معلم قرار دیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یُلْقِی الرُّوْحَ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ "خدا کی فیلنگ اور خدا کی مُہر نے کتنا بڑا کام کیا"۔ (حقیقۃ الوحی ص ۹۵-۹۶)
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم اور مسیح موعود کو متعلم قرار دیا گیا ہے معلم

کے معنی اُستاد اور متعلم کے شاگرد ہیں۔ حضور اس کا ترجمہ یہ کہتے ہیں:۔

"خدا ہر ایک بات پر قادر ہے جس پر اپنے بندوں میں چاہتا ہے اپنی رُوح ڈالتا ہے یعنی منصب نبوت اس کو بخشتا ہے۔ اور یہ تو تمام برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے پس بہت برکتوں والا ہے۔ جس نے اس بندہ کو تعلیم دی اور بہت برکتوں والا ہے جس نے تعلیم پائی۔ خدا نے وقت کی ضرورت محسوس کی اور اس کے محسوس کرنے اور نبوت کی مہر نے جس میں بشدت قوتِ فیضان ہے بڑا کام کیا یعنی تیرے مبعوث ہونے کے دو باعث ہیں"
(حقیقۃ الوحی ص ۹۵-۹۶)

حاشیہ میں لکھتے ہیں:۔

"یہ وحی الہٰی کہ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر نے کتنا بڑا کام کیا۔ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ خدا نے اس زمانہ میں محسوس کیا کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آگیا ہے جس میں ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے۔ اور خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ اُمتی ہے اور ایک پہلو سے نبی" (حقیقۃ الوحی حاشیہ ص ۹۶)

دیکھئے الہام الہٰی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم قرار دیتا ہے اور مسیح موعود کو متعلم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُستاد ہونا ثابت ہوگیا۔ اور مسیح موعود کا امت میں داخل ہو کر تربیت حاصل کرنا کالج میں داخل ہونا بن گیا۔ چنانچہ مسیح موعود فرماتے ہیں۔

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

میں دوسرے استاد کا نام نہیں جانتا کیونکہ میں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کالج میں ہی تعلیم حاصل کی ہے۔ تیرہ سو سال میں اس کالج سے ایک ہی کامل امتی نبی بن کر کیوں برآمد ہوا؟

اس کی وجہ الہام الٰہی یہ بتاتا ہے کہ منصبِ نبوت اسی وقت اُمت میں کسی کو مل سکتا تھا۔ جبکہ خدا تعالیٰ کو اس منصب نبوت پر کسی کو مبعوث کرنے کی ضرورت کا حالاتِ زمانہ کے لحاظ سے احساس ہو۔ تا پھر نبوت کی مہر جو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس میں بشدت قوتِ فیضان ہے۔ یہ بڑا کام کرے کہ کسی امتی کو منصب نبوت پر مبعوث کیا جائے پس ایک ہی نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شاگردی میں اس وقت تک اس لئے ظاہر ہوا کہ خدا تعالیٰ کو مسیح موعود کے زمانہ میں ہی نبی بھیجنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ پس امتیوں کے نبی بننے میں مانع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی استادی میں کوئی کمی یا آپکے شاگردوں کا کوئی نقص نہیں تھا۔ بلکہ خدا کا یہ احساس تھا۔ کہ زمانہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیرہ سو سال تک نبی کی ضرورت نہیں۔ اس لئے اس کالج سے کامل نبوت کی سند اس وقت تک صرف ایک ہی اُمتی کو ملی البتہ محدثین بکثرت ہوئے جو بہت حد تک کمالاتِ نبوت سے بہرہ ور ہوئے۔

پس اس الہام اور اس کی تشریح کے بالمقابل مصنف قول سدید کی تمام لفاظی اور دماغ سوزی اور عرق ریزی محض لاحاصل ہے۔ اور وہ اصل اس الہام الٰہی سے تمسخر ہے۔ کالج اور یونیورسٹی کے الفاظ تو صرف فریق ثانی کا تمسخر اڑانے کے لئے محض ایک واسطہ رہ جاتے ہیں۔ اس کا اصل نشانہ تو دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے الہامات

ہیں۔ "بازی بازی باریش بابا ہم بازی"۔ ایسے ہی جرم کو کہتے ہیں جس کا مصنف قول سدید جوش مخالفت میں نادانستہ مرتکب ہو گیا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمارے اس بھائی پر رحم کرے اور اسے توبہ کی توفیق دے۔

ربّنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا

ظلّی نبی اور ظلّی نبوّت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے علم تصوف کی روشنی میں اپنی نبوت کا مقام سمجھانے کے لئے ظلّی نبی اور بروزی نبی کی اصطلاحات بھی استعمال فرمائی ہیں۔ جس طرح فقہی اصطلاح کے طور پر اپنے مرتبہ کو سمجھانے کے لئے امتی نبی کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ ان سب اصطلاحات سے مراد آپ کی یہ ہے کہ نبوت کا مقام اور منصب آپکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی، حضور کی قوت قدسیہ اور افاضہ روحانیہ کے واسطے سے حاصل ہوا ہے۔ ظلیت اور بروزیت کے مفہوم کو سمجھانے کے لئے آپنے آئینہ کی مثال دی ہے جس میں دیکھنے والے کی شکل مع تمام خد و خال منعکس ہو جاتی ہے اور نہیں کہہ سکتے کہ یہ شکل اصل کی غیر ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:-

"عقیدہ کے رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہے۔ اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب اس کے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے۔ پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا

لقب پاتا ہے۔ وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں جیسا کہ جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو۔ اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں۔ صرف ظلّ اور اصل کا فرق ہے۔

پھر فرماتے ہیں:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقصود تھا کہ وہ (مسیح موعود) فرزندوں کی طرح اس کا وارث ہوگا۔ اس کے نام کا وارث اسکے خلق کا وارث اس کے علم کا وارث اور اس کی روحانیت کا وارث اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اس کی تصویر دکھلائے گا۔ اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سب کچھ اس سے لیگا جب کہ ظلّی طور پر اس کا نام لے گا اس کا خلق لے گا۔ اس کا علم لے گا ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی لے گا۔ کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی جب تک یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو۔ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

پس ظلیت اور بروزیت محمدیہ دراصل خلافت حقہ محمدیہ کا مقام ہے۔ اور وہ شخص جو یہ مقام خلافت کامل ظلیت کے طور پر حاصل کرتا ہے۔ اسے نبی کا لقب بھی ملتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اپنا مرتبہ ظلیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں نبی اور رسول نہیں ہوں۔ باعتبار نئی شریعت اور نئے دعویٰ اور نئے نام کے اور میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیّت کاملہ کے وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے اگر میں کوئی علیحدہ

شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد احمد اور مصطفےٰ اور مجتبےٰ نہ رکھتا اور نہ خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الاولیاء کا مجھ کو خطاب دیا جاتا بلکہ میں کسی علیحدہ نام سے آتا۔

(نزول المسیح صـ۳)

پھر فرماتے ہیں:۔

"تمام کمالات محمدیہ مع نبوت محمدیہ ہیں میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔ تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ نبوت کا دعویٰ کیا۔ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

نیز فرماتے ہیں:۔

"دونو سلسلوں (موسویہ اور محمدیہ ناقل) کا تقابل پورا کرنے کے لئے ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شانِ نبوت کے ساتھ آوے تا اس نبوتِ عالیہ کی کسر شان نہ ہو اس لئے خدا تعالیٰ نے میرے وجود کو ایک کامل ظلیت کے ساتھ پیدا کیا۔ اور ظلّی طور پر نبوت محمدی اس میں رکھ دی تا ایک معنی سے مجھ پر نبی اللہ کا لفظ صادق آوے اور دوسرے معنوں سے ختم نبوت محفوظ رہے۔" (نزول المسیح صـ۳)

پھر فرماتے ہیں:۔

"وہ (آنحضرت صلعم) صاحب خاتم ہے بجز اس کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا ہے۔ اور اس کی اُمت کے لئے قیامت تک مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت

بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے اور اس کی محبت نے اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت میں چھوڑنا نہیں چاہا۔ اور ان پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑھ ہے بند رہنا گوارا نہیں کیا ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے۔ اور جو شخص امتی نہ ہو۔ اس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو سو خدا نے ان معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ لہٰذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا امتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے۔ نہ کامل ملہم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ مگر ظلی نبوت جس کے معنی ہیں فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی۔ تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو۔ (حقیقۃ الوحی ص۲۸)

اس سے ظاہر ہے۔ ظلی نبوت ایک اصطلاح ہے۔ جس کے معنی فیض محمدی سے وحی پانا ہے۔ اور فیض محمدی سے وحی کامل بھی مل سکتی ہے۔ اور انسان کامل ملہم ہو سکتا ہے۔ کامل ملہم چونکہ نبی ہوتا ہے۔ اس لئے فیض محمدی کا واسطہ ظاہر کرنے کے لئے جو شخص امت محمدیہ میں سے کامل وحی پائے گا اور کامل ملہم ہوگا۔ وہ ظلی نبی کہلائے گا۔

اسی طرح بروزی نبی کہلانے کے لئے یہ ضروری ہے وہ شخص بروز خاتم النبیین ہو اور محمد احمد کا نام پا کر خدا سے نبی کا لقب پائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔ جس طرح بروزی طور پر محمد اور احمد نام رکھے جانے سے دو محمد اور دو احمد نہیں ہو گئے اسی طرح بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ گئی۔

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

پھر فرماتے ہیں:۔

"غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے نہ میرے نفس کے رو سے اور یہ نام بحیثیت فنافی الرسول مجھے ملا ہے۔ لہٰذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہیں آتا۔"

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

پس بروزی اور ظلی طور پر محمد احمد اور خاتم النبیین کا نام پانے کی وجہ سے آپ نے بروزی نبی اور ظلی نبی کی اصطلاحیں اختیار کی ہیں۔ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ آپ نے مقام نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کے بعد آپ کے افاضہ روحانیہ سے حاصل کیا ہے۔

چنانچہ نبی کا لقب پانے کے ساتھ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے منصب نبوت بھی دیا گیا۔ اسی غرض کے لئے آپ پر الہام ہوا۔

الم تعلم ان اللہ علی کل شیءٍ قدیر یلقی الروح علی من یشاء من عبادہٖ کل برکۃٍ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علّم و تعلّم۔ حقیقۃ الوحی ص۹۵، ۹۶

اس کا ترجمہ حضور لکھتے ہیں:-

خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ جس پر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے اپنی رُوح ڈالتا ہے یعنی منصبِ نبوت اس کو بخشتا ہے۔ اور یہ تو تمام برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے پس بہت برکتوں والا ہے جس نے اس بندہ کو تعلیم دی اور بہت برکتوں والا ہے جس نے تعلیم پائی۔ (حقیقۃ الوحی ص۹۵و۹۶)

اس سے ظاہر ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام ظلّی نبی اور بروزی نبی محض نام کے نہیں بلکہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل منصبِ نبوت بھی پایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو مرتبہ ظلّی طور پر ہے اس کی وجہ سے صاحبِ ظل کو اصل کے طفیل کوئی مقام یا منصب بھی ملتا ہے۔

ظلّی نبی اور بروزی نبی کی اصطلاحات یہ ظاہر کرنے کے لئے اختیار کی گئی ہیں۔ کہ مسیح موعودؑ کی نبوت اور رسالت مسیح موعود کے نفس کے لحاظ نہیں۔ (یعنی براہِ راست نہیں) بلکہ فنا فی الرسول کا اتم درجہ حاصل کرنے کی وجہ سے ہے۔ جیسا کہ حضور تحریر فرماتے ہیں:-

"غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمدؐ اور احمدؐ ہونے کے ہے نہ میرے نفس کے رُو سے اور یہ نام بحیثیت فنا فی الرسول مجھے ملا۔ لہٰذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا۔"
(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

اس بناء پر کہہ سکتے ہیں کہ نبوّت کا دعویٰ کرنے میں حضرت مرزا صاحب کا وجود منفی کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ "مورد بروز حکم نفی وجود کا رکھتا ہے۔" (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

اور اسی بناء پر حضور نے یہ تحریر فرمایا ہے:-

"جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے۔ جو دعویٰ نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں۔ وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے۔ اسی بناء پر خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمدؐ اور احمدؐ ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمدؐ کی چیز محمدؐ کے پاس ہی رہی۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب بروزی صورت میں نبی اور رسول ہیں یعنی اپنے نفس کے لحاظ سے نہیں بلکہ محمدؐ اور احمدؐ ہو کر نبی اور رسول ہیں اس لحاظ سے آپ کسی نئے دعویٰ اور نئے نام سے نہیں آئے اور آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر نبوت و رسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس عبارت کے یہ معنی نہیں کہ آپ نبی اور رسول نہیں۔ بلکہ صرف یہ معنی ہیں کہ منصبِ نبوت آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل ظلّ اور بروز ہو کر ملا ہے۔ آپ کی حیثیت حصول نبوت میں صرف آئینہ کی ہے۔ اور آپ کے اس آئینہ ظلّیت میں جو نبوّت جلوہ گر ہوئی ہے وہ محمدیؐ نبوّت ہے۔ گویا مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ ہے۔ جس میں محمدی نبوت ایک جدید پیرایہ میں جلوہ گر ہوئی ہے۔

ظلّی نبی اور ظلّی نبوّت کے متعلق قولِ سدید کا پہلا سوال

مصنف قول سدید لکھتا ہے:-

"جب بروزی طور پر محمد رسول اللہ کہلانے والا غیر رسول اللہ ہے۔ اور بروزی طور پر خاتم الانبیاء کہلانے والا غیر خاتم الانبیاء ہے اور بروزی طور پر ابن مریم کہلانے والا غیر ابنِ مریم ہے اور بروزی طور پر یہود کہلانے والے غیر یہود ہیں۔ تو پھر بروزی طور پر نبی کہلانے والا کیونکر واقعی نبی ہو گیا؟"

سوال کا جواب

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ بروزی نبی اور ظلّی نبی دو خاص اصطلاحیں ہیں۔ جو یہ ظاہر کرنے کے لئے اختیار کی گئی ہیں۔ کہ مسیح موعود نے بروزی خاتم النبیین ہو کر خدا تعالیٰ سے نبی کا لقب اور منصب نبوّت پایا ہے نہ کہ براہِ راست۔ اگر بروزی نبی اور ظلّی نبی بروز خاتم النبیین ہو کر نبی کا لقب اور منصب نہ پاتا تو پھر مصنف قول سدید کا یہ حق تھا کہ ہم پر ایسا سوال کرتے۔ مصنف قول سدید پر واضح ہو کہ بروزی ابن مریم بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ ہوئے ہیں۔ اور بروزی ابن مریم ہو کر آپ مسیح موعود کے منصب کے حامل ہوئے ہیں۔ اور بروزی خاتم الانبیاء ہو کر آپ منصب نبوّت کے حامل اور خاتم الاولیاء بنے ہیں۔ اور حضرت مسیح ابنِ مریمؑ سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ گئے ہیں پس بروزی نبوت اور ظلّی نبوت کی شان نے آپ کو ایک براہِ راست شان نبوت رکھنے والے نبی سے افضل بنا دیا ہے مگر غیر مبایعین اور قول سدید کے مصنف کے نزدیک آپ پھر بھی غیر نبی کے غیر نبی ہیں۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

بے شک بروزی یہود یہود نہیں اور بروزی ابن مریم ابن مریم نہیں مگر بروزی ابن مریم مسیح موعود تو ضرور ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود نہیں مانتا وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ (کشتی نوح تعلیم)

اسی طرح ظلّی نبی اور بروزی نبی سے مراد بروزی خاتم النبیین ہے مسیح موعود نے بروزی خاتم النبیین ہو کر از روئے الہامِ الٰہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوّتِ قدسیہ اور افاضہ روحانیہ کی برکت سے منصب نبوت پایا ہے لہٰذا جب ہم آپکو بروزی نبی یا ظلی نبی کہتے ہیں تو اس سے یہ مراد نہیں ہوتی آپ نبوت مطلقہ کے بروز وظلّ ہیں۔ بلکہ یہ مراد ہوتی ہے کہ آپ نبوّتِ محمدیہ کے جو ختم نبوت کی شان رکھتی ہے کامل ظلّ و بروز ہیں اصطلاحات کو اپنے صحیح معنوں میں لے کر منطقی قیاس کی صورت پیدا کی جائے تو قیاس درُست ہو گا اور نتیجہ صحیح۔ مگر مصنف قول سدید نے اصطلاحات کو نظر انداز کر کے جو نتیجہ اپنے قیاس کا پیش کیا ہے وہ صرف ایک مغالطہ یا منطقی اغلوطہ ضرور ہے۔ صحیح منطقی قیاس کی صورت نہیں۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ظلّی نبی اور بروزی نبی کی اصطلاحوں سے مراد خاتم النبیین کا کامل بروز ہے۔ یا بروزی طور پر خاتم النبیین ہے۔ ظلّی نبی اور بروزی نبی سے نبوّتِ مطلقہ کا بروز مراد نہیں پس ظلّی نبی اور بروزی نبی کی اصطلاحیں معنًا بروزی خاتم النبیین کے مترادف ہیں۔ اور بروزی خاتم النبیین ہو کر آپ اپنے الہام کے رُو سے منصب نبوت کے بھی حامل ہیں۔ لہٰذا ظلّی نبی اور بروزی نبی ہو کر آپ واقعی امتی نبی ہیں نہ کہ غیر نبی۔ حضرت اقدس ظلّی

نبوت کو ایک قسم کی نبوت قرار دیتے ہیں نہ کہ غیر نبوت چنانچہ حضور ؑ فرماتے ہیں :-

"ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اس کی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی) کامل پیروی سے ملتی ہے۔ جو اس کے چراغ سے نور لیتی ہے۔ وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے۔ یعنی اس کا ظل ہے"
(چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴)

دوسرا سوال

مصنف قول سدید نے اس جگہ ایک اور سوال بھی اُٹھایا ہے۔ وہ اپنے زعم میں بعض حوالہ جات پیش کر کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تعالیٰ کا ظلِ کامل ہونے کے متعلق ہیں۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ کو ظلی خدا کہا ہے اور آپ میں ظلی الوہیت تسلیم کی ہے۔ یہ بنیاد رکھ کر وہ یہ سوال اٹھاتا ہے کہ :-

"ظلی خدا غیر خدا ہے۔ اسی طرح ظلی نبی غیر نبی ہے۔ اور جس طرح ظلی الوہیت الوہیت نہیں اسی طرح ظلی نبوت نبوت نہیں۔ کیونکہ یہ دونو اصطلاحات ایک سی ہیں" (قول سدید صفحہ ۳۰)

سوال کا جواب

مصنف قول سدید اس جگہ بھی مغالطہ دے رہے ہیں۔ یا خود غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ کیونکہ ان کے پیش کردہ حوالوں میں کسی جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ظلی خدا نہیں کہا گیا۔ اور نہ ظلی الوہیت کی اصطلاح ان حوالوں

میں استعمال کی گئی ہے۔ ہاں یہ ضرور بتایا ہے کہ آپ کو "مرتبہ خلافت حقہ کا جو ظلی مرتبہ الوہیت سے حاصل ہے" (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۹۸ حاشیہ) یا یہ کہا ہے کہ آپ میں عکسی طور پر ایسی صفات ہیں۔ یا آپ مظہر تامہ الوہیت ہیں۔ صفحہ ۱۹۹ حاشیہ) یہ بھی مانا ہے کہ صورت الٰہیہ ظلی طور پر آپ کو حاصل ہے۔ صفحہ ۲۱۴-۲۱۶ حاشیہ یہ بھی تسلیم کیا ہے۔ کہ آپ کا نقطہ نفسی جمیع مراتب الٰہیہ کا ظلی طور پر اور جمیع مراتب کونیہ کا منبع اور اصلی طور پر جامع ہے۔ پھر آپ کو اس جگہ ظل الوہیت بھی لکھا ہے۔ (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۲۴ حاشیہ) نیز آپ کا بوجہ خدائی کے مظہر اتم ہونے کے خدا کر کے پکارا جانا بھی تسلیم کیا ہے (توضیح مرام صفحہ ۲۹ حاشیہ) فنا کی حالت کی وجہ سے پیشگوئیوں میں آپ کا خدا کر کے پکارا جانا بھی ذکر کیا ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۳و۶۴) صفاتِ الٰہیہ سے متصف اور خدا تعالیٰ کی ذات کا مظہر اتم ہونا اور ظلی طور پر خدا کا آپ کے اندر داخل ہونا بھی تسلیم کیا ہے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۲-۲۳،۲۴) لیکن کسی جگہ ان عبارتوں میں آپ کے لئے ظلی خدا کی اصطلاح اور آپ کی اس شانِ مظہریت کے لئے **ظلی الوہیت** کی اصطلاح استعمال نہیں فرمائی۔ پس مصنف قول سدید کا یہ کہنا کہ ظلی خدا، ظلی نبی، ظلی الوہیت اور ظلی نبوت کی دونو اصطلاحیں ایک سی ہیں۔ سراسر مغالطہ ہے۔ کیونکہ ظلی خدا اور ظلی الوہیت کی ہر دو اصطلاحیں گو مصنف قول سدید کی ایجاد ہوں تو ہوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایجاد نہیں لیکن اگر فرض کر لیں کہ ظلی خدا اور ظلی الوہیت کی اصطلاحیں بھی موجود ہیں۔ تو پھر بھی یہ اصطلاحیں اور ظلی نبی اور ظلی نبوت کی اصطلاحیں ایک سی قرار نہیں دی جا سکتیں۔ مصنف قول سدید تو صرف لفظوں کے چکر میں پڑ کر ان الفاظ

خاتم النبیین نہیں ۔مگر وہ نبی ضرور ہے ۔اور ظلی نبوت جو ظلی ختم نبوت ہے واقعی ختم نبوت نہیں ۔مگر نبوت ضرور ہے ظلی نبی کو منصب نبوت صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر اتم ہونے سے ملتا ہے ۔جس طرح ختم نبوت کا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کا مظہر اتم ہونے کی وجہ سے ملا ہے ۔یہ ہے صحیح منطقی قیاس جو اس موقعہ پر کیا جا سکتا ہے مصنف قول سدید ضد سے اب بھی نہ مانیں تو انہیں منوانا میرے بس کی بات نہیں کیونکہ ہدایت خدا کے ہاتھ میں ہے ۔بہر حال ظلی نبوت پر مضمون ختم کرنے سے پہلے ایک اور عبادت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مصنف قول سدید اور غیر مبائعین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اگر وہ اس سے فائدہ اٹھانا چاہیں تو اٹھا سکتے ہیں۔

مصنف قول سدید کے اعتراض کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور قول بھی ملاحظہ ہو ۔

حضور تحریر فرماتے ہیں :-

”کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت و قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے ۔“
(ازالہ اوہام ص۱۳۸)

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزدیک اُمت محمدیہ کو ہر شرف و کمال اور ہر مقام عزت و قرب صرف ظلی اور طفیلی طور پر ہی ملتا ہے ۔گویا روحانی مدارج میں سے خواہ نبی کا مرتبہ ہو ۔خواہ محدث کا ۔صدیق کا مرتبہ ہو یا شہادت کا صالحیت کا مرتبہ ہو یا ایمان کا ۔

سب ظلی اور طفیلی طور پر ملتے ہیں ۔اب مصنف قول سدید بتلائے کیا اُمت کا صدیق جو ظلی صدیق ہے ۔صدیق نہ ہوگا اور اُمت کا محدث جو ظلی محدث ہے محدث نہیں اور ظلی شہید شہید نہیں ۔اور ظلی صالح صالح نہیں اور ظلی مومن مومن نہیں ۔کیا یہ قیاس مصنف قول سدید کو مسلّم ہے ؟ اگر یہ مسلّم نہیں بلکہ اس کے نزدیک ظلی محدث محدث ہے ظلی صدیق صدیق ہے ظلی شہید شہید ہے ۔اور ظلی صالح صالح ہے اور ظلی مومن مومن ہے ۔تو کیوں وہ ظلی نبی جس کے آئینہ ظلیت کاملہ میں تمام کمالات محمدی معہ نبوت محمدیہ منعکس ہیں ۔اور جو ظلی طور پر خاتم النبیین ہے ۔نبی نہیں ۔کیا یہ نہیں صرف اس وجہ سے تو نہیں کہ غیر مبائعین کا دل تو مانتا ہے ۔مگر منہ سے اعلان کرتے ہوئے ڈرتے یا شرماتے ہیں ۔یاد رکھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو حکم و عدل ہیں فرماتے ہیں :-

”جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے ۔وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے ۔اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے ۔اور ہر ایک تنازعہ کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے ۔مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا اس میں تم نخوت ۔خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے پس جانو کہ وہ مجھ سے نہیں کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں ۔عزت سے نہیں دیکھتا اس لئے آسمان پر اسکی عزت نہیں ۔“ (اربعین حاشیہ ص۲۸)

امّتی نبی کا مرکّب نام اور جزئی نبی کی حقیقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے تئیں امتی نبی کا مرکب نام دیا

جانے کا ذکر فرمایا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب مرحوم سابق امیر غیر مبائعین
اور مصنف "قول سدید" کے نزدیک یہ مرکب نام آپ کی نبوت کو ناقص
شان والی بنا دیتا ہے۔ اس مرکب نام کی وجہ سے آپ کامل نبی نہیں رہتے
حالانکہ یہ مرکب نام دیا جانے کا مطلب صرف یہ ہے کہ آپ کی نبوت کو مستقلہ
نبوت (براہِ راست طور پر ملنے والی) نہ سمجھ لیا جائے نبی کے ساتھ
امتی کا لفظ صرف اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ کہ مقام نبوت
آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور افاضہ روحانیہ کے واسطہ
سے پایا ہے۔ پس آپ صرف "نبی" اس لئے نہیں کہلا سکتے کہ اس میں نبوت
تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک ہے۔ کیونکہ نبوت تامہ کاملہ محمدیہ یعنی ختم نبوت کا
مقام تقاضا کرتا ہے۔ کہ آپ کے بعد کوئی مستقل نبی نہیں آسکتا۔ امتی
کا لفظ نبوت کی نفی یا اس میں کمی ثابت کرنے کے لئے استعمال نہیں کیا
گیا۔ بلکہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالِ فیضان کو ظاہر کرنے
کے لئے استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:-

"میں صرف نبی نہیں بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے
امتی۔ تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ اور کمال
فیضان ثابت ہو۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۵)

بے شک صریح طور پر نبی کا خطاب پانے کے انکشاف سے
پہلے آپ اپنی نبوت کو محدثیت یا جزئی نبوت قرار دیتے تھے لیکن
انکشاف ہو جانے پر چونکہ آپ اپنے تئیں امتی نبی بمعنی محدث یا دوسرے
لفظوں میں جزئی نبی بمعنی محدث یا ناقص نبی قرار نہیں دے سکتے تھے گو
تشریعی نبی کے بالمقابل اس انکشاف کے بعد بھی آپ کو اس طرح جزئی نبی

بمعنی نبوت کاملہ مطلقہ کا حامل قرار دیا جا سکتا تھا۔ جس طرح تشریعی انبیاء کے
مقابلہ میں سب غیر تشریعی مستقل انبیاء کو شریعت جدیدہ کی جزء نہ لانے کی وجہ
سے جزئی نبی بمعنی نبوتِ کاملہ مطلقہ کا حامل قرار دیا جا سکتا ہے۔ لیکن چونکہ جزئی
نبی کی اصطلاح آپ محدث کے لئے استعمال فرما چکے تھے لہٰذا اس کا چھوڑ دینا
مناسب تھا۔ تاکہ لوگوں کو غلطی نہ لگے اور وہ آپ کی نبوت کو محدثیت تک ہی
محدود خیال نہ کرتے رہیں۔ سو اس غرض کے ماتحت آپ نے جزئی نبی کی اصطلاح
کا استعمال بالکل ترک فرما دیا۔ اور ۱۹۰۱ء کے بعد کسی ایک جگہ بھی اپنے تئیں
محض محدث یا جزئی نبی نہیں لکھا۔ بلکہ ہمیشہ امتی نبی لکھتے رہے۔ اور امتی کے
لفظ کا یہ مفہوم بتایا کہ آپ کو نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ
سے ملی ہے! اور کہ یہ لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالِ فیضان کو ظاہر
کرنے کے لئے ہے۔ پس آپ امتی نبی کا مرکب نام اپنے لئے ۱۹۰۱ء
کے بعد نبوتِ مطلقہ کاملہ کے اظہار کے لئے استعمال کرتے رہے ہیں۔
نہ نبوت مطلقہ ناقصہ کے اظہار کے لئے جو محدثیت ہوتی ہے۔ مصنف
"قول سدید" ایک جگہ بھی نہیں دکھا سکا جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام
نے اپنے تئیں ۱۹۰۱ء کے بعد جزئی نبی لکھا ہو۔ نہ مولوی محمد علی صاحب ایسا
استعمال پیش کر سکے ہیں۔ البتہ وہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی وغیرہ کی
پناہ لیتے ہیں کہ انہوں نے ۱۹۰۱ء کے بعد بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو
جزئی نبی لکھا ہے یہ وہی مولوی محمد احسن صاحب ہیں جو کہتے ہیں کہ مولوی
محمد علی صاحب جزئی نبی کے معنی بھی نہیں جانتے اور یہی پھر وہ مولوی محمد احسن صاحب
ہیں۔ جو حضرت یوسف علیہ السلام کو جو شارع نبی نہ تھے مگر غیر تشریعی مستقل نبی
تھے۔ بوجہ شریعت جدیدہ نہ لانے کے جزئی نبی لکھتے ہیں۔ پس اگر مولوی محمد احسن صاحب

...... امر وہی کی طرح کوئی شخص غیر تشریعی کامل نبی کے لئے جزئی نبی کا لفظ استعمال کرتا ہو۔ تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے بھی غیر تشریعی کامل امتی نبی کے معنوں میں یہ اصطلاح استعمال کر سکتا ہے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ کیونکہ جزئیت نسبتی امر ہے۔ اور اس اصطلاح کا مفہوم نسبت کے بدلنے کے ساتھ تبدیل ہو جاتا ہے۔ لیکن جزئی نبی بمعنی محض محدث کا مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرار نہیں دیا جا سکتا۔ گو محدث ایک حد تک کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا شرف پاتا ہے۔ لیکن وہ علی وجہ الکمال یہ شرف نہیں پاتا۔ کامل شرف مکالمہ مخاطبہ مشتمل بر امور غیبیہ وہ امر ہے جس کی رُو سے تمام انبیاء نبی کہلائے اور اسی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے تئیں بھی نبی قرار دیا ہے۔ اور امت محمدیہ کے تمام پہلے صلحاء پورے طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ کا شرف نہ پانے کی وجہ سے آپ کے نزدیک نبی کہلانے کا مستحق نہیں۔ ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱۔

حضور الوصیت میں فرماتے ہیں:۔

"جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رُو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو۔ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو۔ تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔"

(الوصیت صفحہ ۱۰)

آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

"پس یہ ممکن نہ تھا کہ وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا۔ کنتم خیر امۃٍ اخرجت للناس اور جن کے لئے یہ دُعا

سکھائی گئی کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ان کے تمام افراد اس مرتبہ عالیہ سے محروم رہتے۔ کوئی ایک فرد بھی اس مرتبہ کو نہ پاتا۔ ایسی صورت میں صرف یہی خرابی نہیں تھی کہ امت محمدیہ ناقص اور ناتمام رہتی اور سب کے سب اندھوں کی طرح رہتے بلکہ یہ بھی نقص تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ فیضان پر داغ لگتا تھا .... اور اگر یہ کمال کسی فردِ امت کو براہِ راست بغیر پیروی نور نبوت محمدیہ کے مل سکتا۔ تو ختم نبوت کے معنی باطل ہوتے تھے۔ پس ان دونو خرابیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا۔ اور امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنی اتم اور اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے ایسے طور پر کہ ان کا وجود اپنا وجود نہ رہا۔ بلکہ ان کی محویت کے آئینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہو گیا۔ اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا۔ پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی کا خطاب پایا۔ کیونکہ ایسی صورت کی نبوت نبوت محمدیہ سے الگ نہیں۔ بلکہ اگر غور سے دیکھو تو خود وہ نبوت محمدیہ ہی ہے جو ایک جدید پیرایہ میں جلوہ گر ہوئی۔ یہی معنی ہیں اس فقرہ کے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے حق میں

فرمایا کہ نبی اللہ وامامکم منکم یعنی وہ نبی بھی
ہے اور امتی بھی"۔

بعض افراد سے مراد

ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ علی وجہ الکمال مکالمہ مخاطبہ مشتمل بر امور غیبیہ نبوت ہے۔ اور تمام انبیاء بالاتفاق اسی امر کی وجہ سے نبی کہلاتے ہیں اور اس مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف نبیوں کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے پاکر امت محمدیہ کے بعض افراد کے لئے بھی نبی کا خطاب پانا مقدر تھا۔ سو اس مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ کا شرف مسیح موعود نے پایا ہے۔ وہ از روئے حدیث نبوی امتی نبی ہے۔ یہ شرف علی وجہ الکمال حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کی تحریر کے مطابق اس وقت تک امت میں سے اور کسی نے نہیں پایا۔ اس لئے بعض افراد سے مراد اس جگہ صرف مسیح موعود ہی ہے۔ اور یہ زبان کا محاورہ ہے کہ پہلے ایک اصولی بات بیان کرتے ہوئے بعض افراد کا لفظ بولا جاتا ہے۔ مگر مراد اس سے خاص فرد ہی ہوتا ہے۔ ہم لوگ اپنے محاورہ میں کسی ایک شخص کی بات سُن کر کہہ دیتے ہیں۔ بعض لوگ ایسا کہتے ہیں۔ حالانکہ حقیقۃً مراد ایک شخص ہی ہوتا ہے۔ یہی حال اس عبارت کا ہے اصولی طور پر اس مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ جسے نبوت کہتے ہیں۔ امت میں سے بعض افراد کا اسے آئت اھدنا الصراط المستقیم کی رُو سے پانا ضروری قرار دیا جا رہا تھا۔ بالآخر فرمایا اس طرح بعض افراد نے باوجود امتی ہونیکے نبی کا خطاب پایا اور اس کے بعد مصداق کے متعلق فرما دیا۔ یہی معنی

اس حدیث کے ہیں کہ نبی اللہ وامامکم منکم کہ مسیح موعود امتی بھی ہوگا اور نبی بھی اس طرح گویا آخر میں اس اصولی بات کا مصداق مسیح موعود کو ہی قرار دے دیا۔

حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کا حوالہ اسی امر کا مؤید ہے۔ کہ اس جگہ بعض افراد سے آپ کی مراد بلحاظ مصداق تیرہ سو سال میں صرف مسیح موعود ہی ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:-

"اگر دوسرے صلحا جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ وہ بھی اسیقدر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پا لیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے۔ تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا اس لئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا۔ تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ وہ پیشگوئی پوری ہو جائے"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

پہلے بزرگوں کو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ کی نعمت کا شرف پورے طور پر نہیں دیا گیا اس لئے وہ نبی کہلانے کے مستحق نہیں تھے۔ یعنی کامل نبی کہلانے کے مستحق نہیں تھے۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کو یہ شرف پورے طور پر ملا۔ اس لئے آپ ہی تیرہ سو سال میں نبی کہلانے کے مستحق ہیں۔ یعنی کامل نبی کہلانے کے مستحق ورنہ ناقص نبی یا جزئی نبی کہلانے کے مستحق تو تمام محدثین امت سمجھے جاتے ہیں۔ گو انہیں نبی کا خطاب نہیں ملا۔ چونکہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ مشتمل بر امور غیبیہ

علی وجہ الکمال باتفاق انبیاء نبوت ہے کیونکہ اسی وجہ سے وہ نبی کہلاتے لہٰذا مسیح موعود علیہ السلام اس کا شرف کامل طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے پانے کی وجہ سے ایسے امتی نبی ہیں کہ آپنے امتی نبوت کامل طور پر حاصل کی ہے۔ اور محدثین امت نے چونکہ یہ نعمت پورے طور پر نہیں پائی صرف ایک حد تک پائی ہے۔ اس لئے وہ جزئی طور پر امتی نبی ہیں۔ پس مسیح موعود کی نبوت کا مقام محدثیت سے بالا ہے۔ مصنف قول سدید نے مطالبہ کیا ہے کہ اس مرکب نام (امتی نبی ناقص) کے معنی کسی جگہ کامل نبی کئے گئے ہیں۔ دکھایا جائے تو اسکا ایک ثبوت اوپر بیان کر دیا گیا ہے۔ ایک اور حوالہ بھی ملاحظہ ہو۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

"میں نبی اور رسول نہیں ہوں۔ باعتبار نئی شریعت اور نئے دعویٰ اور نئے نام کے اور میں نبی اور رسول ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔"

(نزول المسیح ص۳)

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے نبی اور رسول ہونے کی یہ شان بیان فرماتے ہیں۔ کہ آپ کی ظلیت کاملہ کے آئینہ میں محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے تو صاف ظاہر ہے کہ آپ کامل ظلی نبی اور امتی نبی بنبوت مطلقہ کاملہ ہیں۔ نہ بنبوت ناقصہ حضرت اقدس نے حقیقۃ الوحی ص۲۸ پر ظلی نبوت کے معنی فیض محمدی سے وحی پانا لکھے ہیں۔ اور کامل وحی پانا اور کامل ملہم ہونا خاتم الانبیاء کے فیض سے ممکن قرار دیا ہے۔

تو صاف ظاہر ہے جس امتی کو کامل وحی ملے گی وہ کامل ملہم ہونے کی وجہ سے کامل ظلی نبی ہوگا۔ لیکن اگر امتی کو وحی کامل نہ ملے بلکہ کمال میں کچھ کمی رہ جائے تو اس امتی کو ظلی نبوت ناقصہ حاصل ہوگی جو محدثیت کے نام سے موسوم ہوتی ہے۔ اور یہ امتی غیر کامل ظلی نبی ہوگا۔

بعض افراد کی ایک اور توجیہہ

الوصیت کے حوالہ میں بعض افراد سے غیر مبائعین ایک سے زیادہ فرد مراد لیتے ہیں۔ مگر ان کی یہ بات ان معنوں میں تو درست نہیں ہو سکتی کہ پچھلے بزرگوں نے تیرہ سو سال میں مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ کا شرف پا کر نبی کا خطاب پایا ہے۔ کیونکہ حقیقۃ الوحی ص۳۹۱ کا حوالہ جیسا کہ میں اوپر بتا چکا ہوں صریح طور پر ان معنوں کو رد کرتا ہے۔ البتہ بعض افراد سے صرف اس ایک ہی توجیہہ کے ساتھ ایک سے زیادہ افراد کامل وحی پانے کے لحاظ سے نبی کا خطاب پانے والے قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ وہ توجیہہ یہ ہے کہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کاملہ تامہ کا شرف پا کر بعض افراد نے نبی کا خطاب پایا سے یہ مراد ہو سکتی ہے۔ کہ امت محمدیہ میں تا قیامت ایک سے زیادہ افراد نے علم الٰہی میں مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ کا شرف پا کر یہ خطاب پانا ہے۔ یا بالفاظ دیگر امت کے بعض لوگوں کے لئے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ پا کر نبی کا خطاب پانا ایک اٹل مقدر امر ہے پایا کا لفظ بصیغہ ماضی وعدہ اور پیشگوئی کے تحقق وقوع کے لئے اکثر پیشگوئیوں میں استعمال ہوتا ہے جو اس مفہوم کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ خدا کے علم میں یہ بات ایسی یقینی الوقوع ہے کہ گویا

ہے کہ اس مصفّٰے غیب سے یہ امّت محروم نہیں اور مصفّٰے غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے۔"

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ)

پس امّت کو نبوت ملنے کا وعدہ آیاتِ قرآنیہ سے اخذ کیا گیا اور اس کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے امّت کے اندر نبی ہونیوالے افراد مقدرہ کے لئے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف پاکر نبی کے خطاب پانے کا بطور وعدہ و پیشگوئی ذکر فرمایا ہے۔ اور آخر میں احادیث نبویہ نبی اللہ و امامکم منکم کے مطابق اپنے تئیں امّتی نبی قرار دیا ہے۔ پس اس توجیہہ کے لحاظ سے بعض افراد نے باوجود امّتی ہونے کے نبی کا خطاب پایا کا مفہوم یہ ہوا۔ کہ خدا تعالیٰ کے علم اور اس کے وعدہ کے مطابق امتِ محمدیہ میں بعض امتیوں کے لئے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف پاکر نبی کا خطاب پانا ایک اٹل تقدیر ہے البتہ یہ حقیقت اپنی جگہ ثابت ہے۔ کہ تیرہ سو سال کے عرصہ میں نبی کا خطاب صرف مسیح موعود علیہ السلام کو ملا ہے۔ کیونکہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ کا شرف کامل طور پر صرف آپ نے پایا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ میرے اور امت محمدیہ میں نازل ہونے والے مسیح کے درمیان کوئی نبی نہیں پس مسیح موعود ایسا امّتی نبی ہے۔ جو نبوت مطلقہ کاملہ کا حامل ہے۔ اور اس کا مقام نبوت محدثیت سے بالا ہے۔

وقوع میں آچکی ہے۔

ایک سوال کا جواب

اب اس جگہ صرف ایک سوال کیا جا سکتا ہے کہ وہ وعدہ یا پیشگوئی کہاں مذکور ہے؟ سو اس کے جواب میں واضح ہو کہ الوصیت کے اسی حوالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آیت کنتم خیر امةٍ اور آیت اھدنا الصراط المستقیم سے یہ وعدہ اور پیشگوئی اخذ فرمائی ہے حضور کے الفاظ یہ ہیں کہ:۔

"پس ممکن نہ تھا کہ وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا۔ کنتم خیر امةٍ اخرجت للناس اور جن کے لئے یہ دعا سکھائی گئی کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ان کے تمام افراد اس مرتبہ عالیہ سے محروم رہتے اور کوئی ایک فرد بھی اس مرتبہ کو نہ پاتا۔"

(الوصیت صنا)

نیز اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں فرماتے ہیں:۔

"یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پاچکے من جملہ ان کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں۔ جن کے رُو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔"

آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

"آیت اھدنا الصراط المستقیم گواہی دیتی

خاتم المومنین خاتم العارفین اور خاتم النبیین

چونکہ نبوت محمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے تمام کمالاتِ نبوت پر مشتمل ہے اس لئے وہ تمام ایمان کے مدارج اور تمام عرفان کی راہوں پر بھی مشتمل ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا۔ جو خاتم المومنین خاتم العارفین اور خاتم النبیین ہے۔" (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۳۴۲)

اس سے ظاہر ہے کہ اب ہر روحانی کمال حاصل کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ہی واسطہ اور اصل ہے آپ اصلی مومن ہیں۔ اور آپ کی ظلیت میں ہی آپ کے امتیوں کو ایمان کی نعمت ظلی طور پر نصیب ہوتی ہے۔ آپ اصلی عارف ہیں۔ اور آپ کی پیروی میں ہی امتیوں پر ظلی طور پر عرفان کی راہیں کھلتی ہیں۔ وہ عارف باللہ بنتے ہیں۔

اسی طرح امت میں نبوت ملنے کے لحاظ سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اصل اور واسطہ ہیں۔ اور جو امتی نبوت کا مقام پاتا ہے۔ وہ بھی آپ کی کامل ظلیت میں پاتا ہے۔ غرض ہر مرتبہ شرف و کمال کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کو ملتا ہے۔ اصلی طور پر وہ شرف و مرتبہ بوجہ شانِ خاتمیتِ مرتبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے۔ اور ظلی طور پر وہ شرف و مرتبہ امتیوں کو ملتا ہے۔ اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۸ پر یوں بیان فرماتے ہیں:۔

"ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ راہِ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتداء اس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں۔ کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزت و قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۸)

صراطِ مستقیم کے اعلیٰ مدارج قرآن کریم نے آیت انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین (سورۃ النساء ع ۹) میں چار بیان فرمائے ہیں۔ نبوت صدیقیت، شہادت اور صالحیت باقی مدارج مثلاً محدثیت، غوث، قطب اور ابدال وغیرہ کے درجے انہیں کی ذیل میں آتے ہیں۔ یہ سب مراتب شرف و کمال اس عبارت کے رُو سے اصلی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں۔ اور ظلی اور طفیلی طور پر آپ کے امتیوں کو ملتے ہیں۔ پس کوئی شخص اگر امتِ محمدیہ میں صدیق، شہید، صالح یا مومن ہو تو وہ ظلی اور طفیلی طور پر ہوتا ہے۔ اگر کوئی محدث کا مرتبہ حاصل کرے تو ظلی اور طفیلی طور پر حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی نبوت کا مرتبہ اور مقام حاصل کرے تو وہ ظلی طور پر حاصل کرنے کی وجہ سے ظلی نبی ہوتا ہے۔ اصلی طور پر اس مرتبہ کے حامل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی رہتے ہیں۔ غرض مفیض وجود کا مقام علم تصوف کے رُو سے اصل کا ہوتا ہے۔

اور مستفیض وجود کا مقام ظل کا ہوتا ہے۔ انہی معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اصلی طور پر نبی اور اپنے تئیں ظلی نبی یا بالفاظ دیگر امتی نبی قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضور تحریر فرماتے ہیں:-

"یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سنکر دھوکا کھاتے ہیں۔ اور وہ خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے۔ کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا اسلئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام امتی رکھا گیا تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے۔"

(حقیقۃ الوحی حاشیہ ص۱۵۰)

پس ظلی نبی یا امتی نبی کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت اصلی نبی کی ہے۔ اور چونکہ ظل اصل سے الگ نہیں ہوتا بلکہ وہ

اصل کی تصویر اور اس کا روپ ہوتا ہے۔ اسلئے امتی نبی کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ کوئی جدید نبی نہیں کیونکہ اسکی نبوت تو درحقیقت اصل کی نبوت ہی ہوتی ہے جو ظل کے آئینہ ظلیت میں بہ پیرایہ جدید جلوہ گر ہوتی ہے۔ نبوت کے حصول میں مورد ظل و بروز کا وجود منفی کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اس کے ہر کمال کا مرجع تو درحقیقت اصل ہوتا ہے اسی بنا پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم۔" (کشتی نوح ص۱۳)

پس مسیح موعود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر نبی نہیں۔ وہ بہ پیرایہ جدید نبوت محمدیہ کے ہی حامل ہیں۔ البتہ اگر آپکے ظلیت کے آئینہ سے نبوت کی نفی کی جائے تو اصل کی نبوت بھی ہاتھ سے جاتی ہے۔ کیونکہ ظل میں اصل کا کمال ہی ظاہر ہوتا ہے۔

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند تحریر فرماتے ہیں:-

"انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل و عکس محمدی ہے کوئی ذاتی کمال نہیں۔ پر کسی نبی میں وہ عکس اسی تناسب سے ہے جو جمال کمال محمدی میں تھا اور کسی میں بوجہ معلوم وہ تناسب نہ رہا ہو۔" (تحذیر الناس ص۲۹ یا ص۳۰ بلحاظ ایڈیشن مختلفہ)

گویا مولوی محمد قاسم صاحب تمام انبیاء کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل قرار دیکر نبی مانتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں۔"

(الحکم ۲۲ اپریل ۱۹۰۳ء)

تعجب ہے کہ غیر مبایعین بعض صفات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انظلال کو بوجہ عدم پیروی نبی مانتے ہیں مگر مسیح موعود علیہ السلام کو جو تمام صفات میں آپکے ظل

ہیں محض محدّث قرار دیتے ہیں صرف اس وجہ سے کہ انہوں نے یہ مقام پیروی کے بعد حاصل کیا ہے۔ یعنی غیر مبایعین کہتے ہیں حضرت اقدس امتی نبی اور ظلی نبی تو ہیں مگر نبوت آپکی کامل نہیں کیونکہ محدّث کامل نبی نہیں ہوتا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اِنّی جُعِلتُ فَرداً اَکمَلَ مِنَ الّذِینَ اَنعَمَ عَلَیهِم فِی اٰخِرِ الزَّمَانِ (خطبہ الہامیہ صـ ۱۱۲) کہ میں منعم علیہ گروہ کا اس آخری زمانہ میں اکمل فرد ہوں۔

منعم علیہ گروہ نبی۔ صدّیق۔ شہید اور صالح ہیں ان میں سے فرد اکمل وہی ہو سکتا ہے۔ جو کامل نبی ہو نہ کہ غیر نبی یا ناقص نبی۔ پس مسیح موعود کامل ظلّی نبی ہونے کے مدعی ہیں۔ اور آپ امتی نبی بہ نبوت مطلقہ کاملہ ہیں۔ نہ بہ نبوت مطلقہ ناقصہ۔ نبوت ناقصہ رکھنے والا تو اکمل فرد قرار نہیں دیا جا سکتا غیر مبایعین کی ذہنیت عجیب ہے وہ اصالتاً (یعنی براہ راست) نبوت ملے تو اسے نبوت سمجھتے ہیں۔ اور وہی موہبت بواسطہ فیضانِ محمدی ملے تو اُسے غیر نبوت یا نبوت ناقصہ قرار دیتے ہیں حالانکہ کسی کو مرتبہ براہِ راست ملے یا بالواسطہ نفس مرتبہ ملنے میں تو کوئی فرق نہیں ہوتا ظلیت کا لفظ تو صرف واسطہ کے اظہار کیلئے استعمال ہوتا ہے اُن کے مناظر صاحب مباحثہ راولپنڈی میں فرماتے ہیں:-

"سنئے مولانا روپیہ سولہ آنہ کا ہوتا ہے اور خواہ وہ چوری کا ہو یا محنت مزدوری کا یا کسی کا عطیہ اس کی قیمت سولہ آنا ہی رہے گی۔ مگر ذریعہ حصول کے فرق کے ساتھ حاصل کرنیوالے کی حیثیت میں فرق ضرور آجاتا ہے" (مباحثہ راولپنڈی صـ ۱۹۵)

مگر نبوّت نہ تو چوری ملتی ہے نہ محنت مزدوری سے نبوت یا براہِ راست خدا سے ملتی ہے۔ جیسے کہ انبیائے سابقین کو ملی یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی

کی شرط کے ساتھ آپکے روحانی فیض سے بطور موہبت ملتی ہے جیسے مسیح موعود کو ملی۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض کا واسطہ اسکی شان کو کم نہیں کر دیتا اگر بالواسطہ صدّیق۔ شہید صالح بننے سے انسان کامل صدّیق۔ شہید اور صالح رہتا ہے تو بالواسطہ نبوت سو فیصدی نبوت ہوتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعۂ حصول بننے سے بھی سو فیصدی نبوت رہتی ہے! البتہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اعزاز ضرور ہے اور امتی کا بھی اعزاز ہے کہ اسے نبوت کا مرتبہ حاصل ہوا۔

رحمانی اور شیطانی الہام میں مابہ الامتیاز اور محدّث اور نبی کے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ میں فرق

حقیقۃ الوحی میں رحمانی اور شیطانی الہام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تین امتیازی امر بیان فرماتے ہیں۔

اوّل وہ کلام قرآن کے مخالف و معارض نہ ہو۔ دوم وہ کلام ایسے شخص پر نازل ہو جس کا تزکیہ نفس بخوبی ہو چکا ہو مگر ایک مفتری کا کلام بھی ہو سکتا ہے کہ قرآن کے موافق ہو اور وہ اس بات کا لحاظ رکھ لے کہ قرآن شریف کے مخالف کوئی کلام پیش نہ کرے۔ پھر تزکیہ نفس بھی ایک پوشیدہ امر ہے ہر ایک فضول گو تزکیہ نفس کا دعویٰ کر سکتا ہے اسلئے علامت سوم ازبس ضروری ہے۔ تیسری علامت ملہم صادق کی یہ ہے۔ کہ جس کلام کو وہ خدا کی طرف منسوب کرے خدا کے متواتر افعال اس پر گواہی دیں اور اس قدر اسکی تائید میں نشانات ظاہر ہوں کہ عقل سلیم اس بات کو ممتنع سمجھے کہ باوجود اس قدر نشانوں کے پھر بھی وہ خدا کا کلام نہیں۔

رحمانی الہام پر فضل الٰہی اپنی کثرت کے ساتھ گواہی دیتا ہے ایسے آسمانی نشان
بطور شہادت ہوتے ہیں۔ جو انسان کی معمولی حالتوں سے بہت بڑھکر ہوتے ہیں
خدا کے کلام کی یہ نشانی ہے کہ وہ زبردست معجزات پر مشتمل ہوتا ہے وہ معجزات
کیا باعتبار کثرت اور کیا باعتبار کیفیت اپنے اندر مابہ الامتیاز رکھتے ہیں۔
شیطانی القاء میں اقتداری غیب نہیں ہوتا وہ الہام بخیل کی طرح ہوتا ہے
اس میں کثرت سے غیب نہیں ہوتا اکثر اس پر جھوٹ غالب ہوتا ہے۔
مصنف قول سدید اس مضمون پر مشتمل حوالہ جات حقیقۃ الوحی سے پیش کرنیکے
بعد "یہ فعلی شہادت کیا ہے" کے عنوان کے ماتحت نتیجہ نکالتا ہے۔ کہ فعلی شہادت
تین امور پر مشتمل ہوتی ہے۔

اول خدا کا مکالمہ مخاطبہ بکثرت ہوتا ہے۔
دوم اس میں غیب کی خبریں بکثرت ہوتی ہیں۔
سوم یہ غیب کی خبریں اہم اور عظیم امور کے متعلق ہوتی ہیں۔
یہ نتیجہ نکال کر لکھتا ہے۔ "اب میں تمام قادیانی احمدی عالموں بزرگوں اور
دوستوں سے دریافت کرتا ہوں کیا وہ انہی امور کا نام نبوت نہیں رکھتے"
پھر آپ ہی یہ فیصلہ کر کے کہ انہی امور کو ہم لوگ نبوت سمجھتے ہیں۔ ہم پر یوں برستا ہے
"ان لوگوں کی سخن شناسی پر تعجب اور حیرت ہے انکے اس ظلم و جور پر
حسرت و افسوس ہے عقل بحیرت دنگ ہے! ور انصاف اس قادیانی
تماشا پر گریہ کناں کہ جو چیز مرزا صاحب کے نزدیک مکالمہ رحمانی اور
مکالمہ شیطانی میں ضروری اور امتیازی نشان اور لازمی شناختی علامت
ہے اور ان دونوں قسم کے مکالموں میں واحد مابہ الامتیاز ہے اس کو
قادیانی عالم اور بزرگ اٹھا کر حقیقی اور کامل نبوت کی تعریف بنا دیتے

ہیں۔ (قول سدید صفحہ ۲۷۲ تا ۲۷۲)
پھر ہم پر یوں برس کر ہماری طرف اپنے منسوب کردہ عقیدے ذیل کے دو نتیجے اخذ کرتے ہیں۔
۱- "ماسوا حقیقی اور کامل نبیوں کے کسی دوسرے شخص کو خدا کا مکالمہ
نصیب نہیں ہوتا اسلئے قرآن کریم میں اور احادیث رسول اللہ علیہ
وسلم میں اور مرزا صاحب کی بے شمار تحریروں میں غیر نبیوں کے ساتھ
جو خدا کا کلام ہونیکا ذکر ہے۔ وہ سب جھوٹ ہے۔ نعوذ باللہ من
ذالک"

۲- گذشتہ تیرہ سو سال میں پیدا ہونیوالے تمام علما و محدثین امت
میں سے جس کسی نے خدا کے مکالمہ پانیکا دعویٰ کیا اسنے سراسر جھوٹ
بولا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔
(قول سدید صفحہ ۲۷۳ و ۲۷۴)
الجواب :- ناراضگی معاف مصنف قول سدید جان بوجھ کر مغالطہ دینا
چاہتے ہیں ورنہ انہیں ضرور علم ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح
الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نبی کے لئے ان تین امور کے پائے جانے
کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ خدا تعالیٰ اس کا نام نبی اور رسول رکھے
جیسا کہ آیت لا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ
من رسول سے ظاہر ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کا
ک حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نام رکھنے
کی شرط اس لئے ہے کہ اس امر کا فیصلہ کہ اخبار غیبیہ جو کسی بندہ کو اللہ تعالیٰ بتلائے
ان کی اہمیت اور عظمت اور کثرت کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے حقیقۃ النبوۃ ص۵۶
ضروری تھا کہ نبی وہی ہو جسکو اللہ تعالیٰ نبی قرار دے حقیقۃ النبوۃ ص۵۶ یہ دونو حوالے قول سدید ص۲۶۲
پر درج کر کے مصنف نے ان پر جرح کی ہے۔ لہٰذا اس جگہ نام پانیکی شرط کو حذف کر کے وہ مغالطہ
دینا چاہتا ہے کیا یہ دھڑے بندی نہیں۔

ترجمہ یہ تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"خدا تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۰-۳۹۱)

اور اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں لکھتے ہیں:-

"اور نبی کے لئے رسول ہونا شرط ہے کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو پھر مصفّا غیب کی خبر اسکو نہیں مل سکتی اور یہ آیت روکتی ہے۔۔ لا یظھر علی غیبہٖ احدًا الا من ارتضیٰ من رسولٍ"

پھر الوصیت میں تحریر فرماتے ہیں:-

"جبکہ وہ مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت میں کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو۔ تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر سب نبیوں کا اتفاق ہے۔" (الوصیت ص ۱۰)

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ نبی اور رسول کے لئے امور غیبیہ پر غلبہ ضروری ہے غیب کا مصفّٰی ہونا ضروری ہے۔ اور اسکا کیفیت اور کمیت میں بدرجہ کمال ہونا ضروری ہے۔ اگر اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی ہو تو وہ نبوت نہیں یعنی نبوت کاملہ نہیں اس سے نیچے کا مقام ہے پھر آپ فرماتے ہیں:-

"اگر دوسرے صلحا جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پا لیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا اسلئے خدا کی مصلحت نے ان بزرگوں کو

اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱)

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے تیرہ سو سال میں کسی بزرگ کو پورے طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ مشتمل بر امور غیبیہ کی نعمت سے مشرف نہیں کیا گیا اسلئے ان میں سے کوئی نبی کہلانے کا مستحق نہیں ہوا۔ اور تیرہ سو سال میں صرف آپ نے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے کامل حصہ پایا ہے اسلئے آپ نبی کا نام پانے کے لئے از روئے پیشگوئی ایک مخصوص فرد ہیں۔

مصنف قول سدید اور مولوی محمد علی صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس خصوصیت سے اپنی کتابوں میں انکار نہیں کر سکے لیکن اگر وہ اسے نبوت نہیں سمجھتے تو یہ ان کی ضد ہے جس کا میرے پاس کوئی علاج نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو کامل مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کو جو کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو۔ باتفاق انبیاء نبوت قرار دیتے ہیں۔ اور اپنے تئیں اس تعریف کا مصداق قرار دیتے ہیں! ور تیرہ سو سال میں کسی بزرگ کو اس کا پورا مصداق نہیں سمجھتے اسلئے وہ کسی کو نبی کہلانے کا بھی مستحق نہیں سمجھتے اب مصنف قول سدید کا قادیانی احمدی بزرگوں اور عالموں پر برسنا فضول ہے۔ وہ اپنی کم علمی یا کم سمجھی کا علاج کریں اگر اب بھی نہ سمجھے ہوں۔ تو سنیں کہ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کی کثرت تو محدثین کو بھی حاصل ہوتی ہے لیکن کثرت چونکہ ایک نسبتی چیز ہے اسلئے نبی کو جو کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ بلحاظ کیفیت و کمیت ہوتی ہے وہ بدرجہ کمال ہوتی ہے اور محدثین کو جو کثرت ہوتی ہے۔ وہ کیفیت اور کمیت میں بدرجہ کمال نہیں ہوتی ان سے جو مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہوتا ہے

اس میں نبی کے مقابلہ میں کچھ کمی ہوتی ہے۔ کامل مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ پر خدا سے نبی و رسول کا نام ملتا ہے کچھ کمی ہو تو یہ نام نہیں ملتا۔ لہٰذا شیطانی اور رحمانی مکالمہ میں فرق کیلئے جس حد تک کثرت کیفیت و کمیت میں بطور مابہ الامتیاز کے ہونی چاہیئے وہ محدث کے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کو بھی حاصل ہوتی ہے لہٰذا مصنف قول سدید کو یہ جواب دے کر ہم اسکی گالیوں پر صبر کرتے ہیں ہمیں اپنے ذاتی علم پر ناز نہیں فضل الٰہی پر ضرور ناز ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنف قول سدید کی علمی کم مائیگی پر بھی رحم کرے اور اس کی آنکھوں کو کھولے۔ ہمیں تو مسیح موعود کا یہی حکم ہے

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

اصل شرطِ نبوت منصبِ نبوت پر ماموریت ہے

مصنف قولِ سدید مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کو جو بکثرت اہم امورِ غیبیہ پر مشتمل ہو ہماری طرف سے نبوت کی تعریف قرار دیا جانے پر معترض ہے۔ وہ پوچھتا ہے کہ

"یہ کثرت جو آپ کہتے ہیں اگر نبی کو مامور بہ عہدۂ نبوت ہونے سے پہلے حاصل ہوتی ہے تو ثابت ہوا کہ یہ کثرت غیر نبی ہوتے ہوئے حاصل ہو گئی۔ اور اگر کوئی نبی بن جانے یا عہدۂ نبوت پر مامور ہو جانے کے بعد حاصل ہوتی ہے تو ثابت ہوا کہ بغیر کثرت کے ہی نبی ہو جانا ممکن ہے۔ پس دونوں صورتوں میں اس کثرت کا نبی کی کامل شرط ہونا باطل ہو گیا۔" (قول سدید ص۳۶۱)

الجواب:- یہ اعتراض اس بات پر مبنی ہے کہ ہماری طرف کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ مشتمل بر اہم امور غیبیہ کثیرہ کو نبی کی کامل شرط قرار دینا منسوب کیا گیا ہے حالانکہ یہ صریح غلط بیانی ہے۔ کیونکہ حضرت امیر المومنین

خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

"نبی وہی ہو سکتا ہے جو ایسے امورِ غیبیہ پر کثرت سے مطلع کیا جائے جو خاص اہمیت اور عظمت رکھتے ہیں اور جس کا نام خود اللہ تعالیٰ نبی رکھے۔" (حقیقۃ النبوۃ ص۵۷)

نیز فرماتے ہیں:-

"اللہ تعالیٰ کے نام رکھنے کی شرط اسلئے ہے کہ اس امر کا فیصلہ کہ اخبارِ غیبیہ جو کسی بندہ کو اللہ تعالیٰ بتلائے ان کی عظمت اور اہمیت اور کثرت کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے۔ (ایضاً ص۵۶)

اس سے ظاہر ہے کہ نبی کہلانے کے لئے پہلی شرط جو بنیادی شرط ہے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی اور رسول کا نام پانا یعنی اس عہدہ اور منصب پر مامور ہونا ہے۔ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ مشتمل بر اہم امورِ غیبیہ کثیرہ نبی کی کامل شرط نہیں۔ ہاں خدا تعالیٰ نبی اور رسول کے منصب پر اُسے ہی مامور کرتا ہے جس کیلئے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کی ایسی نعمت دیا جانا اس کے نزدیک مقدر ہوتا ہے۔ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ مشتمل بر اہم امور غیبیہ کی کثرت نبوت و رسالت کے ثبوت کی شرط ہے۔ البتہ انبیاء کو نبی اور رسول اسی لئے قرار دیا جاتا ہے۔ ان کو ایسی اہم پیشگوئیاں ضرور ملنے والی ہوتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ کا اس امت سے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے۔ منجملہ ان کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔"
(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ)

گویا تمام انبیاء نبی ان نبوتوں اور پیشگوئیوں کی رو سے کہلاتے ہیں جنکا دیا جانا

ان کے لئے مقدر ہوتا تھا۔ پھر فرماتے ہیں :۔

"نبی کے لئے رسول ہونا شرط ہے کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو مصفّٰی غیب کی خبر اس کو مل نہیں سکتی اور یہ آیت روکتی ہے۔ لا یظھرُ علٰی غیبہٖ احداً الّا من ارتضٰی من رسولٍ"

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

حاشیہ میں فرماتے ہیں :۔

"مصفّٰی غیب پانے کیلئے نبی ہونا ضروری ہوا اور آیت انعمت علیہم گواہی دیتی ہے کہ اس مصفّٰی غیب سے یہ اُمت محروم نہیں اور مصفّٰی غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے"

پس حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حقیقۃ النبوت میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان تحریروں کے عین مطابق ہے۔ نبی کے لئے رسول ہونا یعنی منتخب ہو کر بھیجا جانا شرط ہے۔ نبی اور رسول کے منصب پر فائز ہو جانے پر اسے امور غیبیہ پر کثرت سے اطلاع ملے گی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک تمام انبیاء انہی پیشگوئیوں کے رو سے نبی کہلاتے رہے ہیں یعنی خدا تعالیٰ ان کو نبی کا نام ان مقدر پیشگوئیوں کی وجہ سے دیتا رہا ہے جن کا ان کے ذریعہ ظاہر کیا جانا ضروری سمجھتا تھا پس اصل شرط منصب نبوت پر ماموریت ہے جس سے وہ مامور مطاع بن جاتا ہے۔ اگر ظلی نبی ہو تو ظلی مطاع ہوتا ہے۔ اگر براہ راست نبی ہو تو براہ راست مطاع ہوتا ہے۔ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ جو اہم امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے ثبوت نبوت کی شرط ہوتا ہے۔ جب نبی اور رسول کا دعویٰ کرنے کے بعد یہ ثبوت پایا جاتا ہے تو مدعی کا دعویٰ خالی دعویٰ نہیں رہتا بلکہ نشانوں اور پیشگوئیوں

کے پورا ہونیکی وجہ سے متحقق ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر مجدد کے معاملہ پر غور کیا جا سکتا ہے۔ مجدد کی تعریف یہ ہے کہ وہ تجدید دین کرتا ہے لیکن جب اس منصب پر اس کا تقرر ہوتا ہے اور وہ مجدد ہونے کا اعلان کرتا ہے تو اسی وقت وہ ساری تجدید جو اس کے ہاتھ سے مقدر ہوتی ہے سرانجام نہیں دیدیتا بلکہ اس کے لئے ایک وقت درکار ہوتا ہے۔ جوں جوں اس کے ہاتھ سے تجدید کا کام ہوتا جاتا ہے اس کے مجدد ہونیکا ثبوت زیادہ سے زیادہ متحقق ہوتا جاتا ہے یہی حال نبی اور رسول کو دیا جانیوالے امور غیبیہ کا ہوتا ہے۔ جوں جوں اہم امور غیبیہ ظاہر ہوتے جاتے ہیں اور پیشگوئیاں وقوع میں آتی جاتی ہیں۔ مدعی نبوت و رسالت کی صداقت نمایاں سے نمایاں تر ہوتی جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے جن سے موسوی دین کی شوکت اور صداقت کا اظہار ہو پس وہ نبی کہلائے۔ یہی حال اس سلسلہ میں ہے۔ بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اس کے لئے اور کونسا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے"

(بدر ۵ رمارچ ۱۹۰۸ء)

خاتم النبیّین خاتم الکتب اور خاتم الشرائع

مولوی محمد علی صاحب النبوۃ فی الاسلام میں لکھتے ہیں :۔

"پس اگر خاتم النبیّین کے یہ معنی لئے جائیں کہ آپ کی مُہر سے نبی بنیں گے تو خاتم الکتب کے معنی بالخصوص جب نبی اور کتاب کا تعلق

بھی ضروری ہے یہ کرنے پڑیں گے کہ قرآن کی مُہر سے کتابیں آیا کریں گی۔"

(النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۲۸)

الجواب:- مولوی محمد علی صاحب کو یہ سوال اٹھانے کا حق نہیں۔ کیونکہ خاتم النبیین کے یہ معنی تو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان کئے ہیں۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:-

"بجز اس (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مُہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸)

اب کیا مولوی محمد علی صاحب اِس عبارت کو سامنے رکھ کر یہ سوال اٹھا سکتے ہیں کہ جب خاتم النبیین کی مُہر سے امتی نبی بن سکتا ہے تو خاتم الکتب کے معنی یہ ہونے چاہئیں کہ قرآن مجید ایسی کتاب ہے جس کے بعد امتی کتاب آنی چاہیئے یا قرآن شریف کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خاتم الشرائع بھی لکھا ہے تو کیا وہ یہ سوال اٹھا سکتے ہیں کہ کیا خاتم الشرائع کے بعد امتی شریعت بھی آسکتی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ اِس قسم کا سوال اٹھانا مولوی محمد علی صاحب کو زیب نہیں دیتا تھا۔ کیونکہ نئی الکتاب لانے کا تعلق صرف شارع نبی سے ہوتا ہے نہ کہ مطلق نبی سے۔ کیونکہ نبی تشریعی بھی ہوتا ہے اور غیر تشریعی بھی۔ پھر امتی نبی تو ایک انسان ہوتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی شرط کے ساتھ آپؐ کی مُہر کے فیض سے نبی بنتا ہے اور کتاب کوئی انسان نہیں جو امتی انسان کی طرح کتاب شریعت کی پیروی کے بعد شریعت والی کتاب کی مُہر سے مستفیض ہو کر کتاب بنے۔

ماسوا اسکے خاتم النبیین کے معنوں میں یہ امر بھی پایا جاتا ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم آخری شارع نبی ہیں۔ پس شریعت محمدیہ کے اتم اور اکمل شان رکھنے کی وجہ سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری شارع نبی ہونے کی وجہ سے اب کوئی کتاب شریعت نازل نہیں ہو سکتی البتہ غیر تشریعی وحی کا دروازہ از روئے قرآن مجید کھلا ہے۔ حسب آیت اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ قرآن مجید میں خدا کا کلام دو قسم کی وحیوں پر مشتمل ہے۔ ایک قسم اوامر و نواہی پر مشتمل ہے اور دوسری قسم بشارات اور پیشگوئیوں پر۔ گویا یہ حصہ امورِ غیبیہ پر مشتمل ہے۔ اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی جو خاتم الکتب اور خاتم الشرائع (قرآن مجید) کی کامل پیروی کرے وہ امورِ غیبیہ پر مشتمل وحی اس حد تک پا سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی کہلانے کا مستحق ہو جائے۔ چونکہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہر کے فیض سے امتی کو صرف غیر تشریعی نبوت مل سکتی ہے۔ لہٰذا مولوی محمد علی صاحب کے جواب میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ خاتم الکتب اور خاتم الشرائع کی مُہر کے فیض سے اُمتی کو غیر تشریعی وحی ضرور مل سکتی ہے۔ گو اس وحی کا مجموعہ کتاب ہی ہوگا مگر اس کو الکتاب (یعنی کتاب شریعت) نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ نئی شریعت خاتم الکتب اور خاتم الشرائع کے بعد نہیں آسکتی۔ خاتم النبیین کی آیت شارع نبی کی آمد میں روک ہے اور شارع نبی کا تعلق ہی کتاب شریعت کے نازل ہونے سے ہے۔ پس جس طرح خاتم النبیین کی مُہر کے فیض سے آپؐ کا اُمتی غیر تشریعی نبی بن سکتا ہے ویسے ہی خاتم الکتب اور خاتم الشرائع (قرآن مجید) اس امتی

نبی پر غیر تشریعی وحی کے نزول میں مانع نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خاتم النبیین قرآن مجید کے خاتم الکتب اور خاتم الشرائع ہونے کی وجہ
سے ہی ہیں۔ اسلئے خاتم النبیین خاتم الکتب اور خاتم الشرائع کی مُہر
کا فیض ایک سی ہی حیثیت رکھتا ہے۔ یعنی ان کی پیروی کے بعد ایک
امتی کو مقام نبوت اور غیر تشریعی نبوت کی وحی پانے کا مرتبہ حاصل
ہو سکتا ہے۔

غیر مبایعین کے ایک مایہ ناز حوالہ کی تشریح

راولپنڈی کے غیر مبایعین کو ایک حوالہ کے متعلق ختم نبوت کے
معنوں کے بیان میں بڑا ناز ہے۔ یہ حوالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے ایک خط ۱۸۸۴ء سے ماخوذ ہے۔ وھو ھذا :-
"جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں ظہور فرما ہوئے۔ ××××
اور خدا تعالیٰ نے اس نبی کریم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا تو بوجہ
ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ ہم وغم رہتا
تھا کہ مجھ سے پہلے دین کو قائم رکھنے کے لئے ہزارہا نبیوں کی
ضرورت ہوئی اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ..... تب خدا تعالیٰ
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دی اور وعدہ فرمایا کہ
ہر صدی کے سر پر دین کی تجدید کے لئے ایک مجدد پیدا کرتا رہیگا
..... جو کمالاتِ نبوت پا کر ..... راہِ راست کی طرف
لوگوں کو ہدایت کریں گے۔" (الحکم ۲۹ مئی ۱۹۰۱ء خط ۱۸۸۴ء)
غیر مبایعین کہتے ہیں ختم نبوت کے معنی از روئے حدیث صرف یہ ثابت

ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔
بے شک اس عبارت سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
جب خاتم النبیین قرار دیا گیا تو آپ کا ذہن سب سے پہلے ختم نبوت کے
منفی معنوں کی طرف مبذول ہوا اور آپ کو فکر لاحق ہوا کہ مجھ سے پہلے
موسوی دین کو قائم رکھنے کے لئے ہزاروں نبیوں کی ضرورت ہوئی تھی۔
اور میرے بعد کوئی نبی نہیں تو اب میرے بعد کام کیسے چلے گا۔ اس پر
آپ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے انکشاف ہوا کہ ہر صدی کے سر پر مجددین
آئیں گے جو کمالاتِ نبوت کے حامل ہو کر لوگوں کو راہِ راست کی
ہدایت کریں گے۔ اسلئے جو کام موسوی دین میں مستقل انبیاء سے
لیا جاتا رہا وہ کام مجددینِ اُمت سے لیا جائے گا جو بنی اسرائیل کے
انبیاء کے مثیل ہوں گے۔ مگر غیر مبایعین کو یہ حقیقت بھی معلوم ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود مسیح محمدی کو چار دفعہ نبی اللہ
قرار دیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ تیرہ سو
سال میں اس اُمت میں نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی ایک مخصوص
فرد ہوں۔ مجھ سے پہلے صلحاء کو اسلئے نبی کا نام نہ دیا گیا کہ اس پیشگوئی
میں رخنہ واقع نہ ہو جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور مسیح موعود
کے درمیان کوئی نبی قرار نہیں دیا۔ اور پھر آپ نے یہ بھی کئی جگہ لکھا ہے
کہ آپ کو نبی کا نام حدیث میں اور خدا تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت اور آپ کے افاضۂ روحانیہ کے
واسطہ سے حاصل ہوا ہے۔ اور آپ نے اپنی نبوت کو خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہرِ نبوت کا فیض قرار دیا ہے اور خاتم النبیین کے

یہ معنی لکھے ہیں کہ :-

"آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے"

(حقیقۃ الوحی حاشیہ صـ۹۷)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین کے مقام کے یہ معنی جو اپنے اندر مثبت پہلو رکھتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے ہی مستنبط فرمائے ہیں۔ یہ معنی احادیث نبویہ کے خلاف نہیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کی طرف سے صرف اتنا ہی علم نہیں دیا گیا تھا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا جو کمالاتِ نبوت رکھتا ہوگا۔ بلکہ بعد میں آپ کو اس بات کا بھی علم دیا گیا تھا کہ مسیح موعود نبی اللہ ہوگا۔ اور وہ آپ کے فیض سے مستفیض ہو کر مقامِ نبوت حاصل کرے گا۔ غیر مبایعین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بات کو لینا اور دوسری کو چھوڑنا انہیں میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو کی ضرب المثل کا مصداق بناتا ہے۔

خاتمہ

زمرۂ انبیاء اور مسیح موعودؑ

میری کتاب کے پڑھنے والے اس بات کو معلوم کر چکے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شروع دعویٰ سے جس قسم کی نبوت کا مدعی ہونے سے انکار کیا ہے وہ تشریعی یا مستقلہ نبوت ہے۔ جس کا حامل غیر اُمتی ہوتا ہے۔ اس قسم کی نبوت کے دعویٰ کا آپ آخری عمر تک انکار کرتے رہے ہیں۔ اور جس نبوت کا آپ کو دعویٰ ہے اس کا تفصیلی کیفیت کے لحاظ سے شروع سے آخر تک آپ اقرار کرتے رہے ہیں۔ کسی وقت انکار نہیں کیا۔ البتہ ایک وقت تک اپنے متعلق نبی اور رسول کے الہامی الفاظ کی تاویل محدث اور جزوی نبی فرماتے رہے ہیں۔ لیکن جب آپ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ انکشاف ہو گیا کہ آپ کو نبی کا خطاب صریح طور پر دیا گیا ہے تو آپ نے یہ تاویل چھوڑ دی۔ چنانچہ غیر مبایعین سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریرات میں سے یہ تاویل کہیں نہیں دکھا سکتے۔ اور دکھا بھی کیسے سکیں جبکہ صراحت تاویل کی ضد ہوتی ہے اور صریح طور پر نبی کا خطاب پانیکا انکشاف ہونے پر محض محدث کے لفظ سے تاویل کرنے کا آپ کو کوئی حق نہیں رہا تھا۔ یہ آپ معلوم کر چکے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہ صرف

یہ تاویل ترک فرمادی بلکہ صاف لکھا کہ اِس اُمّت میں ہزارہا اولیاء ہوئے
اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمّتی بھی ہے اور نبی بھی اور وہ مسیح موعود ہے
اس سے بڑھ کر آپ نے نہایت صفائی سے لکھ دیا کہ تیرہ سو سال میں
جس قدر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امورِ غیبیہ کا شرف آپ کو دیا گیا ہے۔
کسی فردِ اُمّت کو اس قدر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امورِ غیبیہ سے حصہ نہیں
دیا گیا۔ اسلئے نبی کا نام پانے کے لئے آپ ہی اِس امّت میں ایک فرد
مخصوص ہیں۔ آپ سے پہلے کے صلحاءِ امّت بھی اسی قدر مکالمہ مخاطبہ
الٰہیہ اور امورِ غیبیہ سے حصہ پا لیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے۔
اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں رخنہ واقع ہو جاتا
جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے اور مسیح موعود
کے درمیان کوئی نبی نہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اسلئے خدا تعالیٰ نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور
پر پانے سے روک دیا تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا
شخص ایک ہی ہوگا وہ پیشگوئی پوری ہو جائے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایسے بیان سے ظاہر ہے کہ مسیح موعود کا
مقامِ نبوت ان اولیاء اللہ اور محدثین امت سے جو تیرہ سو سال میں
گذرے بڑھ کر رہا ہے۔ پھر یہ بھی آپ معلوم کر چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام لکھتے ہیں کہ مسیح موسوی کے مقابلہ میں مسیح محمدی بھی شانِ نبوت
کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ اور یہ بھی آپ معلوم کر چکے ہیں کہ ۱۹۰۱ء کے بعد
آپ نے یہ اعلان کیا ہے کہ آپ اپنی تمام شان میں حضرت مسیح ابن مریم سے
بہت بڑھ کر ہیں۔ یہ سب باتیں اپنی جگہ درست اور ایک حقیقتِ ثابتہ ہیں لیکن

غیر مبایعین کو اِس حقیقت کا صاف لفظوں میں اعتراف کرنے کی جرأت نہیں کہ
مسیح موعود کا مقام اپنی نبوت کے لحاظ سے محدثیت سے بالا ہے۔ انہیں
صرف یہ ڈر لاحق ہے کہ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام زمرۂ انبیاء
میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور یہ بات ماننے سے گو خدا تعالیٰ تو ناراض نہ ہو
کیونکہ اس نے تو مسیح موعود کو صریح طور پر نبی و رسول کہا ہے مگر غیر احمدیوں
کے ناراض ہونے کا غیر مبائعین کو ڈر ہے حالانکہ یہ سبق جماعت کو کہ حضرت
مسیح موعود علیہ السلام دوسرے انبیاء کی طرح ایک نبی ہیں۔ خود مولوی
محمد علی صاحب نے ریویو آف ریلیجنز کی ایڈیٹری کے زمانہ میں دیا ہے۔ جس کا
ثبوت اِس کتاب میں بھی پیش کیا جا چکا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے آپکو
ایک بحث میں زمرۂ محدثین میں شمار نہیں کیا بلکہ آپ کو مدعیٔ نبوت قرار دیا ہے
اور خلفائے اربعہ کو آپ کے مقابلہ میں زیر بحث لانا اسلئے غیر متعلق قرار
دیا ہے کہ کوئی اُن میں سے مدعیٔ نبوت نہیں تھا پھر عدالت میں باقرار صالح
شہادت دیتے ہوئے حضرت مرزا صاحب کو مدعی نبوت قرار دیا ہے لیکن انکی
ہوشیاری ملاحظہ ہو کہ خود عقیدہ بدل کر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی
ایدہ اللہ تعالیٰ کو یہ الزام دیتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی نبوت کا عقیدہ
ان کی ایجاد ہے مصنف قولِ سدید نے بھی اپنی کتاب میں یہی الزام دیا ہے۔
میری اس کتابچے قارئین کرام آسانی سے معلوم کر سکتے ہیں یہ الزام ان لوگوں کا
سراسر کذب و افتراء ہے۔ بلکہ حضرت امیر المومنین اور آپکی جماعت حضرت مسیح
موعود کو صرف امتی نبی مانتی ہے۔ شریعت لانے والا نبی یا مستقل نبی نہیں مانتی اور
امتی نبی ہونے کا دعویٰ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی تحریرات میں صاف صاف
موجود ہے نہ ایک جگہ بلکہ اپنی تحریرات میں کئی جگہ آپ نے اپنا یہ مقام و مرتبہ

بیان فرمایا ہے اس سے بڑھکر کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ آپکی طرف منسوب کرنا ہم لوگ کفر سمجھتے ہیں اور ہمارا یہ بھی ایمان ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو امتی نبوت کا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ کی قوت قدسیہ اور افاضہ روحانیہ کے واسطہ سے ملا ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور آپکی جماعت اس سے کوئی بڑا دعویٰ آپکی طرف منسوب نہیں کرتی۔ واللہ علی ما اقول شہید۔

زمرۂ انبیاء

اس بات کا سمجھنا کہ مسیح موعودؑ زمرۂ انبیاء میں کس طرح داخل ہیں بہت آسان ہے۔ ہم لوگ یہ نہیں مانتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریعی انبیاء کے زمرہ میں داخل ہیں۔ کیونکہ تشریعی نبوت ایک الگ قسم کی نبوت ہے تشریعی انبیاء کے زمرہ میں صرف وہی انبیاء شامل ہو سکتے ہیں جو نئی شریعت یا احکامِ جدیدہ لائے ہوں پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام مستقل انبیاء کے زمرہ میں بھی شامل نہیں کیونکہ ان کیلئے غیر امتی ہونا ضروری ہے۔ خود غیر تشریعی مستقل انبیاء بھی اپنی اس قسم نبوت کے لحاظ سے تشریعی انبیاء کے زمرہ میں شامل نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام چونکہ امتی نبی ہیں اسلئے آپ اپنی اس قسم نبوت کے لحاظ سے نہ شارع انبیاء کے زمرہ میں داخل ہیں نہ مستقل انبیاء کے زمرہ میں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ثابتہ ہے کہ ایک غیر تشریعی مستقل نبی (جیسے حضرت سلیمان یا حضرت یوسف علیہما السلام) گو اپنی قسم نبوت کے لحاظ سے شارع انبیاء کے زمرہ میں داخل نہیں لیکن وہ نبوت مطلقہ کے لحاظ سے یا جنسِ نبوت کے لحاظ سے انبیاء کے مجموعی گروہ یا زمرہ کا ایک فرد ضرور ہوتا ہے اسی طرح امتی نبی بھی چونکہ نبوت مطلقہ کی ایک تیسری قسم ہے یا جنس نبوت کی

ایک الگ تیسری نوع ہے۔ اسلئے نبوت مطلقہ اور جنس نبوت کے لحاظ سے وہ بھی انبیاء کے مجموعی گروہ یا مجموعی زمرہ کا ایک فرد ہے۔ یہ بات کوئی ڈر والی نہیں خود جناب مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کی تشریح میں اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام میں تسلیم کیا ہے کہ اس حدیث میں النبوۃ سے مراد جنس نبوت ہے جسکی ایک نوع مبشرات والی نبوت ہے گو وہ مبشرات والی نبوت کو محدثیت تک محدود قرار دیتے اور جنس نبوت سے مراد محض مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ لیتے ہیں۔ تاہم جنس نبوت کے لحاظ سے تو انہوں نے دانستہ یا نادانستہ محدثین کو بھی انبیاء کے مجموعی زمرہ کا فرد قرار دیدیا ہے۔ کیونکہ نوع جنس کا فرد ہوتی ہے اور قادیان کے زمانہ میں تو وہ حضرت اقدس کو برملا نبی لکھتے رہے ہیں اور کبھی اسکی تاویل محدثیت تحریر نہیں فرمائی پھر ایک عالم ربانی حضرت محی الدین ابن عربی تو اس امر کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ درود شریف کی برکت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آل یعنی کامل متبعین کو نبوت کے درجہ میں آل ابراہیم کے انبیاء میں ملا دیا ہے وہ فرماتے ہیں۔

"فَكَانَ مِنْ كَمَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَنْ اَلْحَقَ آلَهٗ بِالْاَنْبِيَاءِ فِي الرُّتْبَةِ وَزَادَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ بِاَنَّ شَرْعَهٗ لَا يُنْسَخُ۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ہے کہ آپ نے درود شریف کی دعا کے ذریعہ اپنی آل کو رتبہ میں انبیاء سے ملا دیا ہے۔ اور ابراہیم سے بڑھ کر آپکو یہ بات حاصل ہوئی ہے کہ آپکی شریعت منسوخ نہیں ہوگی۔

آگے لکھتے ہیں:-

"فَقَطَعْنَا اَنَّ فِی هٰذِهِ الْاُمَّةِ مَنْ لَحِقَتْ
دَرَجَتُهٗ دَرَجَةَ الْاَنْبِيَاءِ فِی النُّبُوَّةِ
عِنْدَ اللّٰهِ لَا فِی التَّشْرِيْعِ"

(فتوحات مکیہ جلد اول ص ۵۶۹ و ۵۷۰)

کہ ہم نے قطعی طور پر جان لیا ہے کہ اس امت میں وہ اشخاص بھی ہیں جن کا درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نبوۃ میں انبیاء کے درجے سے جا ملا ہے نہ کہ شریعت لانے میں۔ حضرت محی الدین ابن عربی ان لوگوں کو عند اللہ انبیاء کے زمرہ میں داخل قرار دیتے ہیں۔

پھر امام شعرانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

"اِعْلَمْ اَنَّ مُطْلَقَ النُّبُوَّةِ لَمْ تَرْتَفِعْ
اِنَّمَا ارْتَفَعَ نُبُوَّةُ التَّشْرِيْعِ۔"

(الیواقیت والجواہر جلد ۲ ص ۳۵ و ۳۹
بلحاظ ایڈیشن مختلف)

کہ جان لو کہ نبوت مطلقہ بند نہیں ہوئی صرف تشریعی نبوت بند ہوئی ہے۔

پس ہم لوگ صرف مطلق نبوت کے لحاظ سے مسیح موعود کو زمرہ انبیا میں شمار کرتے ہیں۔ جس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا۔ کہ آپ تشریعی نبی یا مستقل نبی ہیں۔

اولیاء اللہ نے تو حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو بھی کمالات

نبوت پانے کی وجہ سے انبیاء کے زمرہ میں شمار کیا ہے چنانچہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی مکتوبات جلد اول ص ۲۵۱ میں لکھا ہے۔

"ایں ہر دو بزرگوار از بزرگی و کلانی در انبیاء معدود اند
و بفضائل انبیاء موصوف"

کہ یہ دونو بزرگوار اپنی بزرگی اور بڑائی کی وجہ سے انبیاء میں شمار ہوتے ہیں۔ اور انبیاء کی خوبیوں سے متصف ہیں۔

امت محمدیہ کے مسیح موعود کو تو حضور سرورِ انبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار دفعہ حدیث میں نبی اللہ قرار دیا ہے۔ پھر ان کو نبوت مطلقہ کے لحاظ سے انبیاء کے زمرہ میں شمار کرنے میں غیر مبایعین کو کیا عذر ہے؟ مصنف قول سدید نے لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب کی تصنیف میں دھڑے بندی سے کام نہیں لیا۔ بلکہ صرف اپنی تحقیق پیش کی ہے۔ میں ان کی نیت کے بارہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن میں نے ان کا عمل اس کے خلاف پایا ہے۔ اور اپنی تحقیق میں ان کی منطقی بحث بھی سخت ناقص پائی ہے انہوں نے اپنی کتاب میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے مسلک کا خوب مذاق اڑایا ہے مگر ان کے منطقی قیاسات برہانی ہونے کی بجائے جدلی ہیں۔ اس کے باوجود انہیں اپنی تحقیق پر بڑا ناز ہے۔

سچ ہے كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ وَ
فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ۔

میں یہ شہادت دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ میں نے اپنی تحقیق

میں مسیح موعود کی نبوت کے عقیدہ کے بارہ میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے مسلک کو سراسر حق اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے مطابق پایا ہے۔ اور قول سدید کو پڑھ کر میں نے یہ اثر لیا ہے کہ جس طرح جناب مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے اس مسئلہ میں اخفائے حق اور تدلیس سے کام لیا ہے۔ مصنف قول سدید نے ان سے بھی بازی لے جانیکی کوشش کی ہے۔

آخری گزارش

اپنی اس کتاب میں میری آخری گزارش یہ ہے کہ غیر مبایعین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذیل کی تحریر پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔

"خدا تعالےٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اسقدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوّت ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا اور شیطان کا مع اپنی تمام ذرّیت کے آخری حملہ تھا اس لئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لئے ہزارہا نشان ایک جگہ جمع کر دیئے ہیں۔ لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے

شیطان ہیں وہ محض افتراء کے طور پر اعتراض کر دیتے ہیں اور چاہتے ہیں کسی طرح خدا کا قائم کردہ سلسلہ نابود ہو جائے مگر خدا چاہتا ہے کہ اپنے سلسلہ کو اپنے ہاتھ سے مضبوط کرے جب تک وہ کمال تک پہنچ جائے" (چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷)

کیا یہ مقام تعجب نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشانوں کو اگر ہزار نبی پر تقسیم کیا جائے تو ان سے ان کی نبوّت تو ثابت ہو سکتی ہے۔ لیکن غیر مبایعین کے نزدیک ان ہزارہا نشانوں کی مجموعی قوّت بھی حضرت مسیح موعود کی نبوّت کو ثابت نہیں کر سکتی۔ تلک اذا قسمۃ ضیزیٰ۔

مسیح موعود کا خدا آسمان پر ایک فیصلہ کرتا ہے۔ اور اسے زمین پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل کرتا ہے وہ فیصلہ یہ ہے۔

"انّی معک و مع اھلک"

کہ میں خدا تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔

غیر مبایعین نے اس فیصلہ کی قدر نہ کی مگر یہ فیصلہ آسمان پر ہوا اور زمین پر نافذ ہوا۔ اور ہم نے اس کا ظہور اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ غیر مبایعین شروع میں اپنی اکثریت پر نازاں تھے۔ مگر خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت کا ساتھ دیا۔ اور چند دنوں میں ان کی جماعت کی اقلیت کو اکثریت سے بدل دیا۔ اور اب خلافت ثانیہ کی برکت سے اسلام و احمدیت

کا علم دنیا کے ہر ملک میں بلند ہو رہا ہے۔ قومیں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ حلقہ بگوشِ اسلام ہو کر برکت پا رہی ہیں۔ مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم ہو رہے ہیں۔ اور جہاد بالقرآن کی مہم میں آپ اور آپ کی جماعت سب مسلمان فرقوں سے اگلی صف میں کھڑی ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اللّٰھم ارنا الحق حقاً والباطل باطلاً وارزقنا
اتباعہ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

خادم سلسلہ

محمد نذیر لائلپوری

انڈیکس قولِ بلیغ

۱- پیش لفظ ص۲
۲- قولِ بلیغ - اقسام نبوت - نبوت میں امر مشترک یا نبوت مطلقہ - مسیح موعود کے متعلق پیشگوئی - مسیح موعود کی پیشگوئی کے سمجھنے میں علماء کی غلطی - اس پیشگوئی کا ظہور - ص۳ تا ۱۳ ص۱۳ تا ۱۸
۳- خاتم النبیین کے معنی از حضرت مسیح موعود علیہ السلام - ص۱۵
۴- جماعت احمدیہ میں تفرقہ کا بانی - ص۱۸ تا ۲۰
۵- مسیح موعود امتی نبی
۶- قادیان کے زمانہ میں مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک خاتم النبیین کے سچے معنی اور یہ تسلیم کرنا کہ خدا نبی پیدا کر سکتا ہے۔ ص۲۰-۲۱
۷- مولوی محمد علی صاحب کے عقیدہ میں تبدیلی ص۲۱ تا ۲۴
۸- مولوی محمد علی صاحب کا عدالت میں باقرار صالح بیان کہ مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں - اور ایک تحریری بحث میں آپ کو مدعی نبوت پیش کرنا اور لاہور میں جا کر انکار ص۲۵
۹- اخبار پیغام صلح سے تعلق رکھنے والوں کا ۱۹۱۳ء میں اعلان کہ حضرت مرزا صاحب کو نبی اور رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔ ص۲۵ تا ۲۷
۱۰- غیر مبائعین کا انکارِ نبوت کے لئے حیلہ کی تلاش ص۲۸-۲۹
۱۱- حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور تبدیلی عقیدہ ص۳۰ تا ۳۲

۱۲۔ ہمارے اور غیر مبائعین کے درمیان مسئلہ نبوت مسیح موعود میں لفظی نزاع صـ۳۲

۱۳۔ ۱۸۹۹ء کی تعریفِ نبوت اور ۱۹۰۱ء اور بعد کی تعریفِ نبوت کے تقابل سے تعریفِ نبوت میں تبدیلی کا ثبوت۔ صـ۳۳ تا ۳۶

۱۴۔ امتی نبی اور مستقل نبی میں صرف ذریعہ حصولِ نبوت کا فرق۔ صـ۳۶

۱۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیرہ سو سال صرف ایک ہی امتی نبی۔ صـ۳۹

۱۶۔ محدث اور نبی میں فرق۔ صـ۴۰

۱۷۔ حضرت مسیح موعودؑ کا مقام محدثیت سے بالا ہونے کا ثبوت صـ۴۱ تا ۴۳

۱۸۔ قولِ سدید کے اس اعتراض کا جواب کہ مسیح موعودؑ نے صرف نبی کا نام پایا ہے نہ کہ درجہ۔ صـ۴۳ تا ۵۱

۱۹۔ غیر مبائعین سے بحث کا ایک آسان طریق۔ صـ۵۱ تا ۵۹

۲۰۔ نبوت کے عقیدہ میں تبدیلی کا اعلان و اعتراف از حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ صـ۶۰

۲۱ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جزئی فضیلت بر مسیح ابن مریم علیہ السلام کے عقیدہ میں تبدیلی صریح طور پر نبی کا خطاب پانے کے انکشاف پر۔ صـ۶۲

۲۲۔ اِس جزئی فضیلت کے عقیدہ کو ترک کر کے اپنی تمام شان میں حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام سے افضل ہونے کا اعتراف۔ صـ۶۲-۶۳

۲۳۔ نبوت کے عقیدہ میں تبدیلی کے خلاف غیر مبائعین کے عذرات مع جوابات صـ۶۳

۲۴۔ عذر اول۔ تبدیلی فضیلت کے عقیدہ میں ہوئی نہ کہ نبوت کے عقیدہ میں۔ اس کا رد۔ قول سدید کے مصنف کی حضرت مسیح موعودؑ کے اپنی تمام شان میں مسیح ابن مریمؑ سے بہت بڑھ کر ہونے کی تشریح اور اس کا جواب۔ صـ۶۳ تا ۶۵

۲۵۔ عذر دوم۔ اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہونے کا دعویٰ کلی فضیلت کا نہیں اور اس کا جواب۔ صـ۶۶ تا ۶۸

۲۶۔ مولوی محمد علی صاحب کا عذر کہ فضیلت کے عقیدہ میں تبدیلی دعویٰ مسیحیت پر ہوئی۔ اس کی تردید اور اِس بات کا اثبات کہ جزئی فضیلت کے عقیدہ کا زمانہ سنہ ۱۹۰۰ء تک جو تریاق القلوب کی تحریر کا زمانہ ہے ممتد ہے۔ صـ۶۸ تا ۷۱

۲۷۔ ہمارا ایک اہم سوال اِس بات کی تائید میں کہ مولوی محمد علی صاحب کی تشریح تبدیلیٔ عقیدہ والے حوالہ کے متعلق درست نہیں۔ صـ۷۲ تا ۷۴

۲۸۔ مصنف قول سدید کا اس سوال کا غلط جواب جزئی فضیلت کے مدارج قرار دیکر۔ صـ۷۲ و ۷۳

۲۹۔ اِس غلط جواب کی تردید اور اس بات کا ثبوت کہ دونو عقیدوں میں تناقض چاہیئے۔ اور جزئی فضیلت کے پیش کردہ مدارج میں کوئی تناقض موجود نہیں۔ صـ۷۳ تا ۷۷

۳۰۔ عقیدۂ نبوت میں تبدیلی کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے اپنی نبوت کے ثبوت میں ۲۳ سال پہلے کے الہامات کا حوالہ دینے کی وجہ۔ صـ۷۹

۳۱- مولوی محمد علی صاحب کا یہ عذر کہ وجہ فضیلت کارنامے ہیں - صہ ۷۹

۳۲- اِس عذر کا جواب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنی تمام شان میں حضرت مسیح ابن مریمؑ سے افضل ہونے میں آپ کی اُمّتی نبوت کا دخل ہے - صہ ۸۰ و ۸۱

۳۳- مولوی محمد علی صاحب کا ایک اَور عذر عقیدۂ فضیلت میں تبدیلی کے متعلق اور اس کا جواب - صہ ۸۱

۳۴- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک فیصلہ کن حوالہ (تحریر) آپ کی نبوت کے ثبوت میں اور اس بات کا ثبوت کہ خاتم النبیین کے معنوں کے متعلق ہماری جماعت کا نقطۂ نگاہ ہی درست ہے اور غیر مبایعین کا نقطۂ نگاہ سراسر غلط ہے - صہ ۸۲ تا ۸۷

۳۵- مصنف قولِ سدید کا اعتراض کہ عقیدۂ نبوت میں تبدیلی مانی جائے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر لاعلمی کا الزام عائد ہوتا ہے اور ہمارا جواب - صہ ۸۷ تا ۹۴

۳۶- مصنف قولِ سدید کا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ پر مکفرین علماء کے اقوال کی نقل کا الزام اور اس کی تردید - صہ ۹۴ تا ۱۰۷

۳۷- تعریفِ نبوت میں تبدیلی کا پہلا تحریری اعلان اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ہے - صہ ۱۰۷ تا ۱۱۰

۳۸- دعویٰ کس طرح قریب سے دکھایا جاتا ہے - غیر مبایعین کے ایک اعتراض کا جواب - صہ ۱۱۰ تا ۱۱۴

۳۹- مصنف قول سدید کی آیت لانفرّق بین احدٍ من رسلہ کی غلط تفسیر اور ہماری طرف سے اس غلط فہمی کا ازالہ - صہ ۱۱۴ تا ۱۱۷

۴۰- نبی وہی ہے جسے خدا نبی کہے - صہ ۱۱۸ تا ۱۲۰

۴۱- مجازی نبی کی حقیقت صہ ۱۲۰ تا ۱۲۵

۴۲- نبی کے حقیقی معنی جن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام مصداق ہیں - ان معنوں کے متعلق غیر مبایعین کی غلط تشریح کا رد - صہ ۱۲۵ تا ۱۲۸

۴۳- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اِس حیثیت پر کہ آپ تمام انبیاء میں سے کامل استاد ہیں - غیر مبایعین کے اعتراض کا جواب - صہ ۱۲۸ تا ۱۳۳

۴۴- ظلّی نبی اور ظلّی نبوّت کی حقیقت - صہ ۱۳۳ تا ۱۳۹

۴۵- ظلّی نبی اور ظلّی نبوّت کے متعلق مصنف قول سدید کا پہلا سوال معہ جواب - صہ ۱۳۹ تا ۱۴۲

۴۶- ظلّی نبی اور ظلّی نبوّت کے متعلق مصنف قول سدید کا دوسرا سوال معہ جواب - صہ ۱۴۲ تا ۱۴۶

۴۷- اُمتی نبی کا مرکب نام اور جزئی نبی کی حقیقت صہ ۱۴۷ تا ۱۵۲

۴۸- رسالہ الوصیت میں بعض افرادِ اُمّت کے نبی کا خطاب پانے سے مراد صرف مسیح موعود ہے - صہ ۱۵۲ تا ۱۵۵

۴۹- بعض افراد کی ایک اَور معقول توجیہہ - صہ ۱۵۵ تا ۱۵۷

۵۰- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم المومنین، خاتم العارفین اور خاتم النبیین ہونے کی حقیقت - اصل مومن، اصل عارف اور اصل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں - آپؐ کے اُمتی ان سب مدارج کو آپؐ کی ظلّیت میں حاصل کرتے ہیں - صہ ۱۵۸ تا ۱۶۲

۵۱- رحمانی اور شیطانی الہام میں مابہ الامتیاز، مصنف قولِ سدید کے

ایک مایۂ ناز اعتراض کا جواب ۔ محدث اور نبی کے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ میں فرق ۔ صہ ۱۶۳ تا ۱۶۸

۵۲ ۔ اصل شرطِ نبوت منصبِ نبوت پر ماموریت ہے ۔ اور مصنف قولِ سدید کے ایک اعتراض کا جواب ۔ صہ ۱۶۸ تا ۱۷۱

۵۳ ۔ خاتم النبیین، خاتم الکتب اور خاتم الشرائع کے فیضِ روحانی کا تقابل اور اِس بارہ میں مولوی محمد علی صاحب کے ایک اعتراض کا جواب ۔ صہ ۱۷۱ تا ۱۷۴

۵۴ ۔ غیر مبایعین کے ختمِ نبوت کے متعلق ایک مایۂ ناز حوالہ کی تشریح صہ ۱۷۴ تا ۱۷۶

۵۵ ۔ خاتمہ ۔ بحث کا خلاصہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمرۂ انبیاء میں داخل ہونیکی حقیقت ۔ صہ ۱۷۷ تا ۱۸۶

۵۶ ۔ انڈیکس ۔ صہ ۱۸۷ تا آخر +
